روزنامہ
الفضل
ربوہ
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
فون: ۴۴۹
ایڈیٹر: نسیم سیفی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سالانہ نمبر ۱۹۹۲ء

جماعت احمدیہ کینیڈا کی نو تعمیر شدہ بیت الذکر

اس بیت الذکر کا افتتاح سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے حال ہی میں فرمایا

جماعت احمدیہ کینیڈا کی نوتعمیر شدہ بیت الذکر کی تقریبِ افتتاح کے موقع پر لی گئی چند تصاویر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بیت الذکر کے دروازے پر حضور ایدہُ اللہ بعض عمائدین سے مصروف گفتگو

حضور ایدہُ اللہ کینیڈا کے سب سے اہم صوبے اونٹاریو کے وزیر اعلیٰ مسٹر باب لے کو خوش آمدید کہہ رہے ہیں۔

حضور ایدہُ اللہ تعالیٰ ایک مشہور کینیڈین مستشرق کے ساتھ محو گفتگو ہیں

حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہُ اللہ مشہور کینیڈین پروفیسر نینو گلیٹری کے ساتھ۔

کینیڈا کی خوبصورت بیت الذکر کی افتتاحی تقریب کے شرکاء کا ایک منظر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

منظوم کلام حضرت امام جماعت احمدیہ۔ الثانی

عہد شکنی نہ کرو اہلِ وفا ہو جاؤ
اہلِ شیطاں نہ بنو اہلِ خدا ہو جاؤ

گرتے پڑتے درِ مولیٰ پہ رسا ہو جاؤ
اور پروانے کی مانند فدا ہو جاؤ

جو ہیں خالق سے خفا اُن سے خفا ہو جاؤ
جو ہیں اس در سے جدا اُن سے جدا ہو جاؤ

حق کے پیاسوں کے لئے آبِ بقا ہو جاؤ
خشک کھیتوں کے لئے کالی گھٹا ہو جاؤ

سُرخرو رُوبرُوئے داورِ محشر جاؤ
کاش تم حشر کے دن عہدہ برآ ہو جاؤ

بادشاہی کی تمنا نہ کرو ہرگز تم
کوچۂ یارِ یگانہ کے گدا ہو جاؤ

وصلِ مولیٰ کے جو بھوکے ہیں انہیں سیر کرو
وہ کرو کام کہ تم خوانِ ہدیٰ ہو جاؤ

قطب کا کام دو تم ظلمت و تاریکی میں
بھولے بھٹکوں کے لئے راہ نما ہو جاؤ

پنبۂ مرہم کافور ہو تم زخموں پر
دلِ بیمار کے درمان و دوا ہو جاؤ

طالبانِ رُخِ جاناں کو دکھاؤ دلبر
عاشقوں کے لئے تم قبلہ نما ہو جاؤ

امرِ معروف کو تعویذ بناؤ جاں کا
بے کسوں کے لئے تم عقدہ کشا ہو جاؤ

راہِ مولیٰ میں جو مرتے ہیں وہی جیتے ہیں
موت کے آنے سے پہلے ہی فنا ہو جاؤ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
پبلشر: آغا سیف اللہ، پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس ۔ ربوہ
مقامِ اشاعت: دارالنصر غربی ۔ ربوہ
قیمت بارہ روپے

۲۸۔ فتح ہش ۱۳۷۱ ۲۸۔ دسمبر ۱۹۹۲ء

جلسہ سالانہ ــ اور مجبوری

انسان با اختیار بھی ہے اور مجبور بھی ۔ اختیار کا موقعہ سامنے آتا ہے تو بعض اوقات ۔ اور بعض انسان ۔ اپنے آپ کو کلی با اختیار سمجھنے لگتے ہیں ۔ مجبوری کا مرحلہ درپیش ہو تو مایوسی کی حد تک پہنچ جاتا ہے اور سمجھتا ہے کہ اس کی ساری زندگی مجبوری ہی میں گذری ہے ۔ کبھی وہ اپنے آپ کو کوستا ہے کبھی دوسروں کو اور کبھی اپنے مقدر کو بھی۔

لیکن حقیقت یہ ہے کہ انسان اختیار اور مجبوری کے سنگھم پر کھڑا ہے۔ با اختیار بھی ہے ۔ ایک حد تک ۔ مجبور بھی ہے ایک حد تک اور اگر مجبوری حقیقی ہو تو دنیا چاہے کچھ ہی کہے اللہ تعالیٰ کی ذات اسے محروم نہیں رکھتی ۔ اس لئے کہ اگر وہ مجبور نہ ہوتا تو یقیناً وہ نیکیوں میں ۔ یا کسی نیک کام میں ۔ پیچھے نہ رہتا۔

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے جب پہلا جلسہ قادیان میں منعقد فرمایا تو اس جلسہ میں شرکت کرنے والوں کو ڈھیروں ڈھیر دعائیں دیں ۔ انہیں بھی اور ان کے خاندانوں کو بھی اور ان کے دوستوں کو بھی۔ حضور ان کے لئے سراپا دعا تھے ۔ لیکن بعض لوگ ایسے بھی تو تھے جو جلسہ سالانہ میں کسی مجبوری کی وجہ سے شرکت نہ کر سکے ۔ اگر انہیں مجبوری لاحق نہ ہوتی تو وہ ضرور آتے ۔ اور ان دوستوں میں شامل ہوتے جن کی شمولیت کے پیش نظر حضور نے دعائیں کی تھیں ۔ لیکن ان کی مجبوری کو مد نظر رکھتے ہوئے نہ آ سکنے والے مجبوروں کے لئے بھی وہی دعائیں کیں۔ گویا جو آ گئے انہوں نے اپنے آنے کی وجہ سے اپنے آپ کو دعاؤں کا مستحق بنایا ۔ جو کسی مجبوری کی وجہ سے نہ آ سکے ۔ اور انکی مجبوری حقیقی تھی ۔ انہوں نے بھی ایک رنگ میں اپنے آپ کو ان دوستوں میں شامل کر لیا جو جلسہ میں شریک ہونے کی سعادت پا رہے تھے ۔

اس مجبوری کے علاوہ ایک اور مجبوری بھی ہے اور وہ ہے کسی نہ کسی وجہ سے جلسہ کا التوا ۔ جیسے کہ آجکل ہو رہا ہے۔ اور کئی سالوں سے ہو رہا ہے کہ جلسہ منعقد نہیں ہو رہا۔ جلسہ نہ ہو سکنے کی وجہ سے نہ آنے والے بھی مجبوری کے تحت آتے ہیں ۔ اگر جلسہ ہوتا تو وہ یقیناً آتے ۔ جلسہ نہیں ہوتا وہ نہیں آ پاتے لیکن ہمیں یقین ہے کہ اس مجبوری کے تحت اللہ تعالیٰ جلسہ پر آنے کی خواہش رکھنے والوں کے حق میں وہ ساری دعائیں قبول فرمائے گا۔

کردار کے سونے کو کٹھالی میں جو ڈالا
اقدار کا معیار ہوا برتر و اعلیٰ
ٹھنڈک ہے ہر اک آتشِ سوزاں کے جگر میں
گرتا ہے کوئی شخص تو ہو جاتا ہے بالا

ابوالاقبال

آ اور مرے دل میں بہاروں کو کھلا دے
اَے تن دِرگِ جاں تنِ مُردہ کو جِلا دے

خود مانگنے والوں سے مَیں کیوں مانگنے جاؤں
دامن ہے دریدہ، مرے دامن کو دُعا دے

وہ مجھ سے ہم آہنگ نہ ہونگے مرے مولا
دے ان کو فضا اور، مجھے اور فضا دے

جس طرح بُلایا تھا اُنہوں نے مجھے لندن
یا رب انہیں اس شہرِ غریباں میں بُلا دے

دروازہ کھُلا رکھتا ہوں جو آئے چلا آئے
آ کر مرے دروازے پہ کیوں کوئی صدا دے

کیا کرتا ہوں مَیں کیا نہیں کرتا مجھے پُوچھو
ہے اس کے سوا کچھ تو کوئی مجھ کو بتا دے

دنیا کے کناروں پہ صدا گونج اُٹھی ہے
سُن پائے زمانہ یہ زمانے کو دُعا دے

ساقی تجھے یہ ساغر و مینا ہوں مبارک
دینا ہو کبھی مجھ کو تو اِک پُوری گھٹا دے

میری نہ سُنے کوئی شکائت نہیں مجھ کو
جو اُن کی کہانی ہے کوئی وہ تو سُنا دے

لایا ہوں خبر مَیں تو نسیم اُن کی گلی سے
ڈر ہے کوئی چُپکے سے ہَوا ہی نہ اُڑا دے

نسیم سیفی

جھوٹ کا آغاز لغویات سے بھی ہوتا ہے ۔ لیکن بڑھتے بڑھتے بعض جھوٹ اتنا بڑا شرک بن جاتے ہیں کہ ایک ہی جھوٹ انسان کی ساری زندگی کو ہلاک کرنے کے لئے کافی ہو جاتا ہے ۔ اگر بچپن سے اولاد کی تربیت نہ کی جائے اور اپنے ماحول کو بار بار جھوٹ کے خلاف متنبہ نہ کیا جائے تو رفتہ رفتہ ساری سوسائٹی اتنی جھوٹی ہو جاتی ہے کہ ہر خطرہ کے مقام پر سوسائٹی کا تقریباً ہر فرد لازماً جھوٹے خدا یعنی جھوٹ کی عبادت کر رہا ہوتا ہے ۔

(ارشاد حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مرتب: مرزا محمد اقبال

حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی احباب جماعت کو نصائح

(۱) حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں

"اے میرے پیارے بھائیو! کوشش کرو تا متقی بن جاؤ۔ بغیر عمل کے سب باتیں ہیچ ہیں اور بغیر اخلاص کے کوئی عمل مقبول نہیں۔ سو تقویٰ یہی ہے کہ ان تمام نقصانوں سے بچ کر خدا تعالیٰ کی طرف قدم اٹھاؤ اور پرہیزگاری کی باریک راہوں کی رعایت رکھو۔ سب سے اول اپنے دلوں میں انکسار اور صفائی اور اخلاص پیدا کرو اور سچ مچ دلوں کے حلیم اور سلیم اور غریب بن جاؤ کہ ہر یک خیر اور شر کا بیج پہلے دل میں ہی پیدا ہوتا ہے۔ اگر تیرا دل شر سے خالی ہے تو تیری زبان بھی شر سے خالی ہو گی اور ایسا ہی تیری آنکھ اور تیرے سارے اعضاء ہر ایک نور یا اندھیرا پہلے دل میں ہی پیدا ہوتا ہے اور پھر رفتہ رفتہ تمام بدن پر محیط ہو جاتا ہے۔ سو اپنے دلوں کو ہر دم ٹٹولتے رہو اور جیسا پان کھانے والا اپنے پانوں کو پھیرتا رہتا ہے اور ردی ٹکڑے کو کاٹتا ہے اور باہر پھینکتا ہے اسی طرح تم بھی اپنے دلوں کے مخفی خیالات اور مخفی عادات اور مخفی جذبات اور مخفی ملکات کو اپنی نظر کے سامنے پھیرتے رہو اور جس خیال یا عادت یا ملکہ کو ردی پاؤ اس کو کاٹ کر باہر پھینکو ایسا نہ ہو کہ وہ تمہارے سارے دل کو ناپاک کر دیوے اور پھر تم کاٹے جاؤ۔"

(ازالہ اوہام صفحہ ۸۲۷، ۸۲۸)

(۲) احباب جماعت کو سچائی کے اختیار کرنے کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا:

"سچائی اختیار کرو۔ سچائی اختیار کرو۔ وہ دیکھ رہا ہے کہ تمہارے دل کیسے ہیں۔ کیا انسان اس کو بھی دھوکا دے سکتا ہے؟ کیا اس کے آگے بھی مکاریاں پیش جاتی ہیں؟ نہایت بدبخت آدمی اپنے فاسقانہ افعال اس حد تک پہنچاتا ہے کہ گویا خدا نہیں۔ تب وہ بہت جلد ہلاک کیا جاتا ہے اور خدا تعالیٰ کو اس کی کچھ بھی پرواہ نہیں ہوتی۔

عزیزو! اس دنیا کی مجرد منطق ایک شیطان ہے اور اس دنیا کا خالی فلسفہ ایک ابلیس ہے جو ایمانی نور کو نہایت درجہ گھٹا دیتا ہے اور بے باکیاں پیدا کرتا ہے اور قریب قریب دہریت کے پہنچاتا ہے۔ سو تم اس سے اپنے تئیں بچاؤ اور ایسا دل پیدا کرو جو غریب اور مسکین ہو اور بغیر چون و چرا کے حکموں کو ماننے والے ہو جاؤ جیسا کہ بچہ اپنی والدہ کی باتوں کو مانتا ہے۔"

(ازالہ اوہام صفحہ ۸۳۰)

(۳) پھر فرمایا:

"مجھے اس وقت اس نصیحت کی حاجت نہیں کہ تم خون نہ کرو کیونکہ بجز نہایت شریر آدمی کے کون ناحق کے خون کی طرف قدم اٹھاتا ہے مگر میں کہتا ہوں کہ ناانصافی پر ضد کر کے سچائی کا خون نہ کرو۔ حق کو قبول کر لو۔ اگرچہ ایک بچہ سے۔ اور اگر مخالف کی طرف سے حق پاؤ تو پھر فی الفور اپنی خشک منطق چھوڑ دو۔ سچ پر ٹھہر جاؤ اور سچی گواہی دو جیسا کہ اللہ جل شانہٗ فرماتا ہے (۔۔۔) یعنی بتوں کی پلیدی سے بچو اور جھوٹ سے بھی کہ وہ بُت سے کم نہیں۔ جو چیز قبلہ حق سے تمہارا منہ پھیرتی ہے وہی تمہاری راہ میں بت ہے۔ سچی گواہی دو۔ اگرچہ تمہارے باپوں یا بھائیوں یا دوستوں پر ہو۔ چاہئے کہ کوئی عداوت بھی تمہیں انصاف سے مانع نہ ہو۔

باہم بخل اور کینہ اور بغض اور بے مہری چھوڑ دو اور ایک ہو جاؤ۔ قرآن شریف کے بڑے حکم دو ہی ہیں ایک توحید و محبت و اطاعت باری عزّاسمہ، دوسری ہمدردی اپنے بھائیوں اور بنی نوع کی۔"

(ازالہ اوہام صفحہ ۸۳۱، ۸۳۲)

(۴) خدا تعالیٰ پر کامل ایمان لانے کی تاکید کرتے ہوئے فرمایا:

"یہ خدا ہے جو ہمارے سلسلہ کی شرط ہے اس پر ایمان لاؤ اور اپنے نفس پر اور اپنے آراموں پر اور اپنے کل تعلقات پر اس کو مقدم رکھو اور عملی طور پر بہادری کے ساتھ اس کی راہ میں صدق و وفا دکھلاؤ۔ دنیا اپنے اسباب اور اپنے عزیزوں پر اس کو مقدم نہیں رکھتی مگر تم اس کو مقدم رکھو تا تم آسمان پر اس کی جماعت لکھے جاؤ۔ رحمت کے نشان دکھلانا قدیم سے خدا کی عادت ہے مگر تم اس حالت میں اس عادت سے حصہ لے سکتے ہو کہ تم میں اور اس میں کچھ جدائی نہ رہے اور تمہاری مرضی اس کی مرضی اور تمہاری خواہشیں اس کی خواہشیں ہو جائیں اور تمہارا سر ہر ایک وقت اور ہر ایک حالت مراد یابی اور نامرادی میں اس کے آستانہ پر پڑا رہے تا جو چاہے سو کرے اگر تم ایسا کرو گے تو تم میں وہ خدا ظاہر ہو گا جس نے مدت سے اپنا چہرہ چھپا لیا ہے کیا کوئی تم میں ہے جو اس پر عمل کرے اور اس کی رضا کا طالب ہو جائے اور اس کی قضاء و قدر پر ناراض نہ ہو۔ سو تم مصیبت کو دیکھ کر اور بھی قدم آگے رکھو کہ یہ تمہاری ترقی کا ذریعہ ہے۔"

(کشتی نوح صفحہ ۱۱)

(۵) مخلوقِ خدا پر شفقت اور رحم کا سلوک کرنے کے متعلق فرمایا:

"اس (خدا) کے بندوں پر رحم کرو اور ان پر زبان یا ہاتھ یا کسی تدبیر سے ظلم نہ کرو اور مخلوق کی بھلائی کے لئے کوشش کرتے رہو۔ اور کسی پر تکبر نہ کرو گو اپنا ماتحت ہو اور کسی کو گالی مت دو گو وہ گالی دیتا ہو۔ غریب اور حلیم اور نیک نیت اور مخلوق کے ہمدرد بن جاؤ تا قبول کئے جاؤ۔ بہت ہیں جو حلم ظاہر کرتے ہیں مگر وہ اندر سے بھیڑئیے ہیں۔ بہت ہیں جو اوپر سے صاف ہیں مگر اندر سے سانپ ہیں۔ سو تم اس کی جناب میں قبول نہیں ہو سکتے۔ جب تک ظاہر و باطن ایک نہ ہو۔ بڑے ہو کر چھوٹوں پر رحم کرو۔ نہ ان کی تحقیر عالم ہو کر نادانوں کو نصیحت کرو نہ خودنمائی سے ان کی تذلیل اور امیر ہو کر غریبوں کی خدمت کرو نہ خودپسندی سے ان پر تکبر۔ ہلاکت کی راہوں سے ڈرو۔ خدا سے ڈرتے رہو اور تقویٰ اختیار کرو اور مخلوق کی پرستش نہ کرو اور اپنے مولیٰ کی طرف منقطع ہو جاؤ اور دنیا سے دل برداشتہ رہو اور اسی کے لئے زندگی بسر کرو اور اسی کے لئے ہر ایک ناپاکی اور گناہ سے نفرت کرو کیونکہ وہ پاک ہے۔ چاہیئے کہ ہر ایک صبح تمہارے لئے گواہی دے کہ تم نے تقویٰ سے رات بسر کی اور ہر ایک شام تمہارے لئے گواہی دے کہ تم نے ڈرتے ڈرتے دن بسر کیا۔ دنیا کی لعنتوں سے مت ڈرو کہ وہ دھوئیں کی طرح دیکھتے دیکھتے غائب ہو جاتی ہیں اور وہ دن کو رات نہیں کر سکتیں بلکہ تم خدا کی لعنت سے ڈرو جو آسمان سے نازل ہوتی اور جس پر پڑتی ہے اس کی دونوں جہانوں میں بیخ کنی کر جاتی ہے۔ تم ریاکاری کے ساتھ اپنے تئیں بچا نہیں سکتے کیونکہ وہ خدا جو تمہارا خدا ہے اس کی انسان کے پاتال تک نظر ہے کیا تم اس کو دھوکا دے سکتے ہو۔ پس تم سیدھے ہو جاؤ اور صاف ہو جاؤ اور پاک ہو جاؤ اور کھرے ہو جاؤ۔"

(کشتی نوح صفحہ ۱۱، ۱۲)

(۶) جھگڑوں سے مجتنب رہنے کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا:

"تم آپس میں جلد صلح کرو اور اپنے بھائیوں کے گناہ بخشو کیونکہ شریر ہے وہ انسان کہ جو اپنے بھائی کے ساتھ صلح پر راضی نہیں وہ کاٹا جائے گا کیونکہ تفرقہ ڈالتا ہے۔ تم اپنی نفسانیت ہر پہلو سے چھوڑ دو اور باہمی ناراضگی جانے دو اور سچے ہو کر جھوٹے کی طرح تذلل کرو تا تم بخشے جاؤ۔ نفسانیت کی فربہی چھوڑ دو کہ جس دروازہ کیلئے تم بلائے گئے ہو اس میں سے ایک فربہ انسان داخل نہیں ہو سکتا۔ کیا ہی بدقسمت وہ شخص ہے جو ان باتوں کو نہیں مانتا جو خدا کے منہ سے نکلیں اور میں نے بیان کیں۔ تم اگر چاہتے ہو کہ آسمان پر تم سے خدا راضی ہو تو تم باہم ایک ہو جاؤ جیسے ایک پیٹ میں سے دو بھائی۔ تم میں سے زیادہ بزرگ وہی ہے جو زیادہ اپنے بھائی کے گناہ بخشتا ہے اور بدبخت ہے وہ جو ضد کرتا ہے اور نہیں بخشتا۔ سو اس کا مجھ میں حصہ نہیں۔"

(کشتی نوح صفحہ ۱۲، ۱۳)

(۷) نیز فرمایا:

"اگر تم خدا کے ہو جاؤ گے تو یقیناً سمجھو کہ خدا تمہارا ہی ہے۔ تم سوئے ہوئے ہو گے اور خدا تعالیٰ تمہارے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لئے جاگے گا۔ تم دشمن سے غافل ہو گے اور خدا اسے دیکھے گا اور اس کے منصوبے کو توڑے گا۔ تم ابھی تک نہیں جانتے کہ تمہارے خدا میں کیا کیا قدرتیں ہیں اور اگر تم جانتے تو تم پر کوئی ایسا دن نہ آتا کہ تم دنیا کے لئے سخت غمگین ہو جاتے۔ ایک شخص جو ایک خزانہ اپنے پاس رکھتا ہے کیا وہ ایک پیسہ کے ضائع ہونے سے روتا ہے اور چیخیں مارتا ہے اور ہلاک ہونے لگتا ہے؟ پھر اگر تم کو اس خزانہ کی اطلاع ہوتی کہ خدا تمہارا ہر ایک حاجت کے وقت کام آنے والا ہے تو تم دنیا کے لئے ایسے بے خود کیوں ہوتے؟ خدا ایک پیارا خزانہ ہے اس کی قدر کرو کہ وہ تمہارے ہر ایک قدم میں تمہارا مددگار ہے۔ تم بغیر اس کے کچھ بھی نہیں اور نہ تمہارے اسباب اور تدبیریں کچھ چیز ہیں۔ غیر قوموں کی تقلید نہ کرو کہ وہ بکلی اسباب پر گر گئی ہیں.... میں تمہیں حدِ اعتدال تک رعایت اسباب سے منع نہیں کرتا بلکہ اس سے منع کرتا ہوں کہ تم غیر قوموں کی طرح نرے اسباب کے بندے ہو جاؤ اور اس خدا کو فراموش کر دو جو اسباب کو بھی وہی مہیا کرتا ہے۔"

(کشتی نوح صفحہ ۲)

⑧ اسی طرح حضرت اقدس بانی سلسلہ فرماتے ہیں:۔

"تمہیں چاہیئے کہ اس دنیا کے فلسفیوں کی پیروی مت کرو اور ان کو عزت کی نگاہ سے مت دیکھو کہ یہ سب نادانیاں ہیں۔ سچا فلسفہ وہ ہے جو خدا نے تمہیں اپنے کلام میں سکھلایا ہے۔ ہلاک ہو گئے وہ لوگ جو اس دنیوی فلسفہ کے عاشق ہیں اور کامیاب ہیں وہ لوگ جنہوں نے سچے علم اور فلسفہ کو خدا کی کتاب میں ڈھونڈا۔ نادانی کی راہیں کیوں اختیار کرتے ہو؟ کیا تم خدا کو وہ باتیں سکھلاؤ گے جو اسے معلوم نہیں؟ کیا تم اندھوں کے پیچھے دوڑتے ہو کہ وہ تمہیں دکھلا دیں؟ اے نادانو! وہ جو خود اندھا ہے وہ تمہیں کیا راہ دکھلائے گا؟ بلکہ سچا فلسفہ روح القدس سے حاصل ہوتا ہے جس کا تمہیں وعدہ دیا گیا ہے۔ تم روح کے وسیلہ سے ان پاک علوم تک پہنچائے جاؤ گے جن تک غیروں کی رسائی نہیں۔ اگر صدق سے مانگو تو آخر تم اسے پاؤ گے۔ تب سمجھو گے کہ یہی علم ہے جو دل کو تازگی اور زندگی بخشتا ہے اور یقین کے مینار تک پہنچا دیتا ہے وہ جو خود مردار خوار ہے وہ کہاں سے تمہارے لئے پاک غذا لائے گا؟ وہ جو خود اندھا ہے وہ کیونکر تمہیں دکھاوے گا؟ ہر ایک پاک حکمت آسمان سے آتی ہے پس تم زمینی لوگوں سے کیا ڈھونڈتے ہو؟ جن کی روحیں آسمان کی طرف جاتی ہیں وہ حکمت کے وارث ہیں۔ جن کو خود تسلی نہیں وہ کیونکر تمہیں تسلی دے سکتے ہیں مگر پہلے دلی پاکیزگی ضروری ہے۔ پہلے صدق و صفا ضروری ہے پھر بعد اس کے یہ سب کچھ تمہیں ملے گا۔"

(کشتی نوح صفحہ ۳۳)

⑨ آپ اپنی کتاب "رازِ حقیقت" صفحہ ۵،۱۱ پر فرماتے ہیں:۔

"اے خدا کے بندو! دلوں کو صاف کرو اور اپنے اندرونوں کو دھو ڈالو۔ تم نفاق اور دو رنگی سے ہر ایک کو راضی کر سکتے ہو مگر خدا کو اس خصلت سے غضب میں لاؤ گے۔ اپنی جانوں پر رحم کرو اور اپنی ذریت کو ہلاکت سے بچاؤ۔ کبھی ممکن ہی نہیں کہ خدا تم سے راضی ہو حالانکہ تمہارے دل میں اس سے زیادہ کوئی اور عزیز بھی ہے۔ اس کی راہ میں فدا ہو جاؤ اور اس کیلئے محو ہو جاؤ اور ہمہ تن اس کے ہو جاؤ۔ اگر چاہتے ہو کہ اسی دنیا میں خدا کو دیکھ لو۔"

⑩ آخر میں فرمایا:

"اے لوگو! خدا سے ڈرو اور درحقیقت اس سے صلح کر لو اور سچ مچ صلاحیت کا جامہ پہن لو اور چاہیئے کہ ہر ایک شرارت تم سے دور ہو جائے۔ خدا میں بے انتہا عجیب قدرتیں ہیں۔ خدا میں بے انتہا طاقتیں ہیں۔ خدا میں بے انتہا رحم اور فضل ہے۔ وہی ہے جو ایک ہولناک سیلاب کو ایک دم میں خشک کر سکتا ہے۔ وہی ہے جو مہلک بلاؤں کو ایک ہی ارادے سے اپنے ہاتھ سے اٹھا کر دور پھینک دیتا ہے۔ مگر اس کی یہ عجیب قدرتیں انہی پر کھلتی ہیں جو اس کے ہی ہو جاتے ہیں اور وہی یہ خوارق دیکھتے ہیں جو اس کے لئے اپنے اندر ایک پاک تبدیلی کرتے ہیں اور اس کے آستانے پر گرتے ہیں اور اس قطرے کی طرح جس سے موتی بنتا ہے صاف ہو جاتے ہیں اور محبت اور صدق اور صفا کی سوزش سے پگھل کر اس کی طرف بہنے لگتے ہیں۔ تب وہ مصیبتوں میں ان کی خبر لیتا ہے اور عجیب طور پر دشمنوں کی سازشوں اور منصوبوں سے انہیں بچا لیتا ہے اور ذلت کے مقاموں سے انہیں محفوظ رکھتا ہے۔ وہ ان کا متولی اور متعہد ہو جاتا ہے۔ وہ ان مشکلات میں جبکہ کوئی انسان کام نہیں آ سکتا ان کی مدد کرتا ہے۔ اور اسکی فوجیں ان کی حمایت کے لئے آتی ہیں۔ کس قدر شکر کا مقام ہے کہ ہمارا خدا کریم اور قادر خدا ہے۔ کیا تم ایسے عزیز کو چھوڑو گے؟ کیا اپنے نفس ناپاک کے لئے اس کی حدود کو توڑ دو گے؟ ہمارے لئے اس کی رضامندی میں مرنا ناپاک زندگی سے بہتر ہے۔"

(ایام الصلح صفحہ ۱۰۵)

فرمودات سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع)

"حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی یہ عادت تھی کہ ہمیشہ ہر حکم دینے کے بعد دوبارہ سنتے تھے۔ اور سننے کے بعد اگر اس کو ضرورت پڑتی تھی تو پھر دوبارہ بتاتے تھے اور پھر سنتے تھے۔ جب تک آپ کی یہ تسلی نہیں ہو جاتی تھی کہ سننے والے نے بات سمجھ لی ہے اس وقت تک آپ کو رخصت کی اجازت نہیں دیتے تھے۔ میں نے دیکھا ہے کہ بہت سارے انتظامات میں خرابی کا باعث اس سنت سے غفلت بنتی ہے یعنی جو کارکن اس سنت کو نہیں اپناتے وہ ایک پیغام دے دیتے ہیں اور پھر بے فکر ہو کر غافل ہو جاتے ہیں۔ جب کوئی نتیجہ نہ نکلے یا غلط نتیجہ نکلے اور ہم پوچھیں تو وہ کہتے ہیں کہ جی! ہم نے تو بتا دیا تھا اس کو۔ جب اس کو جس کا جو بھی نام ہو اس کو بلایا جاتا ہے کہ جی تمہیں بتا دیا تھا اور پھر تم نے یہ حرکت کی تو وہ کہے گا۔ جی! مجھے انہوں نے یہ نہیں بتایا تھا۔ یہ بتایا تھا۔ اب اس میں جھوٹ سچ کا سوال نہیں ہے۔ سننے کے انداز مختلف ہیں۔ بتانے کے انداز مختلف ہیں۔ جب تک دونوں کا مزاج ہم آہنگ نہ ہو جائے اور یہ بات اچھی طرح واضح نہ ہو جائے کہ جو کہا گیا تھا وہ سمجھا بھی گیا ہے کہ نہیں۔ اس وقت تک دونوں میں سے کسی کا بھی قصور قرار نہیں دیا جا سکتا۔ یا یوں کہنا چاہیئے کہ دونوں کا قصور ہے۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے ذمہ داری سنانے والے پر ڈالی ہے۔ اسی لئے اپنی خدا کے حضور اسی رنگ میں ذمہ داری دیکھتے رہے اور یہ آپ کی عظمت کا وہ راز ہے جو شخص کسی کی جواب طلبی کرنے والا ہو اگر وہ اپنی جوابدہی کی طرف متوجہ نہیں ہوتا اور اس فکر میں غلطاں نہیں رہتا تو وہ حقیقت میں جواب طلبی کی بھی اہلیت نہیں پاتا۔ اور اس کے نظام میں ایسی خرابیاں لازماً ہوں گی جن کے نتیجے میں جو بات اس کے سپرد کی گئی ہے آگے صحیح رنگ میں پہنچے گی نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا طریق تھا کہ بات بیان فرماتے۔ پھر یہ بھی فرمایا کرتے کہ جو حاضر ہے وہ غائب تک یہ بات پہنچائے اور پھر خود آخری عمر میں سب سے بڑے مجمع میں مخاطب کر کے، جو حجۃ الوداع کا موقع تھا اس وقت آپ نے فرمایا کہ بتاؤ، گواہی دو کہ خدا نے جو مجھے پیغام دیا تھا میں نے تم تک پہنچا دیا۔ گواہی دو کہ جو خدا نے مجھے پیغام دیا تھا میں نے تم تک پہنچا دیا اور وہ لاکھوں کا مجمع بتایا جاتا ہے۔ اس سارے مجمع نے یک زبان ہو کر گواہی دی۔ آپ کو ان کی گواہی کی ضرورت نہیں تھی۔ کیونکہ آپ ان پر گواہ تھے لیکن اپنے دل کی ایک خواہش پوری کرنے کے لئے کہ خدا کے سامنے میں جوابدہ ہوں۔ میرے سامنے خدا کے یہ لاکھوں بندے گواہ ٹھہر جائیں کہ ہاں میں نے حق ادا کر دیا۔ تو اچھا منتظم خواہ مذہبی ہو یا غیر مذہبی ہو۔ اس کو حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی سنت پر چلے بغیر چارہ ہی کوئی نہیں۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۰ جولائی ۱۹۹۰ء)

حضرت امام جماعت الثانی فرماتے ہیں:۔

کئی نادان سمجھ لیتے ہیں کہ ہم نے پہلے بہت سی قربانیاں کر دی ہیں وہی ہمارے لئے کافی ہیں ہمیں آئندہ کے لئے قربانیاں کرنے کی ضرورت نہیں۔ حالانکہ وہ ہر روز کھانا کھاتے ہیں اور یہ نہیں سمجھتے کہ کل پرسوں یا اترسوں کا کھایا ہوا کھانا ہمارے لئے کافی ہوگا اور بغیر کسی کے کہنے کے ہر روز کھانا کھا لیتے ہیں سوائے بچوں کے کہ والدین ان کو کہہ کر کھانا کھلاتے ہیں کہ کھانا کھا لو۔ نہیں تو معدہ خراب ہو جائے گا۔ اور پانچ دس دن کی تاکید کے بعد وہ بھی اس نصیحت کے محتاج نہیں رہتے تو وہ ہر انسان جو یہ سمجھتا ہے کہ پچھلی قربانیاں اس کے لئے کافی ہیں وہ سخت غلطی پر ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

"مزاجِ چمن"

کل کیا تھا۔ آج کیا ہے وطن۔ سوچتا ہوں مَیں
بدلا ہے کیوں مزاجِ چمن۔ سوچتا ہوں مَیں
افسردہ دل ہوں آج بہاروں کے درمیاں
جو حال ہے وہ کہہ نہیں سکتی مِری زباں
تصویرِ مہربانیٔ سوزِ حیات ہُوں
احسان مندِ بے رُخیٔ کائنات ہُوں
اس مسئلہ میں کوئی نہیں وجہِ گفتگو
ہے جذبِ گلستاں کی رگوں میں مرا لہُو
اشکوں کے دیپ مَیں نے جلائے ہیں باغ میں
میری ہی روشنی ہے گلوں کے چراغ میں
امداد لے کے جذبۂ تزئیں سرشت سے
مَیں نے ہی اس چمن کو بلایا بہشت سے
بدلا خزاں کے رُخ کو بہاروں کے رُوپ میں
دھویا ہے چاندنی کو ستاروں کی دھوپ میں
شبنم کے آنسوؤں میں ضیا میرے دم سے ہے
روشن ہر ایک نقشِ وفا میرے دم سے ہے
دُھندلا گئی ہے نظروں میں تصویرِ آب و گِل
اب مَیں ہوں اور تغافلِ یارانِ تنگ دل
لہجوں کے خنجروں کی روانی ہے اور مَیں
ہر لفظ ننگِ حُسنِ معانی ہے اور مَیں
سینہ ہر اِک حریفِ گلستاں کا تن گیا
نامحرموں کے ہاتھ میں نظمِ چمن گیا
فقرِ غیور کُشتۂ بیداد ہو گیا
جاہل امامِ حلقۂ ارشاد ہو گیا
ایماں کتابِ کفر کی تفسیر ہو گیا
ظلمت کا نام خیر سے تنویر ہو گیا
فتنوں کے اس قدر نئے سوتے اُبل پڑے
اہلِ وفا کی آنکھ سے آنسو نکل پڑے
پیہم خراشِ زخمِ دل و جاں سے چوُر ہوں
جشنِ وفا میں پھر بھی میں شامل ضرور ہوں

ثاقب زیروی

عہد ہوں ایک اذیت اپنے اندر لے کر بیٹھا ہوں
رگ رگ میں لاکھوں نوکیلے نشتر لے کر بیٹھا ہوں

مجھ سے ملو۔ مُجھکو پہچانو۔ مستقبل ہوں دھرتی کا
قطرہ ہوں دامن میں سات سمندر لے کر بیٹھا ہوں

تخت و تاج کا شوق نہ مجھکو خواہش جھوٹی عزت کی
خاک نشیں ہوں خاک میں بوریا بستر لے کر بیٹھا ہوں

اس کو شوق ہے ہر نو وارد لمحے سے ملاقات کرے
مَیں پلکوں میں ایک پُرانا منظر لے کر بیٹھا ہوں

چاہتا ہوں کہ ایک نرالا تاج محل تعمیر کروں
کتنے آنسو۔ کتنے لعل جواہر لے کر بیٹھا ہوں

اس کو خوف ہے کشتی ڈوب نہ جائے ایک تھپیڑے سے
بیچ بھنور میں اطمینان کے لنگر لے کر بیٹھا ہوں

مَیں نے کہا کہ شہرِ صلیب میں بارش ہوگی پھولوں کی
وہ بولا کہ مَیں تو تجھے پر پتھر لے کر بیٹھا ہوں

میرے فرقت خانے کی جانب بھی جاناں ایک نظر
کتنی امیدوں کے پیاسے پیکر لے کر بیٹھا ہوں

تپتا صحرا ہے اور بادِ سموم کے چلتے جھکڑ ہیں
مَیں ہوں اور تیری پہچان کی چادر لے کر بیٹھا ہوں

تیرے لُطف کی بارش نے بھی تھمنے کا نہیں نام لیا
مَیں بھی تیری حمد و ثنا کے دفتر لے کر بیٹھا ہوں

چاہو تو اب پارس کر دو ان کو ایک اشارے سے
غفلت کے انبار۔ عمل کے کنکر لے کر بیٹھا ہوں

چوہدری محمد علی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے

خودنوشت خاندانی حالات

ہمارا شجرۂ نسب اس طرح پر ہے۔ میرا نام غلام احمد ابن مرزا غلام مرتضٰی صاحب ابن مرزا عطا محمد صاحب ابن مرزا گل محمد صاحب ابن مرزا فیض محمد صاحب ابن مرزا محمد قائم صاحب ابن مرزا محمد اسلم صاحب ابن مرزا محمد دلاور صاحب ابن مرزا الٰہ دین صاحب ابن مرزا جعفر بیگ صاحب ابن مرزا محمد بیگ صاحب ابن مرزا عبدالباقی صاحب ابن مرزا محمد سلطان صاحب ابن مرزا ہادی بیگ صاحب مورثِ اعلیٰ۔

(کتاب البریہ حاشیہ در حاشیہ ص ۱۴۲)

میرے سوانح اس طرح پر ہیں کہ میرا نام غلام احمد میرے والد صاحب کا نام غلام مرتضٰی اور دادا صاحب کا نام عطا محمد اور میرے پردادا صاحب کا نام گل محمد تھا۔ اور جیسا کہ بیان کیا گیا ہے۔ ہماری قوم مغل برلاس ہے اور میرے بزرگوں کے پرانے کاغذات سے جو اب تک محفوظ ہیں معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس ملک میں سمرقند سے آئے تھے اور اُن کے ساتھ قریبًا دو سو آدمی اُن کے توابع اور خدام اور اہل و عیال میں سے تھے اور وہ ایک معزز رئیس کی حیثیت سے اس ملک میں داخل ہوئے اور اس قصبہ کی جگہ میں جو اس وقت ایک جنگل پڑا ہوا تھا جو لاہور سے تخمینًا بفاصلہ پچاس کوس بگوشہ شمال مشرق واقع ہے فروکش ہو گئے۔ جس کو انہوں نے آباد کرکے اس کا نام اسلام پور رکھا جو پیچھے سے اسلام پور قاضی ماجھی کے نام سے مشہور ہوا اور رفتہ رفتہ اسلام پور کا لفظ لوگوں کو بھول گیا اور قاضی ماجھی کی جگہ پر قاضی رہا اور پھر آخر قادی بنا۔ اور پھر اس سے بگڑ کر قادیان بن گیا اور قاضی ماجھی کی وجہ تسمیہ یہ بیان کی گئی ہے کہ یہ علاقہ جس کا طولانی حصّہ قریبًا ساٹھ کوس ہے ان دنوں میں سب کا سب ماجھ کہلاتا تھا۔ غالبًا اسی وجہ سے اس کا نام ماجھ تھا کہ اس ملک میں بھینسیں بکثرت ہوتی تھیں اور ماجھ زبان ہندی میں بھینس کو کہتے ہیں اور چونکہ ہمارے بزرگوں کو علاوہ دیہات جاگیرداری کے اس تمام علاقہ کی حکومت بھی ملی تھی اس لئے قاضی کے نام سے مشہور ہوئے۔ مجھے کچھ معلوم نہیں کہ کیوں اور کس وجہ سے ہمارے بزرگ سمرقند سے اس ملک میں آئے مگر کاغذات سے یہ پتہ ملتا ہے کہ اس ملک میں بھی وہ معزز امراء اور خاندانِ والیانِ ملک میں سے تھے اور انہیں کسی قومی خصومت اور تفرقہ کی وجہ سے اس ملک کو چھوڑنا پڑا۔ پھر اس ملک میں آکر بادشاہِ وقت کی طرف سے بہت سے دیہات بطور جاگیر اُن کو ملے۔ چنانچہ اسی نواح میں ایک مستقل ریاست ان کی ہو گئی۔

سکھوں کے ابتدائی زمانہ میں میرے پردادا صاحب میرزا گل محمد ایک نامور اور مشہور رئیس اس نواح کے تھے جن کے پاس اس وقت ۸۵ گاؤں تھے اور بہت سے گاؤں سکھوں کے متواتر حملوں کی وجہ سے اُن کے قبضہ سے نکل گئے تاہم اُن کی جوانمردی اور فیاضی کی یہ حالت تھی کہ اس قدر قلیل میں سے بھی کئی گاؤں انہوں نے مروّت کے طور پر بعض تفرقہ زدہ مسلمان رئیسوں کو دے دیئے تھے جو اب تک اُن کے پاس ہیں۔ غرض وہ اس طوائف الملوکی کے زمانہ میں اپنے نواح میں ایک خود مختار رئیس تھے۔ ہمیشہ قریب پانسو آدمی کے یعنی کبھی کم اور کبھی زیادہ اُن کے دسترخوان پر روٹی کھاتے تھے۔ اور ایک سو کے قریب علماء اور صلحاء اور حافظ قرآن شریف کے اُن کے پاس رہتے تھے جن کے کافی وظیفے مقرر تھے۔ اور ان کے دربار میں اکثر قال اللہ و قال الرسول ؐ کا ذکر بہت ہوتا تھا۔ اور تمام ملازمین اور متعلقین میں سے کوئی ایسا نہ تھا جو تارکِ نماز ہو۔ یہاں تک کہ چکی پیسنے والی عورتیں بھی پنجوقتہ نماز اور تہجد پڑھتی تھیں۔ اور گرد و نواح کے معزز مسلمان جو اکثر افغان تھے قادیان کو جو اس وقت اسلام پور کہلاتا تھا مکّہ کہتے تھے۔ کیونکہ اس پُر آشوب زمانے میں ہر ایک مسلمان کے لئے یہ قصبہ مبارک پناہ کی جگہ تھی اور دوسری اکثر جگہ میں کفر اور فسق اور ظلم نظر آتا تھا۔ اور قادیان میں اسلام اور تقویٰ اور طہارت اور عدالت کی خوشبو آتی تھی۔ مَیں نے خود اس زمانہ میں سے قریب زمانہ پانے والوں کو دیکھا ہے کہ وہ اس قدر قادیان کی عمدہ حالت بیان کرتے تھے کہ گویا وہ اس زمانہ میں ایک باغ تھا جس میں حامیانِ دین اور صلحاء اور علماء اور نہایت شریف اور جوانمرد آدمیوں کے صدہا پودے پائے جاتے تھے۔ اور اس نواح میں یہ واقعات نہایت مشہور ہیں کہ میرزا گل محمد صاحب مرحوم مشائخِ وقت کے بزرگ لوگوں میں سے اور صاحبِ خوارق اور کرامات تھے جن کی صحبت میں رہنے کے لئے بہت سے اہل اللہ اور صلحاء اور فضلاء قادیان میں جمع ہو گئے تھے۔ اور عجیب تر یہ کہ کئی کرامات اُن کی ایسی مشہور ہیں جن کی نسبت ایک گروہِ کثیر مخالفینِ دین کا بھی گواہی دیتا رہا ہے۔ غرض وہ علاوہ ریاست اور امارت کے اپنی دیانت اور تقویٰ اور مردانہ ہمت اور اولوالعزمی اور حمایتِ دین اور ہمدردی مسلمانوں کی صفت میں نہایت مشہور تھے۔ اور اُن کی مجلس میں بیٹھنے والے سب کے سب متقی اور نیک چلن اور اسلامی غیرت رکھنے والے اور فسق و فجور سے دُور رہنے والے اور بہادر اور بارعب آدمی تھے۔ چنانچہ مَیں نے کئی دفعہ اپنے والد صاحب مرحوم سے سُنا ہے کہ اس زمانہ میں ایک دفعہ ایک وزیر سلطنت مغلیہ کا قادیان میں آیا جو غیاث الدولہ کے نام سے مشہور تھا اور اس نے میرزا گل محمد صاحب کے مدبّرانہ طریق اور بیدار مغزی اور ہمت اور اولوالعزمی اور استقلال اور عقل اور فہم اور حمایتِ اسلام اور جوشِ نصرتِ دین اور تقویٰ اور طہارت اور دربار کے وقار کو دیکھا اور ان کے اس مختصر دربار کو نہایت متین اور عقلمند اور نیک چلن اور بہادر مردوں سے پُر پایا۔ تب وہ چشم پُر آب ہو کر بولا کہ اگر مجھے پہلے خبر ہوتی کہ اس جنگل میں خاندانِ مغلیہ میں سے ایسا مرد موجود ہے جس میں صفاتِ ضروریہ سلطنت کے پائے جاتے ہیں تو مَیں اسلامی سلطنت کے محفوظ رکھنے کے لئے کوشش کرتا کہ ایّام کسل اور نالیاقتی اور بد وضعی ملوکِ چغتائیہ میں اسی کو تختِ دہلی پر بٹھایا جائے۔

اس جگہ اس بات کا لکھنا بھی فائدہ سے خالی نہ ہوگا کہ میرے پردادا صاحب موصوف یعنی میرزا گل محمد نے ہچکی کی بیماری سے جس کے ساتھ اور عوارض بھی تھے وفات پائی تھی۔ بیماری کے غلبہ کے وقت اطباء نے اتفاق کرکے کہا کہ اس مرض کے لئے اگر چند روز شراب کو استعمال کرایا جائے تو غالبًا اس سے فائدہ ہوگا۔ مگر جرأت نہیں رکھتے تھے کہ اُن کی خدمت میں عرض کریں۔ آخر بعض نے ان میں سے ایک نرم تقریر میں عرض کر دیا۔ تب انہوں نے کہا کہ اگر خدا تعالیٰ کو شفا دینا منظور ہو تو اس کی پیدا کردہ اور بھی بہت سی دوائیں ہیں۔ مَیں نہیں چاہتا کہ اس پلید چیز کو استعمال کروں اور مَیں خدا کے قضا و قدر پر راضی ہوں۔ آخر چند روز کے بعد اسی مرض سے انتقال فرما گئے۔ موت تو مقدّر تھی مگر یہ اُن کا طریق تقویٰ ہمیشہ کے لئے یادگار رہا کہ موت کو شراب پر اختیار کر لیا۔ موت سے بچنے کے لئے انسان کیا کچھ نہیں کرتا۔ لیکن انہوں نے معصیت کرنے سے موت کو بہتر سمجھا! افسوس ان بعض نوجوانوں اور امیروں اور رئیسوں کی حالت پر کہ اس چند روزہ زندگی میں اپنے خدا اور اس کے احکام سے بکلّی لاپرواہ ہو کر اور خدا تعالیٰ سے سارے علاقے توڑ کر دل کھول کر ارتکابِ معصیت کرتے ہیں اور شراب کو پانی کی طرح پیتے ہیں۔ اور اس طرح اپنی زندگی کو نہایت پلید اور ناپاک کرکے اور عمر طبعی سے بھی محروم رہ کر اور بعض ہولناک عوارض میں مبتلا ہو کر جلد تر مر جاتے ہیں۔ اور آئندہ نسلوں کے لئے نہایت خبیث نمونہ چھوڑ جاتے ہیں۔

اب خلاصہ کلام یہ ہے کہ جب میرے پردادا صاحب فوت ہوئے تو بجائے اُن کے میرے دادا صاحب یعنی مرزا عطا محمد فرزندِ رشید ان کے گدی نشین ہوئے۔ اُن کے وقت میں خدا تعالیٰ کی حکمت مصلحت سے لڑائی میں سکھ غالب آئے۔ دادا صاحب مرحوم نے اپنی ریاست کی حفاظت کے لئے بہت تدبیریں کیں مگر جبکہ قضا و قدر اُن کے ارادہ کے موافق نہ تھی اس لئے ناکام رہے اور کوئی تدبیر پیش نہ گئی اور روز بروز سکھ لوگ ہماری ریاست کے دیہات پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قبضہ کرتے گئے یہاں تک کہ دادا صاحب مرحوم کے پاس صرف ایک قادیان رہ گئی اور قادیان اس وقت ایک قلعہ کی صورت پر قصبہ تھا اور اس کے چار بُرج تھے اور برجوں میں فوج کے آدمی رہتے تھے اور چند توپیں تھیں اور فصیل بائیس فٹ کے قریب اونچی اور اس قدر چوڑی تھی کہ تین چھکڑے آسانی سے ایک دوسرے کے مقابل اس پر جا سکتے تھے۔ اور ایسا ہوا کہ ایک گروہ سکھوں کا جو رام گڑھیہ کہلاتا تھا اوّل فریب کی راہ سے اجازت لے کر قادیان میں داخل ہوا اور پھر قبضہ کر لیا۔ اس وقت ہمارے بزرگوں پر بڑی تباہی آئی اور اسرائیلی قوم کی طرح وہ اسیروں کی مانند پکڑے گئے اور ان کے مال و متاع سب لوٹی گئی۔ کئی مسجدیں اور عمدہ عمدہ مکانات مسمار کئے گئے اور جہالت اور تعصّب سے باغوں کو کاٹ دیا گیا اور بعض مسجدیں جن میں سے اب تک ایک مسجد سکھوں کے قبضہ میں ہے دھرم سالہ یعنی سکھوں کا معبد بنایا گیا۔ اس دن ہمارے بزرگوں کا ایک کتب خانہ بھی جلایا گیا جس میں سے پانسو نسخہ قرآن شریف کا قلمی تھا جو نہایت بے ادبی سے جلایا گیا۔ اور آخر سکھوں نے کچھ سوچ کر ہمارے بزرگوں کو نکل جانے کا حکم دیا۔ چنانچہ تمام مرد و زن چھکڑوں میں بٹھا کر نکالے گئے اور وہ پنجاب کی ایک ریاست میں پناہ گزیں ہوئے تھوڑے عرصہ بعد ان ہی دشمنوں کے منصوبے سے میرے دادا صاحب کو زہر دی گئی۔ پھر رنجیت سنگھ کی سلطنت کے آخری زمانہ میں میرے والد صاحب مرحوم مرزا غلام مرتضیٰ قادیان میں واپس آئے۔ اور مرزا صاحب موصوف کو اپنے والد صاحب کے دیہات میں سے پانچ گاؤں واپس ملے کیونکہ اس عرصہ میں رنجیت سنگھ نے دوسری اکثر چھوٹی چھوٹی ریاستوں کو دبا کر ایک بڑی ریاست اپنی بنالی تھی۔ سو ہمارے تمام دیہات بھی رنجیت سنگھ کے قبضہ میں آ گئے تھے اور لاہور سے لے کر پشاور تک اور دوسری طرف لدھیانہ تک اس کی ملک داری کا سلسلہ پھیل گیا تھا۔ غرض ہماری پرانی ریاست خاک میں مل کر آخر پانچ گاؤں ہاتھ میں رہ گئے تھے پھر بھی بلحاظ پرانے خاندان کے میرے والد صاحب مرزا غلام مرتضیٰ اس نواح میں ایک مشہور رئیس تھے... چنانچہ سر لیپل گریفن صاحب نے بھی اپنی کتاب تاریخِ رئیسانِ پنجاب میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ غرض وہ حکام کی نظر میں بہت

ہر دلعزیز تھے۔ اور بسا اوقات اُن کی دلجوئی کے لئے حکام وقت۔ ڈپٹی کمشنر۔ کمشنر اُن کے مکان پر آ کر اُن کی ملاقات کرتے تھے۔ یہ مختصر میرے خاندان کا حال ہے۔ میں ضروری نہیں دیکھتا کہ اس کو بہت طول دوں۔

اب میرے ذاتی سوانح یہ ہیں کہ میری پیدائش ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں سکھوں کے آخری وقت میں ہوئی ہے۔ (اصل سن پیدائش ۱۸۳۵ء ہے)۔ اور میں ۱۸۵۷ء میں سولہ برس کا یا سترھویں برس میں تھا اور ابھی ریش و بروت کا آغاز نہیں تھا۔ میری پیدائش سے پہلے میرے والد صاحب نے بڑے بڑے مصائب دیکھے۔ ایک دفعہ ہندوستان کا پیادہ پا سیر بھی کیا۔ لیکن میری پیدائش کے دنوں میں ان کی تنگی کا زمانہ فراخی کی طرف بدل گیا تھا اور یہ خدا تعالیٰ کی رحمت ہے کہ میں نے اُن کے مصائب کے زمانہ سے کچھ بھی حصّہ نہیں لیا اور نہ اپنے دوسرے بزرگوں کی ریاست اور ملک داری سے کچھ حصّہ پایا (-) میں جانتا ہوں کہ وہ تمام صف ہمارے اجداد کی ریاست اور ملک داری کی لپیٹی گئی اور وہ سلسلہ ہمارے وقت میں آ کر بالکل ختم ہو گیا۔ (-)۔

پھر میں پہلے سلسلہ کی طرف عود کر کے لکھتا ہوں کہ بچپن کے زمانہ میں میری تعلیم اس طرح پر ہوئی کہ جب میں چھ سات سال کا تھا تو ایک فارسی خواں معلّم تھے کہ صحت میں فرق نہ آوے اور نیز اُن کا یہ بھی مطلب تھا کہ میں اس شغل سے الگ ہو کر اُن کے غموم و ہموم میں شریک ہو جاؤں۔ آخر ایسا ہی ہوا۔ میرے والد صاحب اپنے بعض آباؤ اجداد کے دیہات کو دوبارہ لینے کے لئے انگریزی عدالتوں میں مقدمات کر رہے تھے۔ انہوں نے ان ہی مقدمات میں مجھے بھی لگایا اور ایک زمانہ دراز تک میں ان کاموں میں مشغول رہا۔ مجھے افسوس ہے کہ بہت سا وقتِ عزیز میرا ان بے ہودہ جھگڑوں میں ضائع گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی والد صاحب موصوف نے زمینداری امور کی نگرانی میں مجھے لگا دیا۔ میں اس طبیعت اور فطرت کا آدمی نہیں تھا۔ اس لئے اکثر والد صاحب کی ناراضگی کا نشانہ رہتا رہا۔ ان کی ہمدردی اور مہربانی میرے پر نہایت درجہ پر تھی مگر وہ چاہتے تھے کہ دنیاداروں کی طرح مجھے رُو بہ خلق بنا دیں اور میری طبیعت اس طریق سے سخت بیزار تھی۔ میرے لئے نوکر رکھا گیا جنہوں نے (-)

اور چند فارسی کتابیں پڑھائیں۔ اور اس بزرگ کا نام فضل الٰہی تھا۔ اور جب میری عمر قریباً دس برس کے ہوئی تو ایک عربی خواں مولوی صاحب میری تربیت کے لئے مقرر کئے گئے جن کا نام فضل احمد تھا۔ میں خیال کرتا ہوں کہ چونکہ میری تعلیم خدا تعالیٰ کے فضل کی ایک ابتدائی تخم ریزی تھی۔ اس لئے ان استادوں کے نام کا پہلا لفظ بھی فضل ہی تھا۔ مولوی صاحب موصوف جو ایک دیندار اور بزرگوار آدمی تھے وہ بہت توجہ اور محنت سے پڑھاتے رہے اور میں نے صَرف کی بعض کتابیں اور کچھ قواعدِ نحو اُن سے پڑھے اور بعد اس کے جب میں سترہ یا اٹھارہ سال کا ہوا تو ایک اور مولوی صاحب سے چند سال پڑھنے کا اتفاق ہوا ان کا نام گل علی شاہ تھا۔ ان کو بھی میرے والد صاحب نے نوکر رکھ کر قادیان میں پڑھانے کے لئے مقرر کیا تھا اور ان آخر الذکر مولوی صاحب سے میں نے نحو اور منطق اور حکمت وغیرہ علومِ مروجہ کو جہاں تک خدا تعالیٰ نے چاہا حاصل کیا اور بعض طبابت کی کتابیں میں نے اپنے والد صاحب سے پڑھیں اور وہ فنِ طبابت میں بڑے حاذق طبیب تھے۔ اور اُن دنوں میں مجھے کتابوں کے دیکھنے کی طرف اس قدر توجہ تھی کہ گویا میں دُنیا میں نہ تھا میرے والد صاحب مجھے بار بار یہی ہدایت کرتے تھے کہ کتابوں کا مطالعہ کم کرنا چاہیئے کیونکہ وہ نہایت ہمدردی سے ڈرتے ایک مرتبہ ایک صاحب کمشنر نے قادیان میں آنا چاہا۔ میرے والد صاحب نے بار بار مجھ کو کہا کہ ان کی پیشوائی کے لئے دو تین کوس جانا چاہیئے مگر میری طبیعت نے نہایت کراہت کی اور میں بیمار بھی تھا اس لئے نہ جا سکا۔ پس یہ امر بھی ان کی ناراضگی کا موجب ہوا۔ اور وہ چاہتے تھے کہ میں دُنیوی امور میں ہر دم غرق رہوں جو مجھ سے نہیں ہو سکتا تھا۔ مگر تاہم میں خیال کرتا ہوں کہ میں نے نیک نیتی سے نہ دُنیا کے لئے بلکہ محض ثوابِ اطاعت حاصل کرنے کے لئے اپنے والد صاحب کی خدمت میں اپنے تئیں محو کر دیا تھا اور ان کے لئے دُعا میں بھی مشغول رہتا تھا۔ اور مجھے دلی یقین سے برّ بالوالدین جانتے تھے اور بسا اوقات کہا کرتے تھے کہ "میں صرف ترحّم کے طور پر اپنے اس بیٹے کو دُنیا کے امور کی طرف توجہ دلاتا ہوں ورنہ میں جانتا ہوں کہ جس طرف اس کی توجہ ہے یعنی دین کی طرف صحیح اور سچ بات یہی ہے کہ ہم تو اپنی عمر ضائع

کر رہے ہیں"۔ ایسا ہی ان کے زیرِ سایہ ہونے کے ایّام میں چند سال تک میری عمر کراہت طبع کے ساتھ انگریزی ملازمت میں بسر ہوئی۔ آخر چونکہ میرا جدا رہنا میرے والد صاحب پر بہت گراں تھا اس لئے اُن کے حکم سے جو عین میری منشاء کے موافق تھا میں نے استعفیٰ دے کر اپنے تئیں اس نوکری سے جو میری طبیعت کے مخالف تھی سبکدوش کر دیا۔ اور پھر والد صاحب کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ اِس تجربہ سے مجھے معلوم ہوا کہ اکثر نوکری پیشہ نہایت گندی زندگی بسر کرتے ہیں۔ ان میں سے بہت کم ایسے ہوں گے جو پورے طور پر صوم و صلوٰۃ کے پابند ہوں اور جو ان ناجائز حظوظ سے اپنے تئیں بچا سکیں جو ابتلاء کے طور پر ان کو پیش آتے رہتے ہیں۔ میں ہمیشہ اُن کے مُنہ دیکھ کر حیران رہا۔ اور اکثر کو ایسا پایا کہ ان کی تمام دلی خواہشیں مال و متاع تک خواہ حلال کی وجہ سے ہو یا حرام کے ذریعہ سے محدود تھیں اور بہتوں کے دن رات کی کوششیں صرف اسی مختصر زندگی کی دنیوی ترقی کے لئے مصروف پائیں۔ میں نے ملازمت پیشہ لوگوں کی جماعت میں بہت کم ایسے لوگ پائے کہ جو محض خدا تعالیٰ کی عظمت کو یاد کر کے اخلاقِ فاضلہ حلم اور کرم اور عفت اور تواضع اور خاکساری اور ہمدردیٔ مخلوق اور پاک باطنی اور اکلِ حلال اور صدق مقال اور پرہیز گاری کی صفت اپنے اندر رکھتے ہوں مگر بہتوں کو تکبّر اور بد چلنی اور لاپروائی دین اور طرح طرح کے اخلاقِ رذیلہ میں شیطان کے بھائی پایا۔ اور چونکہ خدا تعالیٰ کی یہ حکمت تھی کہ ہر ایک قسم اور ہر ایک نوع کے انسانوں کا مجھے تجربہ حاصل ہو اس لئے ہر ایک صحبت میں مجھے رہنا پڑا اور بقول صاحب مثنوی رومی وہ تمام ایّام سخت کراہت اور درد کے ساتھ میں نے بسر کئے ؎

من بہر جمعیتے نالاں شدم
جفتِ خوش حالاں و بدحالاں شدم
ہر کسے از ظن خود شد یارِ من
وز درونِ من نجست اسرارِ من

حضرت والد صاحب مرحوم کی خدمت میں پھر حاضر ہوا تو بدستور انہی زمینداری کے کاموں میں مصروف ہو گیا (-) میرے والد صاحب اپنی ناکامیوں کی وجہ سے اکثر مغموم اور مہموم رہتے تھے۔ انہوں نے پیروی مقدمات میں ستّر ہزار روپیہ کے قریب خرچ کیا تھا جس کا انجام آخر ناکامی تھی۔ کیونکہ ہمارے بزرگوں کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دیہات مدت سے ہمارے قبضہ سے نکل چکے تھے اور اُن کا واپس آنا ایک خیالِ خام تھا۔ اسی نامرادی کی وجہ سے حضرت والد صاحب مرحوم ایک نہایت عمیق گردابِ غم اور حُزن اور اضطراب میں زندگی بسر کرتے تھے۔ اور مجھے ان حالات کو دیکھ کر ایک پاک تبدیلی پیدا کرنے کا موقعہ حاصل ہوتا تھا۔ کیونکہ حضرت والد صاحب کی تلخ زندگی کا نقشہ مجھے اس بے لوث زندگی کا سبق دیتا تھا جو دنیوی کدورتوں سے پاک ہے۔ اگرچہ حضرت مرزا صاحب کے چند دیہات ملکیت باقی تھے اور سرکار انگریزی کی طرف سے کچھ انعام بھی سالانہ مقرر تھا اور ایام ملازمت کی پنشن بھی تھی مگر جو کچھ وہ دیکھ چکے تھے اس لحاظ سے وہ سب کچھ ہیچ تھا۔ اسی وجہ سے وہ ہمیشہ مغموم و محزون رہتے تھے۔ اور بارہا کہتے تھے کہ جس قدر میں نے اس پلید دُنیا کے لئے سعی کی ہے اگر میں وہ سعی دین کے لئے کرتا تو شاید آج قطبِ وقت یا غوثِ وقت ہوتا۔ اور اکثر یہ شعر پڑھا کرتے تھے ؎

عمر بگذشت و نماند است جز ایامے چند
بہ کہ در یادِ کسے صبح کنم شامے چند

اور میں نے کئی دفعہ دیکھا کہ وہ ایک اپنا بنایا ہوا شعر انکسار اور رقت کے ساتھ پڑھتے تھے اور وہ یہ ہے :۔ ؎

از درِ تو اے کسِ ہر بے کسے
نیست امیدم کہ روم نا امید

اور کبھی دردِ دل سے یہ شعر اپنا پڑھا کرتے تھے ؎

بآب دیدۂ عشاق و خاکپائے کسے
مرا دلیست کہ در خوں تپد بجائے کسے

(۔) ان کی یہ حسرت کی باتیں کہ میں نے کیوں دُنیا کے لئے وقتِ عزیز کھویا۔ اب تک میرے دل پر دردناک اثر ڈال رہی ہیں اور میں جانتا ہوں کہ ہر ایک شخص جو دُنیا کا طالب ہوگا آخر اس حسرت کو ساتھ لے جائے گا۔ جس نے سمجھنا ہو سمجھے۔ میری عمر قریباً چونتیس یا پینتیس برس کی ہوگی جب حضرت والد صاحب کا انتقال ہُوا۔ مجھے ایک خواب میں بتایا گیا تھا کہ اب ان کے انتقال کا وقت قریب ہے۔ میں اس وقت لاہور میں تھا جب مجھے یہ خواب آیا تھا تب میں جلدی سے قادیان پہنچا اور ان کو مرض زحیر میں مبتلا پایا لیکن یہ اُمید ہرگز نہ تھی کہ وہ دوسرے دن میرے آنے سے فوت ہو جائیں گے کیونکہ مرض کی شدت کم ہوگئی تھی۔ اور وہ بڑے استقلال سے بیٹھے رہتے تھے۔ دوسرے دن شدت دوپہر کے وقت ہم سب عزیز ان کی خدمت میں حاضر تھے کہ مرزا صاحب نے مہربانی سے مجھے فرمایا کہ اس وقت تم ذرا آرام کر لو کیونکہ جون کا مہینہ تھا اور گرمی سخت پڑتی تھی۔ میں آرام کے لئے ایک چوبارہ میں چلا گیا (۔)

مجھے اس خدائے عزّ و جلّ کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ (۔) میرا وہ ایسا متکفل ہُوا کہ کبھی کسی کا باپ ہرگز ایسا متکفل نہیں ہوگا۔ میرے پر اس کے وہ متواتر احسان ہوئے کہ بالکل محال ہے کہ میں ان کا شمار کر سکوں اور میرے والد صاحب اُسی دن بعد غروب آفتاب فوت ہو گئے۔

(کتاب البریہ صفحہ ۱۶۲ - ۱۹۵ حاشیہ)

ارشادات سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الثالث)

"ہماری کتب میں ایک واقعہ حضرت ابویزید بسطامیؒ کے متعلق آتا ہے اس سے ہمیں بڑا اچھا سبق ملتا ہے۔ حضرت ابویزید بسطامیؒ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے نفس کو ہر تکلیف میں ڈالا اور دن اور رات خدا تعالیٰ کی عبادت میں گزارے اور یہ سلسلہ ۳۰ سال تک چلتا چلا گیا۔ ان تیس سالوں میں میں نے دن کی گھڑیوں کو بھی خدا تعالیٰ کی عبادت میں گزارا اور رات کو بھی اسی کیلئے قیام کیا۔ میں نے اس کی خاطر اپنے نفس کو ہر مشقت میں ڈالا، یعنی میں بہت ہی کم سویا اور بہت ہی کم خوراک استعمال کی اور ہر قسم کی ریاضت کی۔ لیکن ان تیس سال کی عبادت کے بعد ایک دن ایک وجود میرے سامنے آیا، اور اس نے مجھے کہا۔ اے بویزید اللہ تعالیٰ کے خزانے عبادت سے بھرے پڑے ہیں۔ ان میں اگر تمہاری عبادت شامل نہ بھی ہو تب بھی ان میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ تم محض ان عبادتوں کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کے قرب اور اسکی رضا کو حاصل نہیں کر سکتے ... اگر تم اس تک پہنچنا چاہتے ہو تو تمہیں اپنے اندر عاجزی ذلت، تواضع اور اپنے آپ کو حقیر سمجھنے کی ذہنیت پیدا کرنی چاہئیے، تمہیں خدا تعالیٰ کے قرب اور اس کی رضا کے حصول کے لئے بہرحال یہ رستہ اختیار کرنا پڑے گا، اور پھر اپنے اعمال میں اخلاص پیدا کرنا ہوگا۔"

(خطبہ ۲۱ جنوری ۱۹۶۶ء)

عطیۂ خون خدمت بھی ہے عبادت بھی
(ایڈیشنل ناظم خدمت خلق - ربوہ)

فارسی منظوم کلام

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں :

دل اگر خوں نیست از بہرت چہ چیز ست آں دلے
ور نثارِ تو نگردد جاں کجا آید بکار

اگر تیری محبت میں دل خون نہ ہو جائے تو وہ دل کیا چیز ہے یعنی وہ دل، دل کہلانے کا مستحق ہی نہیں ہے۔ اور اگر جان تیری راہ میں قربان نہ ہو تو وہ کس کام کی اور وہ اور کس جگہ کام آئے گی۔

دل نمے ترسد بمہرِ تو مرا از موت ہم
پائیداری ہا ببیں خوش میروم تا پائے دار

میرا دل تو تیری محبت میں موت سے بھی نہیں ڈرتا میرے استقلال کی طرف دیکھ کہ میں کس طرح خوشی خوشی (مرنے کیلئے) صلیب کی طرف قدم بڑھا رہا ہوں۔

راغب اندر رحمتت یا رحمۃ اللہ آمدیم
ایکہ چوں ما بر درِ تو صد ہزار امیدوار

اے خدا تعالیٰ کی رحمت ہم تجھ سے رغبت کرتے ہوئے رحمت کے امیدوار ہیں تو تو وہ ہے جس کے آستانے پر ہم جیسے لاکھوں افراد (رحمت کے) امیدوار موجود ہیں۔

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ ان اشعار میں انسان کا اللہ تعالیٰ سے تعلق ظاہر کرنے کیلئے فرماتے ہیں کہ اگر انسان کا دل خدا تعالیٰ کی محبت میں خون نہیں ہے یعنی ہر وقت اسے خدا تعالیٰ کی محبت میں محو نہیں رکھتا تو وہ دل درحقیقت دل کہلانے کا مستحق ہی نہیں ہے۔ دل تو وہی دل ہے جس میں ہمہ وقت اللہ تعالیٰ کی محبت موجود رہے اور انسان اس محبت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ پر اپنی جان قربان کرنے کے لئے تیار رہے۔ حضور فرماتے ہیں کہ اگر انسان کی جان خدا تعالیٰ پر قربان ہونے کے لئے تیار نہ ہو تو وہ دراصل جان ہی نہیں ہے وہ جان کسی کام کی نہیں ہے جہاں تک اللہ تعالیٰ پر جان قربان کرنے کا تعلق ہے یا اللہ تعالیٰ کی محبت میں دل کے محو رہنے کا تعلق ہے۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ ان دونوں باتوں کا صرف اور صرف اسی طرح پتہ چل سکتا ہے کہ انسان خدا تعالیٰ کے احکام کی پوری طرح پیروی کرے کیونکہ یہ تو ممکن ہی نہیں کہ خدا تعالیٰ سے محبت کا اظہار بھی کرے اور خدا تعالیٰ کے احکام کی پیروی نہ کرے یا ان سے کسی رنگ میں گریز کرنے کی کوشش کرے۔ پس محبت میں دل کا محو ہونا اور انسان کا اپنی جان خدا کے لئے قربان کرنا سب سے پہلے یہ بات مانگتا ہے کہ اس کے احکام کی پیروی کی جائے۔

حضور فرماتے ہیں کہ مجھے خدا تعالیٰ کی محبت میں موت سے بھی ڈر نہیں لگتا۔ اگر اللہ تعالیٰ کے احکام کی پیروی اور اس کے وجود اور اس کی قدرتوں کے ثبوت کے لئے انسان کو اپنی جان بھی دینی پڑے تو اس سے نہیں ڈرنا چاہیئے۔ حضور فرماتے ہیں یہی میری کیفیت ہے اور حضور کے استقلال کی یہ کیفیت ہے کہ حضور فرماتے ہیں کہ میں اپنی جان دینے کے لئے خوشی خوشی صلیب کی طرف چلتا ہوں تو ایسا کرنے میں میرے پاؤں میں کسی قسم کی لغزش پیدا نہیں ہوتی۔ ہر وہ شخص جو خدا تعالیٰ کے احکام کی پیروی کرتا ہے اس سے محبت کرتا ہے اور اس کے لئے جان نثار کرنے کے لئے ہمہ وقت تیار رہتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کا امیدوار ہو کر اس سے دُعا کرتا ہے کہ اے خدا تو ہم پر اپنی رحمت نازل فرما۔ ہم تیرے رحم کے امیدوار ہیں اور صرف یہی ایک شخص نہیں بلکہ محبت کرنے والے تو لاکھوں دیگر افراد ایسے نظر آتے ہیں جو خدا تعالیٰ کے آستانے پر امیدیں لے کر کھڑے ہیں۔ اور اس سے دعائیں کر رہے ہیں۔ حضور فرماتے ہیں ہم بھی اللہ تعالیٰ کے رحم کے امیدوار ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کے رحم و کرم کو دیکھ کر لاکھوں دیگر افراد بھی اس کے آستانے پر موجود ہیں۔

ان اشعار میں حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ انسان اور خدا تعالیٰ کے آپس کے تعلق اور انسان کی طرف سے محبت کے اظہار اور جاں نثاری کے جذبے کا اقرار اور اللہ تعالیٰ سے رحمت کی امید کا اظہار کیا گیا ہے۔ اے خدا تو ہمیں ان اشعار کے مطابق بنا۔ ہمیں توفیق دے کہ ہمارا دل ہمیشہ تیری محبت میں محو رہے ہم تیرے لئے اپنی جان قربان کرنے کے لئے تیار رہیں۔ اور ہم ہمیشہ تجھ سے تیری رحمت کے امیدوار رہیں۔ اے خدا تو ایسا ہی کر۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خُدا تعالیٰ کی قدرتِ کاملہ

حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں:

اگر خدا کو قادر نہ مانا جاوے تو پھر اس سے ساری اُمیدیں باطل ہو جاتی ہیں۔ کیونکہ ہماری دُعاؤں کی قبولیت اس بات پر موقوف ہے کہ خدا تعالیٰ جب چاہے ذرّات اجسام میں یا ارواح میں وہ قوتیں پیدا کر دے جو اُن میں موجود نہ ہوں مثلاً ہم ایک بیمار کے لئے دُعا کرتے ہیں اور بظاہر مرنے والے آثار اس میں ہوتے ہیں۔ تب ہماری درخواست ہوتی ہے کہ خدا اس کے ذرّاتِ جسم میں ایک ایسی قوت پیدا کر دے جو اسکے وجود کو موت سے بچالے۔ تو ہم دیکھتے ہیں کہ اکثر وہ دعا قبول ہوتی ہے اور بسا اوقات اول ہمیں علم دیا جاتا ہے کہ یہ شخص مرنے کو ہے اور اس کی زندگی کی قوتوں کا خاتمہ ہے لیکن جب دعا بہت کی جاتی ہے اور انتہا تک پہنچ جاتی ہے اور شدتِ دعا اور قلق اور کرب سے ہماری حالت ایک موت کی سی ہو جاتی ہے تب ہمیں خدا سے (اطلاع) ہوتی ہے کہ اس شخص میں زندگی کی طاقتیں پھر پیدا کی گئیں تب وہ یکدفعہ صحت کے آثار ظاہر کرنے لگتا ہے۔ گویا مردہ سے زندہ ہو گیا۔ ایسا ہی مجھے یاد ہے کہ جب مَیں نے طاعون کے وقت میں دعا کی کہ اے خدائے قادر! ہمیں اس بلا سے بچا اور ہمارے جسم میں وہ ایک تریاقی خاصیت پیدا کر دے جس سے ہم طاعون کے زہر سے بچ جائیں۔ تب وہ خاصیت خدا نے ہم میں پیدا کر دی (۔) سو ہم نے دیکھا۔ اور خدا تعالیٰ کی ان تمام باتوں کو مشاہدہ کیا۔ پس ہمارا خدا یہی خدا ہے جو نئی نئی قوتیں اور گُن اور خاصیتیں ذرّاتِ عالم میں پیدا کرتا ہے .... ہم نے اس کامل خدا سے خبر پا کر ٹیکہ کے انسانی حیلہ سے دست کشی کی اور بہت سے لوگ ٹیکہ کرانے والے اس جہان سے گذر گئے اور ہم اب تک خدا تعالیٰ کے فضل سے زندہ موجود ہیں۔ پس اسی طرح خدا تعالیٰ ذرّات پیدا کرتا ہے جس طرح اس نے ہمارے لئے ہمارے جسم میں تریاقی ذرّات پیدا کر دیئے اور اسی طرح وہ خدا روح پیدا کرتا ہے جس طرح مجھ میں اس نے وہ پاک رُوح پھونک دی جس سے میں زندہ ہو گیا۔ ہم صرف اس بات کے محتاج نہیں کہ وہ روح پیدا کر کے ہمارے جسم کو زندہ کرے بلکہ خود ہماری رُوح بھی ایک اور روح کی محتاج ہے جس سے وہ مُردہ رُوح زندہ ہو۔ پس ان دونوں روحوں کو خدا ہی پیدا کرتا ہے۔ جس نے اس راز کو نہیں سمجھا وہ خدا کی قدرتوں سے بے خبر اور خدا سے غافل ہے۔

(نسیم دعوت صفحہ ۲۸ - ۲۹)

خدا تعالیٰ کی خدائی اور الوہیت اس کی قدرت غیر محدودہ اور اسرار نامعدودہ سے وابستہ ہے جس کو قانون کے طور پر کسی حد کے اندر گھیر لینا انسان کا کام نہیں ہے۔ خدا شناسی کے لئے یہ بڑا بھاری بنیادی مسئلہ ہے کہ خدائے ذوالجلال کی قدرتیں اور حکمتیں بے انتہا ہیں۔ اس مسئلہ کی حقیقت سمجھنے اور اس پر عمیق غور کرنے سے سب الجھاؤ اور پیچ خیالات کا رفع ہو جاتا ہے اور سیدھا راہ حق شناسی اور حق پرستی کا نظر آنے لگتا ہے۔ ہم اس جگہ اس بات سے انکار نہیں کرتے کہ خدا تعالیٰ ہمیشہ اپنی ازلی ابدی صفات کے موافق کام کرتا ہے اور اگر ہم دوسرے لفظوں میں انہی ازلی ابدی صفات پر چلنے کا نام قانون الٰہی رکھیں تو بیجا نہیں مگر ہمارا کلام اور بحث اس میں ہے کہ وہ آثار صفات ازلی ابدی یا یوں کہو کہ وہ قانون قدیم الٰہی محدود یا معدود کیوں مانا جائے۔ ہاں بے شک یہ تو ہم مانتے ہیں اور مان لینا چاہیئے کہ جو کچھ صفتیں جناب الٰہی کی ذات میں موجود ہیں انہیں صفاتِ غیر محدود کے آثار اپنے اپنے وقتوں میں ظہور میں آتے رہیں نہ کوئی امر ان کا غیر۔ اور وہ صفات ہر یک مخلوق ارضی و سماوی پر مؤثر ہو رہی ہیں اور انہی آثار الصفات کا نام سنت اللہ یا قانون قدرت ہے۔ مگر چونکہ خدائے تعالیٰ معہ اپنی صفات کاملہ کے غیر محدود اور غیر متناہی ہے اس لئے ہماری بڑی نادانی ہو گی اگر ہم یہ دعویٰ کریں کہ اس کے آثار الصفات یعنی قوانین قدرت باندازہ ہمارے تجربہ یا فہم یا مشاہدہ کے ہیں اس سے بڑھ کر نہیں۔ آجکل کے فلسفی الطبع لوگوں کی یہ بڑی بھاری غلطی ہے کہ اوّل وہ قانونِ قدرت کو ایسا سمجھ بیٹھے ہیں جس کی من کل الوجوہ حد بست ہو چکی ہے اور پھر بعد اس کے جو امر نیا پیش آئے اس کو ہرگز نہیں مانتے اور ظاہر ہے کہ اس خیال کی بناء راستی پر نہیں ہے۔ اور اگر یہی صحیح ہوتا تو پھر کسی نئی بات کے ماننے کے لئے کوئی سبیل باقی نہ رہتا۔ اور امور جدیدہ کا دریافت کرنا غیر ممکن ہو جاتا۔ کیونکہ اس صورت میں ہر یک نیا فعل بصورت نقص قوانین طبعی نظر آئے گا اور اس کے ترک کرنے سے ناحق ایک جدید صداقت کو ترک کرنا پڑے گا ...... اگر کوئی صفحات تاریخ زمانہ میں واقعات سوانح عمری حکماء پر غور کرے تو اس کو معلوم ہو جائے گا کہ ان کے خیالات کی ٹرین کتنی مختلف سڑکوں یا یہ کہ کس قدر متناقض چالوں پر چلی ہے اور کیسے داغ خجالت اور ندامت کے ساتھ ایک رائے کو دوسری رائے سے تبدیل کرتے آئے ہیں اور کیونکہ انہوں نے ایک مدت دراز تک کسی بات کا انکار کر کے اور قانون قدرت سے اس کو باہر سمجھ کر آخر نہایت متندمانہ حالت میں اسی بات کو قبول کر لیا۔ سو اس تبدیل آراء کا کیا سبب تھا؟ یہی تو تھا کہ جو کچھ انہوں نے سمجھ رکھا تھا وہ ایک ظنی بات تھی جس کی مشاہدات جدیدہ نے تکذیب کی۔ سو جن شکلوں اور حالتوں میں وہ مشاہدات جدیدہ جلوہ گر ہوئے انہی کے موافق اُنکی رائوں کی پٹڑی بدلتی اور الٹی پلٹتی رہی۔ اور جدھر تجارت جدیدہ کا رُخ پلٹتا رہا اُدھر ہی ان کے خیالات کی ہوائیں پلٹا کھاتی رہیں۔ غرض فلسفیوں کے خیالات کی لگام ہمیشہ امور جدید الظہور کے ہاتھ میں رہی ہے اور اب بھی بہت کچھ اُن کی نظروں سے چُھپا ہوا ہے جس کی نسبت اُمید کی جاتی ہے کہ وہ آئندہ ٹھوکریں کھا کھا کر اور طرح طرح کی رسوائیاں اٹھا اٹھا کر کسی نہ کسی وقت قبول کریں گے۔ کیونکہ قوانین قدرت انسانی عقل کے دفتر میں ابھی تک ایسے مضبوط نہیں اور نہ ہو سکتے ہیں جن پر نظر کر کے نئی تحقیقاتوں سے نومیدی ہو کیا کوئی عقلمند خیال کر سکتا ہے کہ انسان دنیا کے مکتب خانہ میں باوجود اپنی اس قدر عمر قلیل کے تحصیل اسرار ازلی ابدی سے بکلّی فراغت پا چکا ہے اور اب اس کا تجربہ عجائبات الٰہیہ پر ایسا محیط ہو گیا ہے کہ جو کچھ اس کے تجربہ سے باہر ہو وہ فی الحقیقۃ خدا تعالیٰ کی قدرت سے باہر ہے۔ مَیں جانتا ہوں کہ ایسا خیال بجز ایک بے شرم اور ابلہ آدمی کے کوئی دانش مند نہیں کر سکتا۔ فلاسفروں میں سے جو واقعی نیک دانا اور سچے روحانی آدمی گذرے ہیں انہوں نے خود تسلیم کر لیا کہ ہمارے خیالات جو محدود اور منقبض ہیں خدا اور اس کے بے انتہا بھیدوں اور حکمتوں کی شناخت کا ذریعہ نہیں ہو سکتے ...... یہ نہایت محقق صداقت ہے کہ ہر یک چیز اپنے اندر ایک ایسی خاصیت رکھتی ہے جس سے وہ خدائے تعالیٰ کی غیر متناہی قدرتوں سے اثر پذیر ہوتی رہی۔ سو اس سے ثابت ہوتا ہے کہ خواص اشیاء ختم نہیں ہو سکتیں گو ہم ان پر اطلاع پائیں یا نہ پائیں۔ اگر ایک دانہ خشخاص کے خواص تحقیق کرنے کے لئے تمام فلاسفر اوّلین و آخرین قیامت تک اپنی دماغی قوتیں خرچ کریں تو کوئی عقلمند ہرگز باور نہیں کر سکتا کہ وہ ان خواص پر احاطہ تام کر لیں۔ سو یہ خیال کہ اجرام علوی یا اجسام سفلی کے خواص جس قدر بذریعہ علم ہیئت یا طبعی دریافت ہو چکے ہیں اُسی قدر پر ختم ہیں۔ اس

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سے زیادہ کوئی بے سمجھی کی بات نہیں۔

اب خلاصہ اس تمام مقدمہ کا یہ ہے کہ قانون قدرت کوئی ایسی شے نہیں ہے کہ ایک حقیقت ثابت شدہ کے آگے ٹھہر سکے۔ کیونکہ قانون قدرت خدائے تعالیٰ کے ان افعال سے مراد ہے جو قدرتی طور پر ظہور میں آئے یا آئندہ آئیں گے۔ لیکن چونکہ خدائے تعالیٰ قدرتوں کے دکھلانے سے تھک نہیں گیا ہے۔ اور نہ یہ کہ اب قدرت نمائی سے بے زور ہو گیا ہے یا سو گیا ہے یا کسی طرف کو کھسک گیا ہے یا کسی خارجی قاسر سے مجبور کیا گیا ہے اور مجبوراً آئندہ کے عجائب کاموں سے دستکش ہو گیا ہے اور ہمارے لئے وہی چند صدیوں کی کارگذاری (یا اس سے کچھ زیادہ سمجھ لو) چھوڑ گیا ہے۔ اس لئے ساری عقلمندی اور حکمت اور فلسفیت اور ادب اور تعلیم اسی میں ہے کہ ہم چند موجودہ مشہودہ قدرتوں کو جن میں ابھی صدہا طور کا اجمال باقی ہیں مجموعۂ قوانین قدرت خیال نہ کر بیٹھیں اور اس پر نادان لوگوں کی طرح ضد نہ کریں کہ ہمارے مشاہدات سے خدائے تعالیٰ کا فعل ہرگز تجاوز نہیں کر سکتا......

مَیں سوچ میں ہوں کہ کیونکر ایسی چیزیں کامل اور قطعی طور پر مقیاس الصداقت یا میزان الحق ٹھہر سکتی ہیں جن کے اپنے ہی پورے طور کے انکشاف میں ابھی بہت سی منازل باقی ہیں اور اس پیچ در پیچ معمہ نے یہاں تک حکماء کو حیران اور سرگردان کر رکھا ہے کہ بعض اُن میں سے حقائق اشیاء کے منکر ہی ہو گئے (منکرین حقائق کا وہی گروہ ہے جسے سوفسطائی کہتے ہیں) اور بعض ان میں سے یہ بھی کہہ گئے کہ اگرچہ خواص اشیاء ثابت ہیں تاہم دائمی طور پر ان کا ثبوت نہیں پایا جاتا۔ پانی آگ کو بجھا دیتا ہے مگر ممکن ہے کہ کسی ارضی یا سماوی تاثیر سے کوئی چشمہ پانی کا اس خاصیت سے باہر آ جائے۔ آگ لکڑی کو جلا دیتی ہے۔ مگر ممکن ہے کہ ایک آگ بعض موجبات اندرونی یا بیرونی سے اس خاصیت کو ظاہر نہ کر سکے۔ کیونکہ ایسی عجائب باتیں ہمیشہ ظہور میں آتی رہتی ہیں۔ حکماء کا یہ بھی قول ہے کہ بعض تاثیرات ارضی یا سماوی ہزاروں بلکہ لاکھوں برسوں کے بعد ظہور میں آتی ہیں جو ناواقف اور بے خبر لوگوں کو بطور خارق عادت معلوم دیتی ہیں اور کبھی کبھی کسی کسی زمانہ میں ایسا ہوتا رہتا ہے اور کچھ عجائبات آسمان میں یا زمین میں ظاہر ہوتے ہیں جو بڑے بڑے فیلسوفوں کو حیرت میں ڈالتے ہیں۔ اور پھر فلسفی لوگ اُن کے قطعی ثبوت اور مشاہدہ سے خیرہ اور متندم ہو کر کچھ نہ کچھ تکلفات کر کے طبعی یا ہیئت میں ان کو گھسیڑ دیتے ہیں تا ان کے قانون قدرت میں کچھ فرق نہ آ جائے۔ ایسا ہی یہ لوگ ادھر کے ادھر لگا کر اور نئی باتوں کو کسی علمی قاعدہ میں جبراً دھنسا کر گزارہ کر لیتے ہیں۔ جب تک پردار مچھلی نہیں دیکھی گئی۔ تب تک کوئی فلسفی اس کا قائل نہ تھا اور جب تک متواتر دُم کے کٹنے سے دم کٹے کتے پیدا نہ ہونے لگے تب تک اس خاصیت کا کوئی فلاسفر اقراری نہ ہوا اور جب تک بعض زمینوں میں کسی سخت زلزلہ کی وجہ سے کوئی ایسی آگ نہ نکلی کہ وہ پتھروں کو پگھلا دیتی تھی مگر لکڑی کو جلا نہیں سکتی تھی تو تب تک فلسفی لوگ ایسی خاصیت کا آگ میں ہونا خلاف قانون قدرت سمجھتے رہے۔ جب تک ایک ربڑ کا آلہ نہیں نکلا تھا کس فلسفی کو معلوم تھا کہ عمل ٹرنیس فیوزن آف بلڈ (یعنی ایک انسان کا خون دوسرے انسان میں داخل کرنا) قانون فطرت میں داخل ہے؟ بھلا اس فلاسفر کا نام لینا چاہیئے جو الیکٹرک مشین یعنی بجلی کی کل نکلنے سے پہلے اس بجلی لگانے کے عمل کا قائل تھا؟......

علامہ شارح قانون جو طبیب حاذق اور بڑا بھاری فلسفی ہے ایک جگہ اپنی کتاب میں لکھتا ہے جو یونانیوں میں یہ قصے بہت مشہور ہیں جو بعض عورتوں کو جو اپنے وقت میں عفیفہ اور صالحہ تھیں بغیر صحبت مرد کے حمل ہو کر اولاد ہوئی۔ اور پھر علامہ موصوف بطور رائے کے لکھتا ہے کہ یہ سب قصے افتراء پر محمول نہیں ہو سکتے کیونکہ بغیر کسی اصل صحیح کے مختلف افراد اور مہذب قوموں میں ایسے دعاوی ہرگز فروغ نہیں پا سکتے...... ان سب قصوں کی نسبت گو کسی منکر کی کیسی ہی رائے ہو مگر صرف ان کے نادرالوقوع ہونے کی وجہ سے وہ سب کی سب رد نہیں کی جا سکتی اور ان کے ابطال پر کوئی دلیل فلسفی قائم نہیں ہو سکتی......

اور علامہ موصوف نے اسی مقام میں ایک تقریر نہایت ہی عمدہ لکھی ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ اگرچہ سب انسان ایک نوع میں ہونے کی وجہ سے باہم متناسب الطبع واقعہ ہیں مگر پھر بھی اُن میں سے بعض کو نادر طور پر کبھی کبھی کسی کسی زمانہ میں خاص خاص طاقتیں یا کسی اعلیٰ درجہ کی قوتیں عطا ہوتی ہیں جو عام طور پر دوسروں میں نہیں پائی جاتیں جیسے مشاہدہ سے ثابت ہوا ہے کہ بعض نے حال کے زمانہ میں تین سو برس سے زیادہ عمر پائی جو بطور خارق عادت ہے اور بعض کی قوت حافظہ یا قوتِ نظر ایسے کمال درجہ کو پہنچی ہے جو اس کی نظیر نہیں پائی گئی اور اس قسم کے لوگ بہت نادرالوجود ہوتے ہیں جو صدہا یا ہزاروں برسوں کے بعد کوئی فرد ان میں سے ظہور میں آتا ہے اور چونکہ عوام الناس کی نظر اکثر امور کثیر الوقوع اور متواتر الظہور پر ہوا کرتی ہے اور یہ بھی ہوتا ہے کہ عام لوگوں کی نگاہ میں جو باتیں کثیرالوقوع اور متواتر الظہور ہوں وہ بطور قاعدہ یا قانون قدرت کے مانی جاتی ہیں۔ اور انہی کی سچائی پر انہیں اعتماد ہوتا ہے۔ اس لئے دوسرے امور جو نادرالوقوع ہوتے ہیں وہ بمقابل امور کثیرالوقوع کے نہایت مضمحل اور مشتبہ بلکہ باطل کے رنگ میں دکھائی دیتے ہیں۔ اسی وجہ سے عوام کیا بلکہ خواص کو بھی اُن کے وجود میں شکوک اور شبہات پیدا ہو جاتے ہیں۔

ڈیفنس سوسائٹی لاہور میں پہلی بار

ماسٹر واچ کمپنی

گھڑیوں کی سیل اور اعلیٰ سروس

سوئٹزرلینڈ کے سند یافتہ ماہرین سے

پتہ: ماسٹر واچ کمپنی برانچ ۲

۵۔ سجی پلازہ مین بولیوارڈ ڈیفنس سوسائٹی روڈ ۔ لاہور

نظر اور دھوپ کے چشمے خریدنے کیلئے

تشریف لائیں

شکور بھائی

چشمے والے

طارق بھائی و خالد بھائی

گولبازار۔ ربوہ

جدید ترین ۔ باسہولت

لال پمپ

عزیز پمپ

مکمل گارنٹی۔ مکمل میٹریل۔ بورنگ اور تسلی بخش فٹنگ کی سہولت کیساتھ پیش کرتے ہیں

ڈیلر: خان سینیٹری ورکس اقصیٰ روڈ ربوہ

فون: ۸۳۱

٭ فوٹو گرافی ٭ فوٹو سٹیٹ

٭ سامان فوٹو گرافی ٭ پولارائڈ فوٹو

کیلئے

فوٹو ٹائم

۴ بلال مارکیٹ ربوہ کو یاد کریں

فون ــــ ۷۳۶

جدید یونانی طریقہ علاج کا مرکز

ہر قسم کے پیچیدہ امراض کے علاج کے لئے تشریف لائیں

الیاس دواخانہ

مستورات کیلئے معائنہ کا معقول انتظام ہے نیز ہر قسم کی دیسی ادویات بھی دستیاب ہیں

حکیم الیاس احمد رجسٹرڈ طبی کونسل پاکستان۔ اقصیٰ روڈ۔ ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

امۃ المجیب جاوید ـــــ لندن

حضرت سیّدہ آصفہ بیگم صاحبہ

حرم محترم حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ

بہت ہی سوگوار دل اور اشکبار آنکھوں کے ساتھ..... بہت پیاری، شفیق و ہر دلعزیز ہستی حضرت سیدہ آصفہ بیگم صاحبہ جنہیں ہم سب پیار سے آپا آچھی کہتے تھے... کے ساتھ گزرے ہوئے لمحات کی حسین و یادگار چند منتشر یادوں کو سمیٹنے کی ناکام کوشش کر رہی ہوں.... ان کی پیار بھری یاد کا جھونکا میرے دل و دماغ میں جذبات کا ایسا تلاطم بپا کر دیتا ہے... کہ جس کی زد میں دل کو قابو میں رکھنا مشکل امر بن جاتا ہے۔

حضور اقدس کے پاکستان سے لندن تشریف لانے کے بعد آپا جان کا وجود ہماری ہر قسم کی فنکشنز کا ایک لازمی حصہ بن گیا تھا... ہماری ہر محفل کی رونق آپ کے بابرکت وجود سے وابستہ ہو گئی تھی.... آپ کی طبیعت کی سادگی اور شگفتہ مزاجی نے سب کو آپ کا گرویدہ بنا دیا تھا... یہی وجہ ہے کہ بہت تھوڑے عرصہ میں ہی ان کی واقفیت کا دائرہ بہت وسیع ہو گیا تھا۔ ان کے قیام لندن کے دوران... جو کہ اب ان کی زندگی کے آخری ایام بن گئے ہیں... بہت سی بہنوں کو ان کی خدمت کی توفیق ملی اور ان کی بے شمار شفقتوں اور نوازشوں کو پانے کی سعادت نصیب ہوئی۔ میری بھی خوش قسمتی ہے کہ خدا تعالیٰ نے مجھے ان کے قرب کے کئی مواقع فراہم کئے.... اس قربت سے ان کے اعلیٰ اوصاف مجھ پر ظاہر ہوئے... ان لمحات کی حسین یادیں اب سرمایۂ حیات بن گئیں... ان کی شفقت اور محبت کا انداز ایسا تھا کہ ہر ایک کو یوں لگتا گویا میرے ساتھ ہی سب سے زیادہ محبت اور لگاؤ ہے.... اور حقیقت بھی یہی تھی... محض خوش فہمی نہ ہوتی۔

مجھے بارہا آپا آچھی کو شاپنگ وغیرہ کے لئے لے جانے کا موقعہ ملا... اور ہر بار ان کی اعلیٰ ظرفی اور عمدہ اخلاق مجھ پر عیاں ہوئے۔ شاپنگ کے دوران بڑی شفقت سے دوسروں سے مشورہ لیتیں... اور پھر اس مشورہ کو ضرور اہمیت بھی دیتیں۔ اگر کبھی کسی چیز کی خرید کے وقت میں نے ان سے رائے طلب کی تو وہ بہت محبت اور ہمدردی کے ساتھ بہترین مشورہ دیا کرتیں اگر کہیں مناسب قیمت میں کوئی چیز دیکھتیں تو دوسروں کو بتا دیتیں۔ ہمیشہ دوسروں کی بھلائی مقصود ہوتی... شاپنگ کے دوران اکثر بچوں کے لئے کوئی تحفہ خرید لیتیں اور واپسی پر اتنے پیار اور محبت سے تھما دیتیں کہ انکار کرنا ناممکن ہو جاتا۔ حتیٰ کہ شکریہ ادا کرنے کی مہلت بھی نہ دیتیں۔ اور بات کا رخ موڑتے ہوئے کہتیں کہ بھلا کی اس قدر مصروف زندگی ہے... گھر کے، باہر کے کام... چھوٹے بچوں کی مصروفیت لجنہ کے کاموں کی ذمہ داریاں، اس کے باوجود جب کبھی کوئی ضرورت پیش آتی ہے تم لوگ بلا تامل اپنا وقت دیتے ہو... مجھے بہت قدر ہے... اور میں دعا کرتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ سب کو بہترین جزا دے...؛ اتنا پیار اور خلوص بھلا کہاں بھلایا جا سکتا ہے۔

آپ کی طبیعت میں مہمان نوازی کا عنصر نمایاں تھا... اگر کبھی شاپنگ سے واپسی پر خاصی دیر ہو جاتی اور کھانے کا وقت ہو جاتا۔ تو کبھی بھی کھانا کھلائے بغیر گھر جانے نہ دیتیں.... اپنے ہاتھ سے بڑے پیار سے پلیٹ میں کھانا ڈال کر اصرار سے کھلاتیں... بار بار کہتیں کہ اور لو... میری طبعی جھجک مانع ہوتی مگر ان کی شفقت کی انتہا... کہ پھر خود اٹھ کر اور پلیٹ میں ڈال کر کہتیں۔ کہ "موجن! ایک تو تم تکلف بہت کرتی ہو" یہ بھی ان کی پیار بھری ڈانٹ کا ایک بہت ہی پیارا انداز تھا۔

حضور اقدس کے ساتھ بیرونی ممالک کے دوروں پر جاتیں تو وہاں دینی مصروفیات کے باوجود لندن والوں کو کبھی نہ بھولتیں۔ ان کی واپسی پر جب ملاقات کے لئے جانے کا موقعہ ملتا تو ضرور کہتیں کہ آپ لوگوں سے مجھے اتنا لگاؤ ہو گیا ہے کہ ہر جگہ آپ لوگ یاد رہتے ہیں۔ اور یہاں واپس آکر یوں لگتا ہے گویا اپنے گھر میں واپس آ گئی ہوں۔ حالانکہ ہر جگہ اتنی زیادہ محبت کرنے والی جماعتیں ہیں۔ مگر جو بات یہاں ہے وہ اور کہیں نہیں۔ ہر ملک سے واپسی پر پیار بھرے تحفے لاتیں۔ ایک نمایاں وصف جو ان میں تھا وہ یہ کہ تحفہ ہمیشہ خوبصورت، کار آمد اور بہترین دیتیں... جو ان کے اعلیٰ ذوق کی نمائندگی کرتا....

کینیڈا سے واپسی پر ایک بہت پیارا سوٹ کا کپڑا مجھے دیا... ابھی میں شکریہ بھی ادا نہ کر پائی تھی کہ کہنے لگیں کہ تم چھوٹے بچوں میں مصروف رہتی ہو۔ سلائی کی فرصت کہاں ملے گی۔ مجھے دو میں کراچی سے سلوا دوں گی... کہنے کا انداز اتنا سادہ اور دلنشیں... جس میں کسی احسان کا شائبہ تک نہ تھا۔ اس کے باوجود میرا دل گوارا نہیں کر رہا تھا کہ میں ان کو یہ تکلیف دوں... میں نے اصرار سے کہا کہ آپا آچھی! نہیں آپ اتنی دور سے میرے لئے اتنا پیارا تحفہ لائی ہیں۔ یہی میری بہت بڑی خوش قسمتی ہے۔ اب مزید آپ میرے لئے کوئی تکلیف نہ کریں۔ تو بہت بے تکلفی سے کہنے لگیں کہ مجھے کوئی تکلیف نہ ہو گی۔ فائزہ شوکی کے کپڑوں کے ساتھ ہی تمہارا جوڑا بھی سل کر آ جائے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ کتنا پیارا شفقت کا انداز تھا... مجھے اپنی خوش قسمتی پر ناز ہوتا... اور مولیٰ کریم کی شکر گزار ہوتی کہ جس نے اتنی عظیم ہستی کے دل میں ہم عاجزوں کے لئے اتنا پیار موجزن کر رکھا تھا۔ ورنہ میں تو اپنے آپ کو ہرگز اس قابل نہ سمجھتی تھی... ممکن ہی نہیں کہ ان نوازشوں کو کسی طور بھی بھلا سکوں...

طبیعت میں بہت انکسار، سلیقہ، نفاست پسندی اور اعلیٰ ذوق تھا۔ اس کے علاوہ فراخ دل بھی بہت تھیں۔ ایکبار ایک بہت خوبصورت پرنٹڈ کپڑا مجھے دکھایا اور پوچھا کہ موجن! یہ کیسا ہے؟ میں نے کہا کہ بہت پیارا پرنٹ ہے کہنے لگیں کہ یہ تم لے لو۔ میں نے کہا کہ "میں نے اس خیال سے تو قطعاً تعریف نہیں کی تھی۔ میرا خیال ہے کہ اپنی تعریف واپس ہی لے لوں"۔ تو آپا آچھی نے مسکراتے ہوئے وہ کپڑا بیگ میں ڈال کر میرے ہاتھ میں تھما دیا۔ کہ "یہ تمہارے لئے ہی تھا۔ اب تعریف تم واپس لو یا نہ لو۔ تمہاری مرضی ہے پوچھا تو میں نے اس لئے تھا کہ پتہ چل جائے گا کہ تمہیں پسند بھی ہے کیونکہ پسند کے مطابق تحفہ دینے کا اپنا مزا ہے"۔ ان کے اتنے پیار بھرے اصرار کے بعد بھلا میرے لئے کہاں انکار کی گنجائش باقی تھی۔

حضور اقدس کے ساتھ امامت کی عظیم ذمہ داریوں کو نبھاتے ہوئے آپ کو دوسرے ممالک کے دوروں پر جانا پڑتا... مونا اور طوبیٰ کو اپنی تعلیم کی وجہ سے کئی بار چھٹیاں نہ ہونے کی وجہ سے لندن رہنا پڑتا۔ عزیزہ طوبیٰ چھوٹی ہونے کی وجہ سے بہت پیاری تھی۔ اس لئے قدرتی بات ہے کہ اس کو چھوڑ کر جاتے ہوئے آپ کا دھیان اس کی طرف ہی رہتا مگر دینی کاموں کی اہمیت بہرحال مقدم تھی ہماری بیٹی روزی اور طوبیٰ کے ہمعصر ہونے کی وجہ سے ان کی دوستی بھی بہت ہے۔ اور کلاس فیلو بھی ہیں... اس سے آپا آچھی کو جہاں طوبیٰ سے بے حد پیار تھا وہاں اس کی عزیز دوست ہونے کی وجہ سے روزی سے بھی بہت شفقت کیا کرتی تھیں... اور سفر پر جاتے ہوئے مجھے تاکید کیا کرتیں کہ بعد میں طوبیٰ کا خیال رکھنا ایک بار جب کہ آپ حضور پُرنور کے ہمراہ گیمبیا کے سفر پر تھیں۔ تو وہاں سے مجھے فون کیا۔ اور کہنے لگیں کہ آج ابھی طوبیٰ سے میری بات ہوئی ہے۔ وہ کچھ اداس سی لگ رہی ہے... تم روزی کو ایک دو روز کے لئے ہمارے ہاں بھجوا دو۔ طوبیٰ کا دل بہل جائے گا۔ تمہیں کوئی اعتراض تو نہیں نا؟ میں نے کہا کہ بالکل نہیں، میں ضرور بھجوا دوں گی تو بے حد خوش ہوئیں۔ کہنے لگیں کہ اب مجھے اطمینان ہو گیا ہے یہ تو ہماری خوش قسمتی تھی کہ ان کی ہمارے ساتھ خاص شفقت تھی۔ دل خدا کی حمد سے لبریز ہو جاتا ہے جس نے احمدیت اور امامت کی برکت سے ہمیں اس قدر پیار کرنے والی ہستیوں کے قرب اور ان کی نوازشوں سے فیضیاب فرمایا... ورنہ ہم کہاں اس قابل تھے بھلا!

ماریشس سے واپسی پر ایک بہت خوبصورت فراک چھوٹی بیٹی کو تحفہ دیا۔ اب بھی جب اسے پہناتی ہوں تو ان کی پیار بھری یاد سے اشکبار ہو جاتی ہوں... غرضیکہ ان کی کس کس بات کو یاد کروں۔ جس کو بھی آپا آچھی کو قریب سے ملنے اور دیکھنے کا موقعہ ملا ہے۔ اس کے دل پر ان کے حسن اخلاق کا گہرا نقش ثبت ہے... کئی بار فوری کسی چیز کی ضرورت پڑ جانے پر فون کر کے منگوا لیتیں لیکن ساتھ ہی پوری قیمت کی ادائیگی کرتیں۔ اگر انکار کرتی تو اصرار سے کہتیں کہ جو چیز کہہ کر منگوائی جائے۔ اس کی قیمت ضرور دینی چاہیئے... حساب حساب ہوتا ہے۔ اس میں کوئی تکلف نہیں کرنا چاہیئے۔

ہماری دونوں چھوٹی بیٹیوں قرۃ العین اور عافیہ عنبر کی پیدائش پر یہ نفیس نفیس

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مبارکباد دینے ہمارے گھر تشریف لائیں۔ بہت خوبصورت تحفے دیئے۔۔۔ بچیوں کو گود میں لے کر پیار کیا اور اپنی دعاؤں سے نوازا۔ ان کا خلوص اور پیار بھلا کیسے بھلایا جا سکتا ہے!

زندہ دلی اور لطیف مزاح طبیعت کا خاصہ تھا۔۔۔۔ مجھے بارہا ان کے ساتھ سیر کا موقعہ ملا۔ دو تین میل کی سیر اور ان کی دلچسپ باتیں۔۔۔ فاصلوں اور لمحوں کا احساس ہی نہ ہوتا۔ سوچتے سوچتے کھو جاتی ہوں۔۔۔ وہ حسین لمحات اب خوابوں کا حصہ بن گئے ہیں۔ بے اختیار کہہ اٹھتی ہوں۔۔۔ دوڑ پیچھے کی طرف اے گردش ایام تُو۔

رمضان المبارک میں جہاں حضور اقدس کے افطار کے لئے اپنی نگرانی میں پورا اہتمام کرتیں۔ وہیں ہمیں بھی ضرور یاد رکھتیں۔۔۔ ان کی طرف سے گرم گرم کچوریاں آتیں۔۔۔ پھر دریافت کیا کرتیں کہ بچوں کو پسند ہیں نا؟ شوق سے کھاتے ہیں نا؟ ہر عید پر بڑے اہتمام سے مجھے اور سب بچوں کے نام لکھ کر علیحدہ علیحدہ سب کے لئے عید کے پیارے تحفے بھجواتیں۔۔۔ میرا دل جذبات تشکر سے لبریز ہو جاتا۔۔۔ اللہ تعالیٰ کا کس قدر احسان ہے کہ ہمیں ان کی بے پایاں شفقت نصیب ہوئی۔

قادیان سے واپسی پر میں ان کی خدمت میں حاضر ہوئی تو ان کی صحت بہت کمزور لگی۔ مگر میں نے اس کا بالکل اظہار نہ کیا۔۔ بلکہ اس تاریخی جلسہ سے بخیریت واپسی اور شمولیت پر مبارکباد دی۔۔۔ بہت خوش ہوئیں لیکن صحت کمزور ہونے کی وجہ سے سارا جلسہ نہ سُن سکنے اور قادیان کے مقدس مقامات کی زیارت نہ کر سکنے کی وجہ سے حسرت سے اس کا اظہار ضرور کیا۔۔۔ پھر کہنے لگیں کہ میں نے فائزہ سے کہہ کر تم سب کے لئے کچھ تحفے منگوائے ہیں۔۔۔ طبیعت سنبھلنے پر آپ سب کو بھجواؤں گی۔ میں نے کہا کہ اس حال میں آپ کو بالکل یہ تکلیف نہیں کرنا چاہیئے تھی۔۔۔ آپ کا بخیریت آنا ہی سب سے بڑا تحفہ ہے۔ کہنے لگیں کہ قادیان کی مقدس بستی کی کچھ یادگار بھی تو ہونی چاہیئے۔۔۔ اس کمزوری طبیعت میں بھی خلوص و محبت کا کتنا پیارا اظہار تھا۔۔۔۔

دل کی بیماری کے بعد ڈاکٹروں کی تاکید تھی کہ پیدل سیر لازمی کی جائے۔ چنانچہ آپ روزانہ گیارہ بارہ بجے کے درمیان کسی کے ہمراہ سیر کے لئے جاتیں۔۔۔ اس سیر کے دوران بعض قریبی گھروں میں بھی تشریف لے جاتیں۔ خواہ چند منٹ کے لئے ہی جاتیں۔۔۔ محض اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ ہمارے گھر کو بھی کئی بار یہ سعادت ملی۔۔۔ بہت سادگی اور بے تکلفی سے کئی بار آئیں۔۔۔ آتے ہی کہتیں۔ اپنی چھوٹی بیٹی عافیہ کو لاؤ۔ پھر اس سے دو چار پیار بھری باتیں کرتیں۔۔۔ پیار کرتیں۔ کبھی سادہ پانی پینے کے لئے منگواتیں۔ اور چند منٹ باتیں کرنے کے بعد اپنی بقیہ سیر پر روانہ ہو جاتیں۔۔۔ ان کے یوں اچانک اور بے تکلفی سے آجانے پر میرا دل خوشی سے جھوم اٹھتا۔۔۔ دل چاہتا کہ یہ لمحے جاوداں ہو جائیں۔ ایک بار میں نے اپنی امی جان کی خدمت میں اس بات کا ذکر کیا تو انہوں نے کہا کہ "قادیان میں حضرت امّاں جان کا بھی یہ دستور ہوا کرتا تھا۔ وہ بھی اسی طرح سیر کے لئے نکلتیں تو محلے کے کئی گھروں میں تشریف لے جاتیں کسی کا حال دریافت کرتیں۔ مشورے اور کارآمد نصائح سے نوازتیں۔۔۔ ان کی طبیعت میں بھی بہت سادگی اور بے تکلفی تھی۔ اتنی عظیم ہستی ہونے کے باوجود بہت منکسر المزاج تھیں۔" اس بات سے مجھے بے حد خوشی ہوئی کہ میں نے تو حضرت امّاں جان کو دیکھا ہوا نہ تھا۔ مگر ان کا ایک اعلیٰ وصف آپا آچھی میں دیکھا۔۔۔ اور فیض پایا۔۔۔۔

آپا آچھی کی طبیعت میں مزاح کا عنصر تھا۔ اس لئے ان سے ملاقات میں بہت لطف آتا اور کبھی بھی بوریت کا احساس نہ ہوتا بلکہ ان کی دلچسپ باتوں سے طبیعت پر بہت خوشگوار اثر ہوتا تھا۔ نومبر میں آپا آچھی کے مشورہ سے ہماری بڑی بیٹی عطیہ کی منگنی کی تقریب رکھی گئی۔ باوجود صحت کافی کمزور ہونے کے حسب وعدہ تشریف لائیں۔۔۔ اور تقریباً دو گھنٹے تک ہمارے ہاں تشریف فرما رہیں۔ سب کے ساتھ خوش خوش باتیں کرتی رہیں۔ منگنی کی انگوٹھی پہنانے سے قبل اپنے دائیں ہاتھ کی درمیانی انگلی میں پہن کر چند لمحے زیرِ لب دعا کرتی رہیں۔ پھر اپنے ہاتھ سے عطیہ بیٹی کے ہاتھ میں پہنائی۔۔۔ اس کی پیشانی پر بوسہ دیا اور دعائیں دیں۔ پھر اجتماعی دعا کروائی۔ جاتے ہوئے مجھے بہت پیار سے گلے سے لگایا۔ اور بہت پیار بھری دعاؤں کے ساتھ رخصت ہوتے ہوئے کہنے لگیں کہ بہت اچھا فنکشن ہو گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ آئندہ بھی سارے کام اچھے اور بابرکت کرے ان کی زندگی میں غالباً یہی آخری تقریب تھی جس میں انہوں نے شمولیت کی۔ اس کے بعد ان کی صحت گرتی گئی۔ اور قادیان سے واپسی کے بعد تو صورتِ حال تشویشناک ہو گئی اور بالآخر تقدیرِ الٰہی غالب آئی۔

ع بلانے والا ہے سب سے پیارا
اسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

گذشتہ سال آپا جان کو دل کے علاج کے لئے حضور اقدس کے لندن تشریف لے آنے کے بعد کچھ عرصہ امریکہ میں رکنا پڑا۔ طبیعت بحال ہو جانے پر جب آپ لندن تشریف لائیں تو میں حال دریافت کرنے کے لئے ان کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ آپ نے علاج کے دوران حالت انتہائی تشویشناک ہو جانے کا سارا حال بتایا ایک بات جو میں کسی طرح بھلا نہیں سکتی وہ یہ کہ آپ نے کہا کہ دل کے جدید ترین علاج کے دوران ایک وقت ایسا آگیا کہ جب ڈاکٹر نے مجھے بتا دیا تھا کہ تمہاری حالت سخت خطرے میں ہے اور اب کوئی معجزہ ہی تمہیں بچا سکتا ہے۔ مجھے خود بھی اپنی حالت بگڑتی ہوئی اور دل ڈوبتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔ ایسے وقت میں میری چشم تصور میں میرے بہت ہی پیارے میرے عزیز نظر آئے۔ جو اس وقت مجھ سے ہزاروں میل کے فاصلے پر تھے۔ اور نہیں جانتے تھے کہ میں کس بے بسی کے عالم میں ہوں۔ دل میں کچھ ایسی شدید تڑپ ہوئی اور اتنے سوز و گداز سے دل کی گہرائیوں سے یہ دعا نکلی۔ کہ اَے خدا! تیرے حضور حاضر تو سب نے ہی اپنی باری پر ہونا ہے۔۔۔ مگر میری حالت سوائے تیرے کوئی نہیں جانتا۔ میری زندگی کے ساتھی امامت کی عظیم ذمہ داریوں کو نبھاتے ہوئے تیرے دین کی خاطر اس وقت مجھ سے کوسوں دور ہیں۔ بچیاں بھی پاس نہیں۔۔۔ تو چاہے تو میری عاجزانہ پکار کو قبول فرما کر مجھے اتنی مہلت دے سکتا ہے کہ ایک بار میں ان سے جا ملوں۔۔۔ پھر اگر میری زندگی زیادہ نہیں تو مجھے کم از کم ایسے وقت میں اپنے پاس بلانا جب میں اپنے سب عزیزوں کے درمیان ہوں۔" یہ کہتے ہوئے ان کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔۔۔ ان کا چہرہ ان کے دلی جذبات کی ترجمانی کر رہا تھا پھر کہنے لگیں کہ شاید یہ دعا کچھ ایسی تڑپ سے نکلی تھی کہ مجھے یقین ہو گیا تھا کہ اللہ تعالیٰ مجھے صحت دے دے گا اور ہوا بھی یہی کہ ڈاکٹر بھی میری بحالیٔ صحت پر حیران رہ گئے۔ صاف کہتے تھے کہ یہ معجزہ ہی ہو سکتا ہے ورنہ حالت بالکل ناامیدی والی تھی۔ یہ ڈاکٹر کیا جانیں کہ سب شفاؤں کا مالک تو صرف وہی رب العزت ہے۔

اب ان کی یہ بات یاد آتی ہے تو سوچتی ہوں کہ کیسے اللہ تعالیٰ نے حرف بحرف ان کی دعا قبول فرمائی۔۔۔۔ یعنی جب عدم کو رخصت ہوئیں تو اپنے عظیم المرتبت رفیقِ زندگی کی رمضان المبارک کے مقدس شب و روز میں درد و الحاح سے کی ہوئی دعاؤں، جگر گوشوں کی درد و سوز میں ڈوبی دعاؤں اور نہایت چاہنے اور جاں نثار کرنے والی جماعت کی پُرخلوص و اشکبار دعاؤں، آہوں اور دبی دبی سسکیوں کے دوش پر رخصت ہوئیں۔۔۔ کیسا قابلِ رشک انجام تھا!

اس سال رمضان المبارک میں ساری جماعت نے جس تڑپ اور گریہ و زاری سے آپا جان کی صحت و سلامتی کے لئے دعائیں کیں۔ صدقات دیئے۔ راتیں جاگ جاگ کر اپنے مولیٰ کے حضور فریادیں کیں۔ اس کی مثال ناممکن ہے۔ یہ اپنے آقا سے عقیدت کا معمولی اظہار تھا۔۔۔ اس کثرت سے دعائیں جاری تھیں کہ یوں لگتا تھا کہ عرش بریں پر قبولیت کا درجہ پالیں گی۔۔۔ مگر تقدیرِ الٰہی کو ٹالا نہیں جا سکتا۔ موت ایک اٹل لیکن تلخ حقیقت ہے اور اپنے پیاروں کے لئے اس کو قبول کرنے کو یہ دلِ ناداں کسی طور بھی تیار نہیں ہوتا۔۔۔ حالانکہ انسانی زندگی کی حقیقت تو بس اتنی ہی ہے کہ ؎

ہَوا کے دوش پر رکھے ہوئے چراغ ہیں ہم
جو بجھ گئے تو ہوا سے شکایتیں کیسی

آپا آچھی تو جدا ہو کر اور بھی زیادہ یاد آتی ہیں۔ ان کی وفات کے چند روز بعد میں نے ان کو خواب میں دیکھا۔ بہت خوبصورت لباس، بہت اچھی صحت اور اپنی عمر سے بہت کم اور بہت پیاری لگ رہی تھیں۔ مجھے دیکھا تو کہنے لگیں مجھے تو سب کچھ [illegible] تھا۔ آپ سب لوگ ہی دعو کے [illegible] ہے۔ پھر کچھ توقف کے بعد کہنے لگیں کہ اب تو میں بالکل ٹھیک ہو گئی ہوں!" یہ کہتے ہوئے ان کے چہرہ پر سکون، طمانیت اور نور کی ایسی جھلک دکھائی دی جو کہ زندگی میں کبھی نظر نہیں آئی تھی۔۔۔ یوں لگتا تھا کہ ایک طویل سفر کے بعد اپنی اصل منزل پر پہنچ کر بہت پرسکون ہوں۔

آپ نے اپنی شدید بیماری کا عرصہ بہت ہی صبر اور خدا کی رضا پر راضی رہتے ہوئے گذارا۔ ہر ملنے والے کو بس دعا کی تلقین کرتیں۔۔۔۔

آپ کی وفات کے انتہائی عظیم صدمہ کو ہمارے دل و جان سے پیارے آقا نے جس حوصلے اور صبر و رضا سے برداشت کیا وہ بےمثال نمونہ ہے۔ اسی طرح پیاری بیٹیوں نے بھی عظیم الشان صبر و رضا کا مظاہرہ کیا۔ دل کی گہرائیوں سے نکلی پرخلوص دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے مشفق و مہربان آقا کا ہر آن نگہبان ہو۔ ان کے حزیں دلوں کو صبر و سکینت عطا فرمائے پیاری ہستی کی جدائی پر آنکھوں سے اشکوں کا سیل رواں ہونا فطری تقاضا ہے مگر دل بہر حال اس مولیٰ کی رضا پر راضی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی پیاری بیٹیوں کے غمزدہ دلوں کا خود سہارا بنے اور کبھی ان پر کسی دکھ اور غم کا سایہ نہ پڑے۔

آپا آچھی اب ہم میں نہیں۔ لیکن ان کی محبت بھری یادوں کے پھول ہمیشہ ہمارے دلوں میں مہکتے رہیں گے اور پیارے آقا کے عظیم کارناموں کے ساتھ خدائی وعدہ کے مطابق اللہ نے چاہا تو ان کا نام جگمگاتا رہے گا۔

اللہ تعالیٰ ان کو اپنے قربِ خاص میں جگہ دے اپنی رضا کی جنتوں میں ان کے درجات کو بڑھاتا چلا جائے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قارئین الفضل کے لئے
محبت بھری دعاؤں کے ساتھ
دستخط
مرزا طاہر
لندن

سیّدنا حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہُ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میرے آقا! مجھ کو لندن سے کبھی آواز دے
اُڑ کے جا پہنچوں خداوندا پرِ پرواز دے

چُوم لُوں اُن کے مبارک ہاتھ جاکر اُن کے پاس
یہ تفاخر دے خداوندا مجھے یہ ناز دے

زلیست کو ایسی روش دے جو پسند آئے اُنہیں
اُن کا منظورِ نظر ہو جاؤں وہ انداز دے

فاصلے مِٹ جائیں ساری دُوریاں ناپید ہوں
پاس اُن کے بیٹھ جانے کا مجھے اعزاز دے

جاؤں اُن کی محفلِ عرفان میں نغمہ بلب
نغمۂ وحدت سُناؤں دِلنشیں آواز دے

وقت تھا جب وہ ہمارے پاس تھے جلوہ فروز
لَوٹ کر آجائے، ہمدم! وقت کو آواز دے

باوجود اِن دُوریوں کے دیکھ لُوں اُن کا جمال
دیکھ لینے کا کچھ ایسا آنکھ کو انداز دے

میری جاں ہے ناشناسائے مذاقِ خامشی
اِک شِکستہ ساز ہوں مجھ کو نوائے ساز دے

ضبط کر سکتا نہیں مَیں رازِ سوزِ عشق کا
پھُٹ نہ جائے میرا سینہ کوئی تو ہمراز دے

میری آنکھوں سے ہٹا دے کم نگاہی کے حجاب
جو تُو چاہے مَیں کروں اپنی رضا کا راز دے

چشمِ دل سے ہے نہاں تیری پسند و ناپسند
میری آنکھیں کھول دے دل آشنائے راز دے

جا رہا ہوں دل میں لاکھ ارماں لئے آقا کے پاس
کوئی سندیسہ اُنہیں دینا ہو گر اعجاز دے

سعید احمد اعجاز

ہر گُل میں رنگ و بُو ہے تری یاسمن میں کیا
بیلے میں کیا گلاب میں کیا نسترن میں کیا

افسردہ دل ہیں غنچہ و گل باغباں اُداس
کیا جانے کہہ دیا ہے صَبا نے چمن میں کیا

انداز دلرُبا ہیں تو اطوار دلفریب
مشاطہ اب بڑھائے ترے بانکپن میں کیا

دَم بھر نہیں قرار انہیں ایک حال پر
بَھر دی ہے کُوٹ کُوٹ کے شوخی بدن میں کیا

میری زبان سے میری کہانی ذرا سُنو
رکھا ہے داستانِ غم کو وہ کُن میں کیا

مجھ کو تو وہ جنوُں ہے جو رہتا ہے ایک سا
صحرائے خار دار میں کیا اور چمن میں کیا

دیکھا ہے کس نے گھُور کے ساقی کی بزم میں
یہ آگ سی لگی ہے مرے تن بدن میں کیا

ہم سے نہیں تو غیر سے ایفائے عہد کیوں
یہ امتیاز عادتِ پیماں شِکن میں کیا

دیکھا کسی زباں میں نہ یہ طرزِ دلکشی
ہے کوئی برق پارہ تمہارے دہن میں کیا

جُز طعنہ ہائے غیر سخن ہائے دلخراش
گوہر کے واسطے ہے تیری انجمن میں کیا

ہے سوزِ صدق خون میں جس کے رچا ہوُا
ہو خوف ان کے واسطے دار و رسن میں کیا

ذوالفقار علی خان گوہر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عبدالستار خان

حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ اور آپ کے رفقاء کی زندگی کے بعض پہلو

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب بیان فرماتے ہیں کہ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی عادت میں داخل تھا کہ اپنے دوستوں سے مشورہ لیا کرتے تھے۔ طبّی معاملات میں حکیموں ڈاکٹروں سے قانونی باتوں میں وکلاء سے۔ فقہی مسائل میں علماء سے مکان کی تعمیر ہو تو اوورسیروں یا راجوں مستریوں سے گھر کا معاملہ ہو تو اہل خانہ سے۔ اردو زبان کے کسی لفظ کے متعلق کوئی بات ہو تو ہماری والدہ صاحبہ اور میر صاحب سے۔ غرض آپکی عادت تھی کہ چھوٹی بڑی ہر بات میں ایک یا زیادہ اہل لوگوں کو بلا کر مشورہ اور تبادلہ خیال کر لیا کرتے تھے۔ اسی طرح بہت سے معاملات مجلس احباب میں بعد مشورہ طے پاتے تھے۔ غرض آپ حتی الوسع ہر معاملہ میں مشورہ لیا کرتے تھے پھر جس بات پر انشراح ہو جاتا اسے قبول کر لیا کرتے تھے۔

(سیرۃ .... جلد سوم صفحہ ۲۱)

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب بیان فرماتے ہیں کہ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کو گھر کا کوئی کام کرنے سے عار نہ تھی۔ چارپائیاں بچھا لیتے تھے فرش کر لیتے تھے۔ بستر کر لیا کرتے تھے۔ کبھی یکدم بارش آ جاتی تو چھوٹے بچے تو چارپائیوں پر سوئے رہتے۔ حضور ایک طرف سے خود انکی چارپائیاں پکڑتے دوسری طرف سے کوئی اور شخص پکڑتا اور اندر برآمدہ میں کروا لیتے۔ اگر کوئی شخص ایسے موقعہ پر یا صبح کے وقت بچوں کو جھنجھوڑ کر جگانا چاہتا تو حضور منع کرتے اور فرماتے کہ اس طرح یکدم ہلانے اور چیخنے سے بچہ ڈر جاتا ہے۔ آہستہ سے آواز دے کر اٹھاؤ۔

(سیرۃ .... جلد سوم صفحہ ۲۱)

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب بیان فرماتے ہیں کہ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کے اخلاق میں بعض باتیں خاص طور پر نمایاں تھیں۔ اور ان میں سے ایک یہ تھی کہ آپ کبھی کسی کی دل شکنی کو پسند نہیں فرماتے تھے اور اس سے بہت بچتے تھے اور دوسروں کو بھی منع فرماتے تھے۔

سیرۃ ... جلد سوم صفحہ ۲۳ پر حضرت میر صاحب کا یہ بیان درج کرنے کے بعد حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ میری طبیعت پر بھی یہی اثر ہے کہ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی سیرۃ کا یہ ایک خاص نمایاں پہلو تھا کہ حتی الوسع دوسروں کی انتہائی دلداری فرماتے اور دل شکنی سے بچتے تھے۔

(سیرۃ .... جلد سوم صفحہ ۲۳)

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب بیان فرماتے ہیں کہ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کا طریق تھا کہ اپنے مخلصین کی بیماری میں انکی عیادت کے لئے تشریف لے جایا کرتے تھے۔ چنانچہ منشی محمد اکبر صاحب بٹالہ والے جب اپنی مرض الموت میں قادیان میں بیمار ہوئے تو آپ ان کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے۔

سیرۃ .... جلد سوم صفحہ ۵۱

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب بیان کرتے ہیں کہ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کو عمدہ کاغذ پر صحیح اور خوشخط کتابیں چھپوانے کا خاص خیال تھا۔ سب سے پہلے تو محمد حسین مراد آبادی کاتب تھے۔ جو نہایت مخلص بزرگ تھے۔ انہوں نے کچھ حصہ ابتدائی کتابوں کا لکھا۔ اس کے بعد امرتسر کے میاں غلام محمد کاتب سالہاسال تک کتابت کرتے رہے چونکہ حضرت صاحب کو انکی صحیح نویسی اور خط پسند تھا۔ اس لئے ہمیشہ انکو ہی بلا لیا کرتے تھے پہلے وہ پندرہ بیس روپیہ ماہوار خشک پر آئے تھے۔ پھر کہنے لگے۔ حضور کھانا پکانے میں بڑا وقت ضائع ہوتا ہے۔ اس لئے لنگر سے کھانا لگا دیں آپ نے منظور کر لیا اور تنخواہ بھی جاری رکھی۔ پھر ایک مدت کے بعد کہا کہ حضور یہ کھانا میرے مزاج کے موافق نہیں۔ میں بیمار ہو جاؤں گا۔ حضور روٹی کی جگہ پانچ روپیہ نقد بڑھا دیں اور میں خود پکانے کا بندوبست کروں گا آپ نے یہ بھی منظور فرما لیا۔ اور اس طرح تنخواہ میں پانچ کا اضافہ ہو گیا۔ پھر ایک مدت بعد پہلے کی طرح وقت نہ ملنے کی شکایت کی اور کہا کہ میں حضور کا کام وقت پر نہیں دے سکتا۔ سارا دن روٹی اور آٹا چولھے کے جھگڑے میں گذر جاتا ہے۔ حضور اپنے ہاں سے روٹی لگا دیں آپ نے لگا دی اور رقم بھی قائم رہنے دی پھر ایک عرصہ بعد روٹی کی شکایت کرنے لگے۔ اس کی جگہ پانچ روپیہ مزید بڑھا دئے غرض وہ ہمیشہ ایسا ہی کرتے رہے۔ یہاں تک کہ آخر تنخواہ چالیس روپیہ اور روٹی پر آ گئی۔ اس کے بعد خدا کا فضل ہوا کہ پیر منظور محمد صاحب نے حضور کو اس فکر سے بالکل مستغنی کر دیا اور جیسی خوشخطی صاف صاف صحیح کتابت آپ چاہتے تھے وہ پیر صاحب کے واسطے سے حاصل ہوئی اور سالہاسال پیر جی حضور کی کتابیں لکھتے رہے۔ آخر پھر آخری ایام میں جب پیر جی اپنی بیماری کی وجہ سے لاچار ہو گئے تو پھر میاں غلام محمد صاحب کو بلایا گیا اور انہوں نے بعض آخری کتب لکھیں۔

(سیرۃ .... جلد سوم صفحہ ۲۵۱)

حضرت منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی بیان فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ لدھیانہ میں تھے کہ میں حاضر خدمت ہوا۔ حضور نے فرمایا اس وقت اشتہار طبع کروانے کی ضرورت ہے کیا اس کیلئے آپکی جماعت ساٹھ روپے کا خرچ برداشت کرے گی۔ میں نے اثبات میں جواب دیا۔ اور فوراً کپورتھلہ واپس آکر اپنی اہلیہ کی سونے کی کنٹھی فروخت کر دی اور احباب جماعت میں سے کسی سے ذکر نہ کیا اور ساٹھ روپے لے کر میں اڑ گیا اور لدھیانہ جا کر حضور کے سامنے یہ رقم پیش کر دی۔ چند روز بعد منشی اروڑا صاحب لدھیانہ آ گئے۔ میں وہیں تھا۔ ان سے حضور نے ذکر فرمایا کہ آپ کی جماعت نے بڑے اچھے موقعہ پر امداد کی ہے۔ منشی اروڑا صاحب نے عرض کی مجھے یا جماعت کو تو پتہ بھی نہیں حضور کس امداد کا ذکر فرماتے ہیں اس وقت منشی اروڑا صاحب کو اس بات کا علم ہوا کہ میں اپنی طرف سے روپیہ دے آیا ہوں۔ اس پر وہ مجھ سے بہت ناراض ہوئے کہ تم نے مجھے کیوں نہ بتلایا۔ میں ثواب سے محروم رہا حضرت صاحب سے بھی عرض کی۔ حضور نے فرمایا۔ منشی صاحب خدمت کرنے کے بہت سے موقعے آئیں گے۔ آپ گھبرائیں نہیں۔ مگر اس بناء پر منشی صاحب چھ ماہ تک مجھ سے ناراض رہے

سیرۃ .... جلد سوم صفحہ ۲۰۸ پر مندرجہ بالا واقعہ درج کرنے کے بعد حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ مکرم منشی ظفر احمد صاحب کے اس اخلاص کے اظہار میں تین لطافتیں ہیں ایک تو یہ کہ جو رقم جماعت سے مانگی گئی تھی وہ انہوں نے خود اپنی طرف سے پیش کر دی۔ دوسرے یہ کہ پیش بھی اس طرح کی کہ نقد موجود نہیں تھا تو زیور فروخت کر کے روپیہ حاصل کیا۔ تیسرے یہ کہ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کو جتایا تک نہیں کہ میں خود اپنی طرف سے زیور بیچ کر لایا ہوں بلکہ حضرت صاحب بھی یہی سمجھتے رہے کہ جماعت نے چندہ جمع کر کے رقم بھجوائی ہے۔ دوسرے طرف منشی اروڑے خان صاحب کا اخلاص بھی ملاحظہ ہو کہ اس غصہ میں منشی ظفر احمد صاحب سے چھ ماہ ناراض رہے کہ اس خدمت کے موقعہ کی اطلاع مجھے کیوں نہیں دی۔ یہ نظارے کس قدر روح پرور کس درجہ ایمان افروز ہیں۔

(سیرۃ .... جلد سوم صفحہ ۲۰۸)

حضور کے ایک خادم حامد علی صاحب تھے۔ ایک دفعہ حضور نے انہیں بعض ضروری خطوط دیئے کہ ڈاک کے سپرد کر آؤ۔ ان میں بعض خط رجسٹرڈ بھی تھے۔ حامد علی صاحب کسی کام میں مصروف ہو گئے اور خط ڈالنا بھول گئے کوئی ایک ہفتہ کے بعد حضور کے صاحبزادے مرزا محمود احمد صاحب جو اس وقت چھوٹے بچے تھے کچھ کاغذ اور لفافے لئے دوڑتے آئے کہ ابا ہم نے کوڑے کے ڈھیر سے یہ خط نکالے ہیں۔ حضور نے دیکھا تو وہی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دانت مت نکلوائیے
دانت درد کا فوری علاج ممکن ہے
ماسخورہ۔ پائیوریا۔ دانتوں کو ٹھنڈا گرم پانی لگنا دانتوں سے خون پیپ کا آنا مسوڑوں کا پھولنا دانتوں کا ہلنا۔ تمام امراض کے مستقل علاج کے لیے تشریف لائیں
رفیق
دانت جرمن اور لندن کے جدید طریقہ سے فکس کئے جاتے ہیں
بڑا ناڈہ لاریاں چنیوٹ میں آپکے پرانے خادم
فون: ۹۴۵۰
بشیر ڈینٹل کلینک چنیوٹ

معیار ــــ اخلاق ــــ خدمت
حیات سنز گولبازار ربوہ
فون دکان: ۹۹۷
رہائش: ۷۹
ہر قسم کی کراکری، کرسیاں، نئے شامیانے، قناتیں، ڈنر سیٹ، صوفہ سیٹ و دیگر سامان دعوت کرایہ پر دستیاب ہے ــــ پروپرائیٹر: محمد حیات جنجوعہ

سرمہ طفیل کورس ۳ شیشی قیمت -/۱۲
عرق نور معدہ کیلئے مفید قیمت -/۲۰
مرض مریض کی نبض دیکھ کر بتائی جاتی ہے
حکیم محمد طفیل ۶/۶ کوٹھہ کلاتھ۔ ربوہ فون ــــ ۴۰۷

مردوں، عورتوں، بچوں کی پیچیدہ اور مزمن امراض کے لئے طب یونانی کا مرکز
کامل تشخیص، ہمدردانہ اور مفید مشورہ اور کامیاب علاج کے لئے
دار العلاج۔ رحمت بازار ربوہ
زیر نگرانی
زبدۃ الحکماء حکیم محمد اسلم فاروقی شاہد
بیرون از ربوہ کے احباب اپنے مکمل حالات لکھ کر مشورہ اور دوائی حاصل کر سکتے ہیں۔

مرغیوں کی خوراک کے الگ الگ اجزاء کا مرکز!
رحیم پولٹری فیڈز
• برائلر فیڈز • لیئر فیڈز آرڈر پر تیار کی جاتی ہے
خالص ثابت فش میل بھی دستیاب ہے
گول امین پور بازار فیصل آباد
وسیم احمد ناصر ــــ فون ــــ ۳۱۲۹۰ ــــ ۶۲۶۱۹۰

ہمارا النصب العین۔ بہتر اور بے لوث خدمت
ربوہ اور ربوہ کے گرد و نواح میں ہر قسم کی جائیداد کی خرید و فروخت کیلئے آپ کا اپنا با اعتماد ادارہ
پراپرٹی ہوم
اینڈ
پراپرٹی سنٹر
گیلیٹ مارکیٹ اقصیٰ روڈ۔ ربوہ
پروپرائیٹر: نعیم الرحمٰن ضیاء

بہتر تشخیص اور مناسب علاج کیلئے
دن رات سروس
جاوید میڈیکل ہال عزیز پارک
پیپلز کالونی نمبر ۲ مین روڈ فیصل آباد
ڈاکٹر قمر الدین جاوید ڈی۔ یو۔ ایم۔ ایس رجسٹرڈ میڈیکل پریکٹیشنر
فزیشن اینڈ سرجن فون ۷۱۵۶۷۱

شیشہ حسن ابدال
بھٹی گلاس ہاؤس
ہمارے ہاں ہر قسم کا عماراتی شیشہ، آئینہ فرنیچر شیشہ دستیاب ہے
محمد یوسف بھٹی اقصیٰ روڈ ربوہ

جدید ڈیزائنوں میں اعلیٰ زیورات بنوانے کیلئے ہمارے ہاں تشریف لائیں
مرکز سلسلہ میں خدمت کے ستائیس ۲۷ سال
زیورات کی دنیا میں منفرد نام
میاں نسیم احمد طاہر
گولڈ سمتھ
شاہد مارکیٹ اقصیٰ روڈ ربوہ
فون دکان ۸۳۷
فون گھر ۷۱۷

گلشن بیکرز رحمت بازار ربوہ
اچھی صحت کا راز اچھی غذا
ہمارا تعاون آپکے خاندان کی صحت کا ضامن
گلشن بیکری
الناصر مارکیٹ نزد ایوان محمود جنوبی گیٹ ربوہ
تقریبات کیلئے مال آرڈر پر بھی سپلائی کیا جاتا ہے

نذیر سویٹ ہاؤس
خالص عمدہ اور تازہ مٹھائی ہر وقت تیار ملتی ہے
نذیر سویٹ ہاؤس
اقصیٰ روڈ ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خط تھے۔ جو آپ نے اپنے خادم حامد علی کو دیئے تھے اور جواب کے منتظر تھے۔ آپ نے انکو بلایا اور خطوط دکھا کر بہت نرمی سے صرف اتنا فرمایا حامد علی تمہیں نسیان بہت ہو گیا ہے۔ فکر سے کام کیا کرو۔

(سیرۃ.... از مولوی عبدالکریم صاحب صفحہ ۴۶-۴۷)

حضرت میاں امام الدین صاحب سیکھوانی بیان کرتے ہیں کہ ایک روز حضرت پیر سراج الحق صاحب سرساوی اپنے علاقہ کے آموں کی تعریف کر رہے تھے کہ ہمارے علاقہ میں آم بہت میٹھے ہوتے ہیں جو لوگ ان کو کھاتے ہیں تو گٹھلیوں کا ڈھیر لگا دیتے ہیں گویا لوگ کثرت سے آم چوستے ہیں۔ اس وقت حضرت بانی سلسلہ احمدیہ بھی (بیت) میں بیٹھے ہوئے تھے۔ فرمایا۔ پیر صاحب جو آم میٹھے ہوتے ہیں وہ عموماً ثقیل ہوتے ہیں اور جو آم کسی قدر ترش ہوتے ہیں وہ سریع الہضم ہوتے ہیں۔ پس میٹھے اور ترش دونوں چوسنے چاہئیں کیونکہ قدرت نے ان کو ایسا ہی بنایا ہے

(سیرۃ.... جلد سوم صفحہ ۲۸۴)

حضرت ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب بیان فرماتے ہیں کہ ایک دن حضرت بانی سلسلہ احمدیہ باغ میں ایک چارپائی پر تشریف رکھتے تھے اور دوسری دو چارپائیوں پر حضرت مفتی محمد صادق صاحب اور حضرت شیخ رحمت اللہ صاحب وغیرہ بیٹھے ہوئے تھے اور ایک بوری نیچے پڑی ہوئی تھی۔ اس پر میں دو چار آدمیوں سمیت بیٹھا ہوا تھا۔ میرے پاس مولوی عبدالستار خان صاحب بزرگ بھی بیٹھے تھے حضرت صاحب تقریر فرما رہے تھے کہ اچانک حضور کی نظر مجھ پر پڑی تو فرمایا کہ ڈاکٹر صاحب آپ میرے پاس چارپائی پر آکر بیٹھ جائیں مجھے شرم محسوس ہوئی کہ میں حضور کے ساتھ برابر ہو کر بیٹھوں۔ حضور نے دوبارہ ارشاد فرمایا کہ شاہ صاحب آپ میرے پاس چارپائی پر آجائیں۔ میں نے عرض کی کہ حضور میں یہیں اچھا ہوں تیسری بار حضور نے خاص طور پر فرمایا کہ آپ میری چارپائی پر آکر بیٹھ جائیں کیونکہ آپ سید ہیں اور آپ کا احترام ہم کو منظور ہے۔ حضور کے اس ارشاد سے مجھے بہت فرحت ہوئی

(سیرۃ.... جلد سوم صفحہ ۲۷۵-۲۷۶)

حضرت بھائی عبدالرحیم صاحب فرماتے ہیں کہ جب میں نے (دین حق) قبول کیا تو اس کے کچھ عرصہ بعد جبکہ میں ایک دفعہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے پاؤں دبا رہا تھا۔ حضرت صاحب نے مجھ سے فرمایا۔ تم شادی کیوں نہیں کر لیتے میں نے کہا۔ حضرت میری تو کوئی گزارہ کی صورت نہیں ہے۔ میں شادی کیسے کروں اور میں ابھی پڑھتا بھی ہوں۔ فرمایا۔ نہیں تم شادی کر لو۔ خدا رازق ہے۔ میں نے شرماتے ہوئے کہا۔ کہاں کر لوں؟ فرمایا کہ یہ جو مرزا فضل بیگ قصور والے کی بہن بیوہ ہوئی ہے اس سے کر لو۔ میں نے عرض کیا حضرت وہ تو بیوہ ہے فرمایا تو کیا حرج ہے ابھی اس کی عمر زیادہ نہیں۔ مگر مجھے دل میں انقباض تھا آخر حضرت صاحب کا اصرار دیکھ کر میں راضی ہو گیا اور خدا کے فضل سے میں نے اس شادی سے ایسا سکھ پایا کہ شاید ہی کسی نے پایا ہو۔

(سیرۃ.... جلد سوم صفحہ ۱۸۵-۱۸۶)

حضرت سید محمد علی شاہ صاحب بیان فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میرے ایک شاگرد نے مجھے شیشم کی ایک چھڑی بطور تحفہ دی۔ میں نے خیال کیا کہ میں اس چھڑی کو حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہ کی خدمت میں بطور ہدیہ پیش کرونگا۔ چنانچہ خاکسار نے قادیان پہنچ کر۔ بوقت صبح جبکہ حضور سیر سے واپس تشریف لائے وہ چھڑی پیش کر دی۔ حضور کے دست مبارک کی چھڑی میری پیش کردہ چھڑی سے بدرجہا خوبصورت و نفیس تھی۔ لہٰذا مجھے اپنی کوتاہ خیالی سے یہ خیال گزرا کہ شاید میری چھڑی قبولیت کا شرف حاصل نہ کر سکے۔ مگر حضور نے کمال شفقت سے اسے قبول فرما کر دعا کی۔ بعد ازاں تین چار روز تک حضور اقدس میری چھڑی لے کر باہر سیر کو تشریف لے جاتے تھے جسے دیکھ کر میرے دل کو تسکین و اطمینان حاصل ہوا۔ پھر حضور بدستور حسب سابق اپنی پرانی چھڑی ہی لانے لگے اور میری پیش کردہ چھڑی کو گھر میں رکھ لیا۔

(سیرۃ.... جلد سوم صفحہ ۲۱۴)

حضرت مولوی غلام حسین صاحب ڈنگوی بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ مجھے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے ساتھ ریل میں سفر کرنے کا اتفاق نصیب ہوا جیسا کہ عام لوگ ریل میں سوار ہو کر باہر سے آنیوالے مسافروں سے ترش روئی کے ساتھ پیش آتے ہیں اس وقت بھی بعض اصحاب نے یہ رویہ اختیار کیا۔ ان میں سے یہ ناچیز بھی تھا۔ مگر حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے مسافر کے لئے جگہ خالی کر دی اور مجھے یوں مخاطب کیا کہ اخلاق دکھانے کا یہی موقع ہے۔ اس پر میں بہت شرمسار ہوا۔

(سیرۃ.... جلد سوم صفحہ ۱۱۷).

دوا تدبیر ہے اور دعا اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرتی ہے

مجربات خصوصی

• تریاق معدہ
• سرمہ جواہر
• روغن کاجل
• اکسیر ذیابیطس
• تریاق دمہ
• تریاق بواسیر
• اکسیر پائیوریا
• اکسیر خارش
• اکسیر بلڈ پریشر

زوجام عشق
سونے چاندی کی گولیاں
اکسیر اولاد نرینہ
اکسیر اطفال
تریاق سیلان
نواب شاہی گولیاں
حبوب مفید اٹھرا
لیکوریں
بچوں کی چھوہندی
حب مروارید

کامیاب علاج ـــ ہمدردانہ مشورہ

• تبخیر معدہ • السر معدہ • خونی و بادی بواسیر • پرانی خارش و چنبل • دائمی نزلہ و زکام • دمہ • ذیابیطس • لو و ہائی بلڈ پریشر • ڈیپریشن • ہسٹیریا • اٹھرا • موٹاپا • بچوں کا چھوٹی عمر میں فوت ہو جانا • بچوں کا سوکھا پن • کالی کھانسی • کیل چھائیاں • بالوں کا گرنا ـــ نوجوانوں کے خاص امراض و نفسیاتی بیماریاں

اور

بے اولاد مردوں اور عورتوں کا کامیاب علاج

بیرونجات کے مریض اپنے تفصیلی حالات لکھ کر دوا منگوا سکتے ہیں
مردانہ و زنانہ خاص امراض کیلئے سوالنامہ (تشخیص و تجویز) خط لکھ کر طلب کریں

مطب ناصر دواخانہ رجسٹرڈ، گولبازار ربوہ ٹیلیفون نمبر ۵۳۴ / ۶۳۴

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت مرزا دین محمد صاحب لنگروال بیان کرتے ہیں۔

جن دنوں میری آمد و رفت حضرت صاحب کے پاس ہوتی تو بعض اوقات بٹالہ جاتے ہوئے مجھے بھی ساتھ لے جاتے۔ جب گھر سے نکلتے تو گھوڑے پر مجھے سوار کرا دیتے خود آگے آگے پیدل چلتے جاتے۔ کبھی آپ بٹالہ کے راستے والے موڑ پر سوار ہو جاتے اور کبھی نہر پر۔ مگر اس وقت مجھے اتارتے نہ تھے بلکہ فرماتے تھے کہ تم بیٹھے رہو۔ میں آگے سوار ہو جاؤں گا۔ جب بٹالہ سے واپس ہوتے تو پھر بھی سارا راستہ مجھے سوار رکھتے خود کبھی سوار ہوتے۔ کبھی پیدل چلتے۔

(سیرۃ .... جلد سوم صـ ۱۲۳)

قادیان میں ایک شخص پیرا ہوا کرتا تھا جو حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کا خادم تھا وہ پہاڑی آدمی تھا۔ اس کو گنٹھیا کی بیماری ہو گئی تھی اس کے رشتہ داروں کو کہا گیا کہ یہاں اس کا علاج نہیں ہو سکتا۔ اسے میدانی علاقوں میں لے جاؤ۔ چنانچہ وہ اسے گورداسپور لے آئے وہ سب غریب آدمی تھے۔ اور ایسے لوگوں کو روٹی بھی کھلانی پڑتی تھی اور دوائی بھی دینی پڑتی تھی اس لئے کوئی شخص علاج کے لئے تیار نہ ہوتا تھا۔ آخر کسی نے اسے بتایا کہ قادیان میں ایک مرزا صاحب ہیں وہ بڑے خدا ترس ہیں۔ وہ معالج اور حکیم بھی ہیں۔ ان کے پاس لے جاؤ۔ وہ اس کی خبر گیری بھی کریں گے چنانچہ اس کے رشتہ دار اسے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے پاس لے آئے اور اسے وہاں چھوڑ کر کھسک گئے۔ حضرت صاحب نے اس کا علاج کیا اور آہستہ آہستہ وہ اچھا ہو گیا۔ اس کے رشتہ داروں کو علم ہوا کہ وہ اچھا ہو گیا ہے اور کام کاج کر سکتا ہے تو دوسری سردیوں میں اس کے رشتہ دار آئے اور انہوں نے کوشش کی کہ وہ ان کے ساتھ چل پڑے جب انہوں نے اسے کہا کہ ہم تجھے لینے آئے ہیں تو اس نے کہا۔ تم بے شک میرے رشتہ دار ہو مگر تم مجھے چھوڑ گئے تھے۔ اب تو جس نے میرا علاج کیا ہے جس کی وجہ سے میں اچھا ہوا میرا رشتہ دار وہی ہے۔ میں اسے چھوڑ کر نہیں جا سکتا۔ چنانچہ باوجود کہ حضرت صاحب نے اسے جانے کی اجازت دے دی وہ واپس نہ گیا۔ ساری عمر اس نے حضور کی خدمت میں رہنا پسند کیا۔

حضرت ماسٹر اللہ دتا صاحب بیان کرتے ہیں کہ سنہ ۱۹۰۱ء یا سنہ ۱۹۰۲ء کا واقعہ ہے کہ میں (قادیان) میں موجود تھا۔ ان دنوں میں ایک نواب صاحب حضرت امام جماعت الاوّل کی خدمت میں علاج کے لئے آئے ہوئے تھے جن کے لئے ایک الگ مکان تھا۔ ایک دن نواب صاحب کے اہل کار حضرت مولوی صاحب کے پاس آئے (۔) اور عرض کیا کہ نواب صاحب کے علاقہ میں لاٹ صاحب آنے والے ہیں۔ آپ ان لوگوں کے تعلقات کو جانتے ہیں۔ اس لئے نواب صاحب کا منشاء ہے کہ آپ ان کے ہمراہ وہاں تشریف لے چلیں۔ حضرت مولوی صاحب نے فرمایا کہ میں اپنی جان کا مالک نہیں۔ میرا ایک آقا ہے اگر وہ مجھے بھیج دے تو مجھے کیا انکار ہے۔ پھر ظہر کے وقت وہ اہل کار بیت مبارک میں بیٹھ گئے جب حضرت بانی سلسلہ احمدیہ تشریف لائے تو انہوں نے عرض کیا۔ حضور نے فرمایا۔ اس میں شک نہیں کہ اگر ہم مولوی صاحب کو آگ میں کودنے یا پانی میں چھلانگ لگانے کے لئے کہیں تو وہ انکار نہ کریں گے۔ لیکن مولوی صاحب کے وجود سے یہاں ہزاروں لوگوں کو ہر روز فیض پہنچتا ہے۔ درس دیتے ہیں اس کے علاوہ سینکڑوں بیماروں کا ہر روز علاج کرتے ہیں۔ ایک دنیاداری کے کام کیلئے ہم اتنا فیض بند نہیں کر سکتے۔ اس دن جب عصر کے بعد حضرت مولوی صاحب درس دینے لگے تو خوشی کی وجہ سے منہ سے الفاظ نہ نکلتے تھے فرمایا آج مجھے اس قدر خوشی ہے کہ بولنا محال ہے وہ یہ کہ میں ہر وقت اس کوشش میں رہتا ہوں کہ میرا آقا مجھ سے خوش ہو جائے۔ آج میرے لئے کس قدر خوشی کا مقام ہے کہ میرے آقا نے میری نسبت ایسا خیال ظاہر کیا ہے کہ اگر ہم نورالدین کو آگ میں جلائیں یا پانی میں ڈبو دیں تو پھر بھی وہ انکار نہیں کرے گا۔

(سیرۃ .... جلد سوم صـ ۱۶۰)

خالص سونے چاندی کے زیورات کا مرکز
ہارون احمد، شعیب احمد زرگر
قلعہ کالروالہ (سیالکوٹ)

آنکھوں کے مریضوں کے لئے اطلاع
موسم سرما میں اوقاتِ معائنہ مندرجہ ذیل ہوں گے۔
صبح : ۹ بجے سے ۱۱ بجے تک ۔۔۔۔ شام : ۵ بجے سے ۷ بجے تک
جمعۃ المبارک کو تعطیل ہوگی
بریگیڈیئر ڈاکٹر مرزا مبشر احمد امتیاز سرجیکل کلینک ڈیوس روڈ لاہور فون ۳۰۱۴۴۵

ایم ایم سٹیلرنگ میٹیریل سٹور
ریل بازار۔ اوکاڑہ
پروپرائٹر ۔۔۔۔ شیخ ظہیر احمد
سامان سلائی، کڑھائی، بٹن، بکرم ہر قسم ہول سیل
وریٹیل بازار سے بارعایت خریدیے

جرمن اور جاپانی گاڑیوں کی مرمت کا خصوصی اور اعلیٰ انتظام
گاڑیوں کی اطمینان بخش
• اوور ہالنگ • ڈینٹنگ • پینٹنگ • الیکٹرک ورکس
• الیکٹرانک وہیل بیلنسنگ اور وہیل الائنمنٹ کے لئے
رجوع فرمائیں
راولپنڈی میں واحد با اختیار سوزوکی سروس ڈیلر
احمد موٹرز آٹوموبائل انجنیئرز
فون ۸۴۰۴۴۵
عنایت بازار اوجڑی کیمپ مری روڈ راولپنڈی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اے ہمارے ربّ

حضرت امام جماعت احمدیہ الثالث کی دعائیں

میری یہ دعا ہے کہ اللہ کرے کہ تم پاک دل اور مطہر نفس بن جاؤ اور نفسِ امارہ کے سب گند اور پلیدیاں تم سے دور ہو جائیں۔ تکبّر اور خود بینی اور خود نمائی اور خود ستائی کا شیطان تمہارے دل اور تمہارے سینہ کو چھوڑ کر بھاگ جائے اور تذلل اور فروتنی اور انکسار اور بے نفسی کے نقوش تمہارے اس سینہ کو اپنے ربّ کے استقبال کے لئے سجائیں اور پھر میرا اللہ اس میں نزول فرمائے اور اسے تمام برکتوں سے بھر دے اور تمہارے دل اور تمہاری روح کو ہر نور سے منور کر دے اور خدا کرے کہ بنی نوع کی ہمدردی اور غمخواری کا چشمہ تمہارے اس سینۂ صافی سے پھوٹے اور ایک دنیا تمہاری بے نفس خدمت سے فائدہ اٹھائے۔

خدا کرے کہ عاجزانہ دعاؤں کے تم عادی رہو اور تمہاری روح ہمیشہ اللہ ربّ العلمین کے آستانہ پر گری رہے اور اللہ، اس کی رضا اور اس کے احکام کی اتباع ہر ایک پہلو سے تمہاری دنیا پر تمہیں مقدم ہو جائے۔

دعا ہے کہ ہر امتحان میں تم کامیاب رہو اور ہر آزمائش کے وقت ربّ کریم سے ثباتِ قدم کی تم توفیق پاؤ۔ بس اسی کے ہو جاؤ۔ وہ مہربان آقا تمہیں پاک اور صاف کر دے اور پیارے بچے کی طرح تمہیں اپنی گود میں لے لے اور ہر نعمت کے دروازے تم پر کھول دے اور تمام حسنات کا تم کو وارث بنائے۔ حضرت بانیٔ سلسلہ کے الفاظ میں مَیں تمہیں کہتا ہوں کہ

”اگر تم اپنے نفس سے درحقیقت مر جاؤ گے تب تم خدا میں ظاہر ہو جاؤ گے اور خدا تمہارے ساتھ ہوگا اور وہ گھر بابرکت ہوگا جس میں تم رہتے ہوگے اور ان دیواروں پر خدا کی رحمت نازل ہوگی جو تمہارے گھر کی دیواریں ہیں اور وہ شہر بابرکت ہوگا جہاں ایسا آدمی رہتا ہوگا۔ اگر تمہاری زندگی اور تمہاری موت اور تمہاری ہر ایک حرکت اور تمہاری نرمی اور تمہاری گرمی محض خدا کے لئے ہو جائے گی اور ہر ایک تلخی اور مصیبت کے وقت تم خدا کا امتحان نہیں کرو گے اور تعلق کو نہیں توڑو گے بلکہ آگے قدم بڑھاؤ گے تو مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ تم خدا کی ایک خاص قوم ہو جاؤ گے ..... پس اپنی پاک قوتوں کو ضائع مت کرو۔ اگر تم پورے طور پر خدا کی طرف جھکو گے تو دیکھو مَیں خدا کے منشاء کے مطابق تمہیں کہتا ہوں کہ تم خدا کی ایک قوم برگزیدہ ہو جاؤ گے ......

تمہیں خوشخبری ہو کہ قرب پانے کا میدان خالی ہے۔ ہر ایک قوم دُنیا سے پیار کر رہی ہے اور وہ بات جس سے خدا راضی ہو اس کی طرف دُنیا کو توجہ نہیں۔ وہ لوگ جو پورے زور سے اس دروازہ میں داخل ہونا چاہتے ہیں ان کے لئے موقع ہے کہ اپنے جوہر دکھلائیں اور خدا سے خاص انعام پاویں“ (الوصیت)

خدا کرے کہ آسمان کے فرشتے تمہیں یہ مژدہ سنائیں کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری عاجزانہ دعاؤں کو سُنا اور تمہاری حقیر کوششوں کو قبول کیا اور اپنے قرب اور اپنی رضا کی جنتوں کے دروازے تمہارے لئے کھول دیئے ہیں پس آؤ اور اللہ تعالیٰ کی جنتوں میں داخل ہو جاؤ۔ (فرمودہ ۱۱ جنوری ۱۹۶۸ء)

خدا کرے کہ تمہارے نفس کی دوزخ کلی طور پر ٹھنڈی ہو جائے اور اس لعنتی زندگی سے تم بچائے جاؤ جس کا تمام ہم و غم محض دنیا کے لئے ہوتا ہے۔ تم اور تمہاری نسلیں شرک اور دہریت کے زہریلے اثر سے ہمیشہ محفوظ رہیں۔ خدائے واحد و یگانہ کی رُوح تم میں سکونت کرے اور اس کی رضا کی خاص تجلّی تم پر جلوہ گر ہو۔ پرانی انسانیت پر ایک موت وارد ہو کر ایک نئی اور پاک زِیست تمہیں عطا ہو اور لیلۃ القدر کا حسین جلوہ اسی عالم میں بہشتی زندگی کا تمام پاک سامان تمہارے لئے پیدا کر دے۔ کوشش کریں کہ ایک ایک لمحہ اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کی خوشنودی کو حاصل کرنے والا ہو اور ہمارا کوئی لمحہ بھی شیطان چھین کے لے جانے میں کامیاب نہ ہو۔ دعاؤں میں ہمہ وقت مشغول رہیں۔ پیار اور محبت کو باہمی اخوت کو بڑھائیں آپس میں ملیں، ایک دوسرے کے حالات پوچھیں اور سب سے زیادہ اپنے ربّ سے ملنے کی کوشش کریں اور اُسے اپنے حالات اور اپنی تکلیفیں بتائیں اور عاجزانہ اس کے حضور جھک کے اس سے کہیں کہ اے ہمارے ربّ! ہم بہت ہی کمزور ہیں۔ (۔) ہم اپنی طاقتوں اور قوتوں اور استعدادوں اور وسائل اور ذرائع کو جب دیکھتے ہیں تو ہمیں یقین ہو جاتا ہے کہ ہم اپنے مقصد کو حاصل نہیں کر سکیں گے لیکن ان تمام کمزوریوں اور کوتاہیوں کے باوجود جب ہم تیری بشارتیں سنتے اور تیری قدرتوں اور طاقتوں کا مشاہدہ کرتے ہیں تو پھر ہمیں یقین ہو جاتا ہے کہ باوجود محض نیستی ہونے کے وہ جس سے ہر ہست نمودار ہوا، اور وجود پذیر ہوا وہی ہمیں کامیاب کرے گا۔ پس تو ہمیں کامیاب کر، ہمیں ایسے اعمال کی توفیق دے کہ جن سے تو ہم سے راضی ہو جائے۔

اے ہمارے ربّ! تو ہر نقص سے پاک ہے۔ پیدائشِ عالم بیفائدہ اور بے مقصد نہیں۔ اے ہمارے ربّ! ہماری زندگی کو بے مقصد بننے سے بچا لے اور اپنے غضب کی آگ سے تو اپنی پناہ میں لے لے۔ اے ہمارے ربّ! تیرے نام پہ ایک پکارنے والے نے ہمیں پکارا اور تیری رضا کے حصول کے لئے ہم نے اس کو قبول کیا، اس کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر تیرے نام کی عظمت اور کبریائی کے لئے ہم نے اس کی آواز پر لبیک کہی۔ کس حد تک ہم نے اس عہد بیعت کو نبایا۔ تو ہی بہتر جانتا ہے۔ ہم کمزوریوں کے پتلے ہیں، ہماری عاجزانہ پکار کو سُن اور ہمارے قصور معاف کر اور ہماری بدیاں ہم سے مٹا دے اور ہمیں اس گروہ میں شامل کر جو تیری نگاہ میں نیک اور پاک ہے اور اے ہمارے ربّ! اے سرچشمۂ عنایاتِ بے پایاں!! تیری طرف سے آنے والی ہر خیر کے ہم بھوکے اور فقیر ہیں۔ اے ہمارے ربّ! ہمیں وہ سب کچھ دے جس کا تو نے ہم سے (۔) وعدہ کیا ہے اور جب جزا کا دن آئے تو ہم تیری نظروں میں ذلیل نہ ٹھہریں۔ دیکھنے والے دیکھیں اور سمجھنے والے سمجھیں کہ جو تیری راہ میں دکھ اٹھاتے اور سختیاں جھیلتے ہیں اور جن کو ذلیل کرنے اور ہلاک کرنے میں دنیا کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھتی وہی تیرے پیار کو پاتے ہیں اور (اللہ کے مکرم بندوں) میں شامل کئے جاتے ہیں۔ ہم نے کوشش کی کہ ہم تیرے لئے اپنے نفسوں کی خواہشات اور ماحول کی کشش اور دُنیا کی زینت سے کنارہ کش ہو جائیں اور ہم تیری راہ میں ستائے گئے اور ذلیل کئے گئے اور ہم نے تیری راہ میں رسوائیاں اٹھائیں اور ماریں کھائیں اور جائیدادیں لٹوائیں۔ لیکن ہلاکت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر ہم نے محبت کے اس شعلہ کو اور بھی روشن کیا جو تیرے لئے ہمارے دلوں میں موجزن ہے لیکن یہ تو ہماری سمجھ ہے اور ہو سکتا ہے کہ ہماری سمجھ کا قصور ہو۔ ہم تیرے خوف سے لرزاں ہیں، ہماری روح تیرے جلال سے کانپ رہی ہے، تیری عظمت اور کبریائی نے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہمارے درختِ وجود کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا ہے۔ اے ہمارے ربّ! ہماری کمزوریوں، سستیوں، غفلتوں، کوتاہیوں، خطاؤں اور گناہوں نے ہماری نیکیوں کو دبا دیا ہے (۔) ہمارے ہاتھ نیکیوں کے پھول اور اعمالِ صالحہ کے ہار تیرے قدموں پر نچھاور کرنے کے لئے نہیں لا سکتے۔ تہی دست تیرے قدموں پر گرتے اور تیری رحمت کی بھیک مانگتے ہیں۔ اے ہمارے رحمان! ان تہی ہاتھوں کو اپنی رحمت سے یدِ بیضا کر دے (۔)

اے ہمارے ربّ! ہماری بھول چوک پر ہمیں گرفت نہ کرنا اور ہماری خطاؤں سے درگزر کرنا، ہم عاجز اور کمزور بندے ہیں مگر ہیں تو تیرے ہی بندے۔ اے ہمارے ربّ! کبھی ایسا نہ ہو کہ ہم عہد شکن ہو کر ثواب کے کاموں سے محروم ہو جائیں اور عہد شکنی کی سزا تیری طرف سے ہمیں ملے۔ اے ہمارے محبوب! ہم ہمیشہ اپنے عہد پر قائم رہنے کی تجھ سے توفیق حاصل کرتے رہیں اور ہمیشہ تیری ہی رضا ہمارے شاملِ حال رہے اور تیرے انعامات بے پایاں کا جو سلسلہ (۔) جاری (۔) ہے اس کا تسلسل کبھی نہ ٹوٹے۔

اے ہمارے ربّ! اپنے قہر کی گرفت سے ہمیں محفوظ رکھیو تیرے غضب کی ہمیں برداشت نہیں۔ تیری گرفت شدید ہے کچل کر رکھ دیتی اور ہلاک کر دیتی ہے۔ ہم عاصی ہیں ہمیں معاف فرما۔ ہم سے گناہ پر گناہ ہوا، کوتاہی پر کوتاہی، اپنی رحمت کی وسیع چادر میں ہماری سب کمزوریوں کو چھپا لے ہمیں اپنی رحمتوں سے ہمیشہ نوازتا رہ۔ تو ہمارا محبوب آقا ہے تیرے دامن کو ہم نے پکڑا۔ دامن جھٹک کے ہمیں پرے نہ پھینک دینا۔ ہماری پکار کو سُن (۔) اے ہمارے ربّ! تیری راہ میں جو بھی سختیاں اور آزمائشیں ہم پر آئیں ان کے برداشت کی قوت اور طاقت ہمیں بخش اور سختیوں اور آزمائشوں کے میدان میں ہمیں ثباتِ قدم عطا کر، ہمارے پاؤں میں لغزش نہ آئے (۔) اور ہماری کامیابیوں کے سامان تو خود اپنے فضل سے پیدا کر دے۔ (افتتاحی تقریر فرمودہ ۲۶ دسمبر ۱۹۶۸ء)

اے اللہ! ہم ان بے حد و حساب نعمتوں پر تیرا شکر ادا کرتے ہیں جو تو نے محض اپنی ربوبیت اور رحمانیت کے جلووں سے ہمیں عطا کیں۔ ہماری دعا، ہماری التجا، ہمارے عمل، ہماری سعی، ہمارے مجاہدات انہیں کہاں پا سکتے تھے۔ لیکن اے ہمارے ربّ! تو اپنے عاجز بندوں کی دعائیں بھی تو قبول فرماتا ہے۔ اے ہمارے مالک! تو عمل اور مجاہدہ پر اپنی رحمتِ بے پایاں سے ثمراتِ حسنہ بھی تو مرتب کرتا ہے۔ دعا اور سعیٔ پیہم کی ہمیں توفیق عطا کر، انہیں قبول فرما اور وہ نعماء ہمیں بخش جو دعا اور مجاہدہ پر عطا کی جاتی ہیں، ہمیں اپنا حقیقی خادم بنا دے، صدق و سداد دے، حق و صداقت پر ثباتِ قدم عطا کر، خوشحال زندگی ہمارے لئے مقدر کر دے اور فلاح اور کامیابی ہمارے نصیب میں کر دے۔

اے ہمارے خدا! ہم بے علم اور کمزور ہیں۔ تیری مدد اور نصرت کے بغیر ہم تیری رضا کی راہوں کو تلاش نہیں کر سکتے۔ اے ہمارے ربّ! تو خود مہربانی فرما اور ہمارے صحنِ سینہ اور وسعتِ دل کو اپنی ذاتی محبت سے معمور کر دے تا ایک اصیل اور تیز رو گھوڑے کی طرح ہم تیری طرف دوڑیں اور تیرے حضور جا حاضر ہوں۔ ماں باپ سے بڑھ کر پیار کرنے والے! پیار سے ہمیں اُٹھا اور اپنی گود میں ہمیں بٹھا لے۔ کبر و غرور تیرے در کے لعین اور دھتکارے ہوئے لیکن تذلل اور انکسار تیرے عرش کی لونڈی ہیں۔ اے خدا! ہمارے دل کی بھی یہی مکین ہوں۔

نیستی ہمارے وجود کی اصلیت اور حقیقت ہے۔ اے خدا ہمیں اس حقیقت پر ہمیشہ قائم رکھ۔ نہ ہمارا جوان اپنی قوت پر اترائے، نہ ہمارا بوڑھا اپنی لاٹھی پر بھروسہ رکھے۔ نہ ہمارا عاقل اور فہیم اپنے عقل و فہم پر ناز کرے، نہ کوئی عالم اور فقیہہ اپنے علم کی صحت اور اپنی دانائی کی عمدگی پر اعتبار کرے (۔) کیونکہ تو اے ہمارے ربّ! ہمارے محبوب!! جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ جس کو چاہے اپنے حضور سے دھتکار دے اور جس کو چاہے اپنے خاص بندوں میں شامل کر لے۔

اے ہمارے معبود! ہم تیرے عاجز اور بے مایہ بندے، عبودیتِ تامہ کے حصول کے لئے سرگرداں عبادت تو تیری ہی کرتے ہیں۔ لیکن پریشان خیالی اور شیطانی وسوسہ اندازی اور خشک افکار اور مہلک اوہام اور تاریک خیالات کے ساتھ ہم سیلاب کے گندے پانی کی مانند ہیں اور گمان اور ظن سے ہم چھٹکارا حاصل نہیں کر سکتے۔

اے رحمتِ اتم! تو اپنے بے پایاں فیض سے خود ہمیں اپنا چہرہ دکھا۔ تا حق و یقین ہمیں نصیب ہو۔

اے ارحم الراحمین! ہم تیری ہی نُصرت کے طالب ہیں اور تجھ سے ہی مدد مانگتے ہیں۔ ذوق، شوق، حضورِ قلب، بھرپور ایمان کے ملنے کے لئے، تیرے احکام پر لبیک کہنے کی توفیق کے لئے، سرور اور نُور کے لئے، معارف کے زیورات اور حقائق و دقائق کے لباس کے ساتھ دِل کو آراستہ کرنے کے لئے، تا ہم تیرے فضل، تیرے رحم کے ساتھ یقین کے میدانوں میں سبقت لے جانے والے بن جائیں اور اسرار و حقائق کے دریا پر وارد ہو جائیں۔

اے ہمارے رحمان! ہوائے نفس کی موجیں ٹھاٹھیں مارتی رہتی ہیں اور ہمیں غرق کرتی رہتی ہیں۔ نفس کے عوارض ایک چکر میں ہیں اور ہوائے نفس کے قیدی ہلاک ہوتے رہتے ہیں اور کم ہیں جو نفس امارہ کی اس یلغار سے محفوظ رہتے ہوں۔ اے ہمارے رحمان! تو خود ہماری حفاظت کر۔ اے شافیٔ حقیقی! ایک حاذق طبیب کے رُوپ میں ہم پر جلوہ گر ہو۔ ہمیں اپنی طرف کھینچ لے۔ ہمیں اپنے سینہ سے لگا لے تا ہم تیری محبت میں دیوانے مستانے بن جائیں۔ اور سب امراضِ نفس سے شفا پائیں۔ ہمیں سعادت دے اور اس سعادتمندی پر قائم رہنے کی ہمیشہ ہمیں توفیق بخش اور اپنے پاک بندوں میں ہمیں شامل کر لے۔

اے ہمارے ہادی! صراطِ مستقیم نعمتِ عظمیٰ ہے۔ ہر نعمت کی جڑ اور ہر عطا کا دروازہ ہے۔ اے ہمارے محبوب! اے ہمارے مقصود!! سیدھی راہ ہمیں دکھا۔ یہ نہ مٹنے والی روحانی بادشاہت ہمیں عطا کر۔ تیرے تفضلات اور تیری نعماء کا مسلسل ہم پر نزول ہو۔ ان نعمتوں، اِن فضلوں کو قبول کرنے کے لئے ہمیں تیار کر اور ان کا ہمیں اہل بنا۔ تا اندھیری راتوں کے بعد خوشگوار زندگی اور ظلمات اور تاریکیوں کو دور کر دینے والا نُور ہم پائیں تا اے ہمارے ربّ! ہلاکت سے قبل ہر قسم کی لغزش اور ضلالت سے ہم نجات حاصل کر لیں۔

اے ہمارے ربّ! ہمارے مالک!! اپنے ہی فضل سے ہمارے دلوں میں اپنی ذاتی محبت کا شعلہ بھڑکا۔ اپنے نشانوں سے اپنی ہستی پر ہمیں حق الیقین بخش۔ اے ہمارے محبوب! اپنے چہرے سے نقاب اُٹھا اور رُخِ انور کا ہمیں جلوہ دِکھا۔

اے محسن! تیرے احسان کی نُورانی لہریں ہمارے فانی وجود میں کروٹ لیں ہمارا ذرہ ذرہ تجھ پر قربان۔ تیری سوزشِ محبت ہر وقت ہمارے سینے کو گرماتی رہے۔ تیری عظمت اور تیرے جلال کا جلوہ کچھ اس طرح ہمیں اپنی گرفت میں لے کر دنیا اور اس کی ہر شے تیری ہستی کے آگے مردہ متصور ہو۔ ہر خوف تیری ہی ذات سے وابستہ رہے۔ تیرے درد میں لذت پائیں اور تیری خلوت میں راحت۔ تیرے بغیر دل کو کسی پہلو کسی کے ساتھ قرار نہ ہو۔

اے ہمارے سچے اور حقیقی محسن! ہمیں اپنی محبت کی نعمت سے مالا مال کر۔ اپنی روح ہم نے تیرے سپرد کی۔ اپنی ہستی تجھے سونپی۔ ہم تجھ سے ہی اپنی محبت کو خاص کرتے ہیں۔ عاجزانہ اور متضرعانہ ہم تیری طرف آتے ہیں۔ تیری رحمت تیری شفقت کے ہم بھکاری ہیں۔ ہم غافلوں کی غفلت کے پردے پھاڑ کر پرے پھینک دے۔ ہماری چال کو سیدھا کر۔ ہماری روح تیری عظمت اور جلال کے خوف سے لرزاں اور ترساں ہے۔ تیری محبت رگِ جان بن جائے۔

محبوب! ہماری مدد کو آ۔ یقین اور ایمان کو پختہ کر۔ تا ہم اپنے پورے دل، اپنی ساری خواہشات، اپنی عقل، اپنے اعضاء، اپنی زمین اور کھیتی باڑی اپنی تجارت اور صنعت و حرفت اور اپنے پیشہ۔ سب کے ساتھ کلی طور پر تیری طرف ہی مائل ہو جائیں۔ تیرے سوا سب سے منہ موڑ لیں۔ ہماری نگاہ میں اے ہمارے محبوب! تیرے سوا کچھ بھی باقی نہ رہے۔ ہم صرف تیری ہی اطاعت اور پیروی کرنے والے ہوں۔ (افتتاحی تقریر فرمودہ ۲۶ دسمبر ۱۹۶۹ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب

(۱) حضرت بانیٔ سلسلہ کے ۴ ممتاز رفقاء

(۲) ایمان کے گھٹنے بڑھنے کی کیفیات کیا ہوتی ہیں

مورخہ ۸۔ فروری کو مجلس خدام الاحمدیہ حلقہ گولبازار ربوہ کے زیر اہتمام سیرۃ رفقاء کے موضوع پر جو جلسہ منعقد ہوا تھا اس میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کا مندرجہ ذیل پیغام پڑھ کر سنایا گیا۔

مجھے معلوم ہوا ہے کہ خدام الاحمدیہ گول بازار ربوہ ۸۔ فروری ۱۹۵۹ء کو ایک جلسہ منعقد کر رہے ہیں جس کی غرض و غایت حضرت بانیٔ سلسلہ کے چار رفقاء کے اوصافِ حمیدہ بیان کرنا ہے۔ یہ چار رفقاء یہ ہیں (۱) حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحب (۲) حضرت مفتی محمد صادق صاحب (۳) حضرت میر محمد اسحٰق صاحب (۴) حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی۔ اس میں کیا شبہ ہے کہ یہ چاروں رفقاء جماعت احمدیہ کے بہت ممتاز رکن تھے اور انہوں نے سلسلہ احمدیہ کی خدمت کا بہت اچھا موقعہ پایا۔

حضرت مولوی عبداللطیف صاحب

تو گویا مجسم خدمت تھے کیونکہ انہوں نے اپنے خون سے احمدیت کے پودے کو سینچا اور سرزمین کابل میں ایک نہایت مبارک بیج کا کام دیا جو دن بدن پھولتا اور پھیلتا چلا جاتا ہے۔ اور حضرت بانیٔ سلسلہ نے ان کی بہت تعریف فرمائی ہے بلکہ ان کے بالوں کو یادگار اور تبرک کے طور پر سالہا سال تک اپنے بیت الدعا میں لٹکائے رکھا اور اب یہ بال میرے پاس محفوظ ہیں۔ انہوں نے صداقت کی خاطر سنگساری جیسی ہیبت ناک سزا کو اس طرح ہنستے ہوئے برداشت کیا۔ کہ گویا ایک شخص پھولوں کی سیج پر لیٹا ہوا ہے۔ لاریب ان کا نمونہ قربانی کے میدان میں جماعت کے نوجوانوں کے لئے ایک نہایت مبارک نمونہ ہے۔ حضرت بانیٔ سلسلہ نے ان کے متعلق لکھا ہے کہ وہ پیچھے آیا اور بہتوں سے آگے نکل گیا۔

حضرت مفتی محمد صادق صاحب

بھی حضرت بانیٔ سلسلہ کے خاص الخاص رفقاء میں سے تھے اور حضرت بانیٔ سلسلہ ان کے ساتھ بچوں کی طرح محبت کرتے تھے اور ان کا ذکر اکثر "ہمارے مفتی صاحب" کے پیارے الفاظ سے کیا کرتے تھے اور حضرت مفتی صاحب بھی حضرت بانیٔ سلسلہ کی صحبت کے اتنے دلدادہ تھے کہ گویا ایک پروانہ شمع کے گرد گھوم رہا ہے ان کی رُوح حضرت بانیٔ سلسلہ کی محبت میں گداز تھی۔ اخبار بدر کی ایڈیٹری کے زمانہ میں بھی حضرت مفتی صاحب نے نمایاں خدمات سرانجام دیں۔ انہوں نے حضرت بانیٔ سلسلہ کی ڈائریوں اور خطبات کو محفوظ کیا اور حضرت بانیٔ سلسلہ کی دعاؤں سے خاص حصہ پایا۔

حضرت میر محمد اسحاق صاحب

گو حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے زمانہ میں بچہ تھے۔ مگر بعد میں ان کو اللہ تعالیٰ نے احمدیت کی خاص خدمت کا موقعہ عطا کیا۔ حدیث کے علم سے ان کو بہت عشق تھا اور ان کے حدیث کے درس میں ایسا رنگ نظر آتا تھا کہ گویا ایک عاشق اپنے معشوق کی باتیں کر رہا ہے۔ مذہبی مناظرات میں بھی انہیں کمال حاصل تھا اور وہ اپنے دلائل کو اس طرح سجا کر بیان کرتے تھے کہ فریق مخالف بالکل بے بس ہو کر دم بخود رہ جاتا تھا۔ حضرت میر صاحب نے جو خدمات لنگر خانہ کے افسر کے طور پر اور پھر مدرسہ احمدیہ کے ہیڈ ماسٹر کے طور پر سرانجام دیں وہ ہمیشہ یادگار رہیں گی۔ بچوں کی تعلیم اور خصوصاً یتیموں کی تربیت ان کے ایمان کا جزو تھی بے شمار یتیم اور غریب بچے ان کے طفیل علم و عمل کے نور سے آراستہ ہو کر دین کے بہادر سپاہی بن گئے۔ مہمان نوازی بھی حضرت میر صاحب کا طرۂ امتیاز تھی اور ان کے لئے ہر مہمان ایک مجسم خوشخبری تھا جس کی خدمت میں وہ روحانی لذت پاتے تھے۔

حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی

بھی بہت ممتاز رفقاء میں سے تھے۔ اور گویا سلسلہ کی تاریخ کے کسٹوڈین تھے۔ انہوں نے بڑی محنت سے سلسلہ کی تاریخ اور حضرت بانیٔ سلسلہ کے سوانح کا مواد جمع کیا اور اس میدان میں بہت اچھا لٹریچر اپنی یادگار چھوڑا ہے۔ گو افسوس ہے کہ وہ اسے مکمل نہیں کر سکے اخبار الحکم بھی ان کا ایک خاص کارنامہ ہے جسے جماعت احمدیہ کا سب سے پہلا اخبار ہونے کا شرف حاصل ہے۔ حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ اخبار الحکم اور بدر کو اپنے دو بازو فرمایا کرتے تھے۔ اس میں شبہ نہیں کہ حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے زمانہ میں ان دو اخباروں نے بہت نمایاں بلکہ خاص الخاص خدمت کی توفیق پائی۔ حضرت عرفانی صاحب نے خدا کے فضل سے بہت لمبی عمر پائی۔ مگر باوجود اس کے ان کا قلم آخر عمر تک احمدیت کی خدمت میں مصروف رہا۔ وہ ان چاروں ممتاز رفقاء میں سے سب سے آخر میں فوت ہوئے۔ احمدیت کے قبول کرنے میں غالباً وہ حضرت مفتی صاحب سے بھی زمانہ لحاظ سے پہلے تھے۔

اللہ تعالیٰ ان سب بزرگوں کی روحوں پر اپنی رحمت کی بارش برسائے اور جنت میں ان کا مقام بلند کرے۔ ان میں سے ہر ایک اپنے اپنے میدان میں جماعت کے لئے ایک بہت عمدہ نمونہ ہے جماعت کا فرض ہے کہ رفقائے حضرت بانی سلسلہ کی زندگیوں کا مطالعہ کر کے انہیں اپنے لئے مشعل راہ بنائے۔ ان میں سے ہر ایک اپنے رنگ میں ایک ستارہ ہے اور ہر ایک ایک خاص قسم کے نور کا حامل ہے اور ہر ایک حضرت بانیٔ سلسلہ کی پاک صحبت کے طفیل ایک مقناطیس ہے۔

بشرطیکہ جماعت کے نوجوان اپنے اندر مجذوبیت کی صفت پیدا کریں۔

(۲)

مکرمی محترمی ......

آپ کا خط موصول ہوا میرے لئے اس وقت ان سوالوں کا مفصل جواب دینا مشکل ہے اور میں بیمار بھی ہوں اور یہ سوال بھی ایسے نہیں جن کے لئے آپ کو دوسروں کی امداد کی ضرورت ہو۔ آپ اگر خود ذرا توجہ سے کام لیتے تو ان کا جواب آسانی سے پا لیتے بہرحال نہایت اختصار کے ساتھ بلکہ حرف بس اشارے کے رنگ میں لکھتا ہوں:

۱۔ آپ کا پہلا سوال یہ ہے کہ ایک صاحب ایمان کو کس طرح پتہ چلے کہ وہ نیکی کے کس درجہ پر ہے اور اسے مزید ترقی کرنے کے لئے کیا کرنا چاہیئے؟ اس سوال کے جواب میں یاد رکھنا چاہیئے کہ ایمان والوں کو اپنے ایمان اور تقویٰ میں ترقی کا اسی طرح علم حاصل ہوتا اور اسی طرح کا احساس پیدا ہوتا ہے جس طرح مادی چیزوں کی دوری یا قرب کا احساس ہوا کرتا ہے مثلاً اگر آپ ایک لیمپ سے دُور ہوں تو آپ کو اس کی روشنی مدھم نظر آئے گی۔ لیکن جب قریب ہوں گے تو وہ تیز ہو جائے گی اسی طرح جب آپ کسی آگ کے قریب ہوں گے تو گرمی کی شدت زیادہ محسوس کریں گے اور جب دور ہوں گے تو اس کی شدت میں کمی آجائے گی اسی قسم کا احساس ایمان والوں کے دلوں میں اپنی روحانی ترقی یا تنزل کی صورت میں پیدا ہُوا کرتا ہے۔ اور اس احساس کا آلہ صاحب ایمان کا دل ہے جب آپ نیکی میں ترقی کریں گے تو لازماً آپ کے دل میں خدا کی محبت کا احساس بڑھ جائے گا۔ عبادت اور ذکر الٰہی اور باہمی محبت و اخوت اور جماعتی خدمت کا جذبہ ترقی کرتا ہوا محسوس ہوگا۔ یہ ایک وجدانی کیفیت ہے جو ایک ایمان والا خود بھی محسوس کرتا ہے اور اسے دیکھنے والے دوسرے لوگ بھی محسوس کرتے ہیں۔ کیا آپ یہ نہیں دیکھتے کہ بعض لوگوں کو آپ نیکی اور تقوے میں زیادہ ترقی یافتہ پاتے ہیں۔ اور بعض کو فروتر محسوس کرتے ہیں۔ بس یہی احساس انسان کی روحانی ترقی اور تنزل کا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مقیاس ہے اور اسی راستہ پر آگے قدم اٹھانے سے صاحب ایمان ترقی کر سکتا ہے اس کی دوسری علامت اور زیادہ پختہ علامت خدا کا سلوک ہے جوں جوں انسان نیکی میں ترقی کرتا ہے۔ اس کے ساتھ خدا کا سلوک نمایاں ہوتا جاتا ہے اور خدائی تائید و نصرت کی مخصوص علامات ظاہر ہونی شروع ہو جاتی ہیں اور اسے دعا کی قبولیت اور روحانی جاذبیت کا خلعت عطا کیا جاتا ہے اور وہ خدا کی حفاظت میں اس طرح آجاتا ہے کہ گویا اس کے لئے خدا خود ہر قدم پر لڑنے کو تیار نظر آتا ہے یہی وہ مقام ہے جس کے متعلق حضرت بانیٔ سلسلہ فرماتے ہیں کہ ایسے لوگوں کو جب دنیا کے بندے تنگ کرتے ہیں اور انہیں ذلیل کرنا چاہتے ہیں تو خدا ان کی حمایت میں کھڑا ہو کر :-

کہتا ہے یہ تو بندۂ عالی جناب ہے
مجھ سے لڑو اگر تمہیں لڑنے کی تاب ہے

۲۔ دوسری بات آپ یہ پوچھتے ہیں کہ کیا کوئی صاحب ایمان کسی اوپر کے درجہ پر پہنچ کر پھر نیچے بھی گر سکتا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ بے شک ایسا ہو سکتا ہے کیونکہ ایمان بڑھتا بھی ہے اور گھٹتا بھی ہے بلعم باعور کے متعلق فرمایا گیا ہے کہ اگر وہ ہماری مشیت کے راستہ پر چلتا رہتا تو ترقی کر جاتا۔ مگر وہ آسمان کو چھوڑ کر زمین کی طرف جھک گیا۔ اسی طرح ان لوگوں کا حال ہے جو ایمان اور اخلاص کا ایک درجہ پالینے کے بعد پھر کسی ابتلا میں پڑ کر منحرف ہو جاتے ہیں حضرت بانیٔ سلسلہ کے زمانہ میں بھی بعض لوگوں نے ایمان حاصل کرنے کے بعد انحراف کا راستہ اختیار کیا۔ یہ سب مثالیں اس بات کی دلیل ہیں کہ ایمان حاصل کرنے کے بعد انسان گر سکتا ہے۔ اور عقلاً بھی یہی درست ہے اور ایسا ہی ہونا چاہئے۔ ورنہ یہ لوگ غافل ہو کر بیٹھ جائیں۔ البتہ ایمان کا اعلیٰ مقام ضرور ایسا ہوتا ہے کہ وہاں تک پہنچ کر انسان گویا خدا کے فضل سے محفوظ ہو جاتا ہے اور کوئی ابتلا اسے لغزش میں مبتلا نہیں کر سکتا۔ مگر عام حالات میں انسان کے لئے ایمان کے رستے میں آگے بڑھنے یا نیچے گرنے یا ایک وقت تک ترقی سے رکے رہنے کے پہلو موجود ہیں اس لئے انجام بخیر ہونے کی دعا سکھائی گئی ہے بعض لوگ نیک اعمال کرتے کرتے گویا جنت کے دروازہ پر پہنچ جاتے ہیں لیکن پھر ان کی کوئی مخفی شقاوت قلبی انہیں وہاں سے واپس لوٹا کر دوزخ کے راستہ پر ڈال دیتی ہے یہ بھی ایمان کے بڑھنے اور گھٹنے کی ایک بین دلیل ہے۔

۳۔ تیسرا سوال آپ کا یہ ہے کہ ایسا شخص جسے بعض مجبوریوں کی وجہ سے یا بعض لوگوں کی دست درازی کے نتیجہ میں یا صحبت بد کی وجہ سے دین و دنیا میں ترقی کا موقعہ نہیں ملا۔ اس کے لئے کیا علاج تجویز کیا جا سکتا ہے؟ سو اس سوال کا جواب تو صاف ہے کہ انسان کو ہر صورت میں مجاہدہ کا حکم دیا گیا ہے اور مجاہدہ کی مختلف اقسام ہیں یعنی اپنے نفس کے ساتھ مجاہدہ اپنے رقیبوں یا مخالف لوگوں کے ساتھ مجاہدہ اور ناموافق حالات کے ساتھ مجاہدہ۔ پس ایسے شخص کا یہی علاج ہے کہ وہ ہر آن مجاہدہ میں لگا رہے اور اپنے حالات کو بہتر بنانے کی کوشش کرتا رہے۔ اگر وہ پوری محنت اور پوری توجہ اور پوری دیانت داری کے ساتھ کوشش کرے گا۔ تو اللہ نے وعدہ فرمایا ہے کہ جو لوگ ہمارے راستہ میں مجاہدہ کرتے ہیں انہیں ہم اپنے رستوں کی طرف راہنمائی کا سامان ضرور مہیا کر دیتے ہیں۔ باقی رہا کہ کسی شخص کو کوئی حقیقی معذوری پیش آجائے اور وہ اپنی کسی غفلت کی وجہ سے نہیں بلکہ حقیقی مجبوری کی صورت میں ناکارہ ہو جائے تو ایسے شخص کا معاملہ خدا کے ساتھ ہے۔ قیامت کے دن خدا کا ترازو کامل طور پر حق و انصاف کا ترازو ہوگا۔ جس میں سارے پہلوؤں کو مدنظر رکھ کر اور سارے موجبات رعایت کا موازنہ کر کے فیصلہ کیا جائے گا اور کسی شخص سے کسی رنگ میں ناانصافی نہیں ہوگی۔ دین تو مسلسل مجاہدہ کا نام ہے جو صرف موت پر ختم ہونا چاہئے۔ پاک نیت ہو۔ دل میں محبت اور سچی عقیدت ہو اور صحیح رنگ کی مسلسل کوشش کی جائے تو صاحب ایمان کی جدوجہد کبھی ضائع نہیں جا سکتی مجھے افسوس ہے کہ آپ کا خط مایوسی کا رنگ لئے ہوئے ہے۔ میں تو یہاں تک کہوں گا کہ اگر آپ کی ساری عمر نفس کے ساتھ لڑتے گذر جائے اور پھر بھی نفس مغلوب نہ ہو لیکن آپ نیک نیتی کے ساتھ نفس کے مقابلہ میں برابر لگے رہیں اور ہتھیار نہ ڈالیں تو پھر بھی آپ یقیناً نجات پا گئے۔ کیونکہ آپ نے شیطان کے ساتھ لڑتے ہوئے جان دی۔

مستقل اُلجھن سے گھبرا کے لگا کہ ہم سے تو
آسماں کی وسعتوں میں تیرتے طائر بھلے

کچھ تو کہہ سکتے ہیں کُھل کے طنز و تشبیہات میں
اس رعایت سے تو ہم سے سر پھرے شاعر بھلے

تھا کسی کے زُہد پر کچھ تبصرہ کل شب یہاں
دائرے میں گر وہ شامل ہیں، تو ہم باہر بھلے

کیسے ٹُوٹا آسماں کا قہر جانو گے نہیں
کھوج لیں سارے زمانے کے فہیم ماہر بھلے

باز رکھ سکتے نہیں حق گوئی سے منصُور کو
زور کتنا بھی لگا لیں قاہر و آمر بھلے

سلسبیلِ نُور ہیں اِک سلسلہ در سلسلہ
اس لئے لگتے ہیں ہم کو حضرتِ طاہر بھلے

امۃ الباری ناصر

جتنا بھی کروں شُکر اُدا اتنا ہی کم ہے
مجُھ ایسے گنہگار پہ کیا فضل و کرم ہے
گھیرا ہے اندھیروں نے مجُھے چاروں طرف سے
پھر بھی رہِ منزل پہ رواں میرا قدم ہے

چوہدری شبیر احمد

Digitized by Khilafat Library Rabwah

انگریزی ادویات اور ٹیکہ جات کا مرکز
کنٹرول ریٹ پر اور بارعایت
بہتر تشخیص / مناسب علاج
کریم میڈیکل ہال گول امین پور بازار فیصل آباد
فون ۳۱۲۰۴۸

ہر قسم کے چاول کی خرید و فروخت
کیلئے
ہماری خدمات حاصل کریں
میاں محمد یعقوب سنز
رائس مرچنٹ
بالمقابل مسجد اہلحدیث ۔ منٹگمری بازار
فیصل آباد
فون ——— ۶۱۰۱۴۲

باجوہ ڈیکوریشن اینڈ جنرل سٹور
باجوہ مارکیٹ
گول بازار
ربوہ
فون : دکان ——— 568
ڈے اینڈ نائٹ کار سروس
پروپرائٹر: مقبول احمد باجوہ

میاں غلام مصطفےٰ جیولرز
سی بلاک اوکاڑہ ۔ فون: ۲۴۸۹ PP
پروپرائٹرز ۔ میاں غلام قادر
بہترین زیورات کی بنوائی کے لئے
ہماری خدمات حاصل کریں

راناوسیم ٹینٹ سروس
——— راناسٹیل ہاؤس ———
قلعہ کالروالہ (سیالکوٹ)

گلزار شہزاد کلاتھ ہاؤس
ریشمی کٹ پیس و تھان
بازار سے بارعائت خرید فرماویں
فون
دکان نمبر ۱۰ ۔ نیاز مارکیٹ ۔ منڈر گلی نمبر ۲ ۔ فیصل آباد ۶۱۲۶۳۰ PP

شیخ غلام رسول
ہول سیل کلاتھ مرچنٹ
سٹاکسٹ STM کالونی ٹیکسٹائل،
گل احمد، الکرم، کراچی کی تمام ورائٹی دستیاب ہے
شریف کلاتھ مارکیٹ دکان ۵ گول کچہری بازار فیصل آباد
فون ——— ۶۱۵۹۵۰

احباب جماعت کو نیا سال
مبارک ہو
کریسنٹ کلاتھ ہاؤس
صدر بازار ۔ اوکاڑہ
فون ——— ۴۳۶۰

سرزمین قادیان کا اوّلین دواخانہ
جس کے ۱۹۱۱ء میں جاری ہونے پر قدرت ثانیہ کے مظہر اوّل
نے خصوصی دعا کی
○ اٹھرا ○ بے اولادی ○ نرینہ اولاد کی کمی ○ سوکھا ○ مردانہ اور زنانہ پیچیدہ امراض کے مشہور معالج
بذریعہ خط و کتابت بھی علاج ہوتا ہے
زیر نگرانی
حکیم عبدالحمید اعوان
ابن
حکیم نظام جان
مشہور دواخانہ رجسٹرڈ گوجرانوالہ
فون
۰۴۳۱ — ۲۱۸۵۳۴
۰۴۳۱ — ۲۱۹۰۶۵
برانچیں
ربوہ، قلعہ کالروالہ، ملتان، محمود آباد ۳، کراچی، لاہور، اسلام آباد

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دوست محمد شاہد ۔ مؤرخ احمدیت

جماعت احمدیہ کی سیاسی مسائل پر رہنمائی اور تعلیمی اور دفاعی خدمات

جماعت احمدیہ کی صد سالہ تاریخ کا دو لفظی خلاصہ ہے "الٰہی خدمت" قیام جماعت (۲۳ مارچ ۱۸۸۹ء) سے لے کر اب تک لاکھوں احمدیوں نے برصغیر پاک و ہند میں بے شمار سیاسی تعلیمی اور دفاعی خدمات انجام دی ہیں جن کی تفصیل کے لئے ایک دفتر درکار ہے۔ اس مختصر مضمون میں نمونۃً برصغیر کے اہل قلم حضرات کے صرف چند بیانات سپرد قرطاس کئے جا رہے ہیں جو انہوں نے جماعت احمدیہ کی بعض ممتاز اور بلند پایہ شخصیات کی نسبت دیئے۔ جن سے جماعتی خدمات کی مذکورہ تینوں پہلوؤں پر نمایاں روشنی پڑتی ہے۔ تاہم یہ حقیقت اپنی جگہ قائم ہے کہ دنیائے احمدیت خدام ملت سے اسی طرح بھری ہوئی ہے جس طرح سمندر پانی کے قطروں سے۔ ہر احمدی اپنے پیارے وطن کا بہادر سپوت اور جانباز شہری ہے اور بزبان حال کہہ رہا ہے ؎

اے وطن ۔ پیارے وطن !! اے سرزمین رنگ و بو
کام آ جائے تیری تعمیر میں اپنا لہو
تیری خاطر آج ہر ظلمت پہ چھا جائیں گے ہم
تیرے انجم، آسمان سے چھین کر لائیں گے ہم

اس بنیادی نکتہ کو پیش نظر رکھتے ہوئے۔ اب درج ذیل اقتباسات ملاحظہ فرمایئے۔

حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خانصاحب

۱ ۔ صوبہ سرحد کے ممتاز سیاسی راہنما خان عبدالولی خان نے اپنی کتاب "حقائق حقائق ہیں" میں یہ عظیم الشان انکشاف کیا ہے کہ قرارداد پاکستان کی تخلیق چوہدری محمد ظفر اللہ خانصاحب کے قلم سے ہوئی اور اسی کو آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس لاہور (۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء) میں منظور کیا گیا چنانچہ آپ لکھتے ہیں کہ "جب سکندر حیات خان اور مسلم لیگ کی ورکنگ کمیٹی سے بات نہ بنی تو انگریز نے مسلمانوں کے تمام منصوبے نامنظور کر دیئے اور وائسرائے کی ایگزیکٹو کونسل کے ایک ممبر چوہدری ظفر اللہ کو کہا گیا کہ تم دو ڈومینین کا ایک نقشہ پیش کرو۔ اس کے متعلق وائسرائے لنلتھگو ۱۲ مارچ ۱۹۴۰ء کو وزیر ہند کو لکھتا ہے کہ:

میرے کہنے پر ظفر اللہ نے دو ڈومینین اسٹیٹس کے متعلق ایک یادداشت لکھی تھی جو میں پہلے بھیج چکا ہوں۔ کہتا ہے میں نے کچھ اور وضاحتیں طلب کی ہیں وہ کہتا ہے کہ تفصیلات میں بعد میں پیش کر دوں گا۔ لیکن اس کی (ظفر اللہ) یہ خواہش ہے کہ یہ بات کبھی بھی ظاہر نہ ہونے پائے کہ یہ خاکہ اس نے پیش کیا ہے۔ اس نے البتہ مجھے یہ اختیار دیا ہے کہ میں جیسے چاہوں اس دستاویز کو استعمال کر دوں...

ترجمہ: میں اس سلسلہ میں جس طرح چاہے کر سکتا ہوں۔ ایک کاپی آپ کو بھیجنے کے علاوہ تین کاپیاں ایک مسٹر جناح اور ایک سر اکبر حیدری وزیر اعظم نظام حیدر آباد کے پاس جائیں گی اور چونکہ ظفر اللہ خان جو یہ ماننے کو تیار نہیں کہ اس کا نام ظاہر کیا جائے کہ مسودہ اس نے تیار کیا ہے اس کی یہ دستاویز مسلم لیگ کے اپنانے کے لئے تیار کی گئی تاکہ اس کی بھرپور تشہیر کی جائے۔

وائسرائے وضاحت کرتا ہے کہ مسودہ تو میرے کہنے پر تیار ہوا ہے لیکن ظفر اللہ چونکہ قادیانی ہے اگر مسلمانوں کو معلوم ہو جائے کہ یہ منصوبہ ایک قادیانی کا بنایا ہوا ہے تو پھر وہ شک میں پڑ جائیں گے۔ وائسرائے کس تسلی سے کھل کر کہتا ہے کہ اس کی ایک کاپی جناح صاحب کو دی گئی ہے تاکہ مسلم لیگ یہ منصوبہ اپنائے اور اس کی تشہیر کرے۔ یعنی کہ یہ جناح صاحب کی پالیسی اور مسلم لیگ کی سیاست بن جائے۔ سر اکبر حیدری کو ایک کاپی اس غرض سے دی گئی ہے کہ اس کے لئے مالی امداد کی ذمہ داری ان کی تھی۔ ان تاریخوں کو ذرا غور سے دیکھیں۔ یہ خط وائسرائے نے ۱۲ اپریل ۱۹۴۰ء کو لکھا ہے منصوبہ تو پہلے ہی بھیجا جا چکا ہے اور مسلم لیگ نے یہی منصوبہ لاہور میں قرارداد پاکستان کے نام سے اپنے سالانہ اجلاس میں منظور کر لیا۔" (کتاب "حقائق حقائق ہیں" صفحہ ۶۰، ۶۱ تاریخ اشاعت مارچ ۱۹۸۸ء)

۲ ۔ تحریک پاکستان کے ممتاز راہنما اور بزرگ صحافی جناب میاں محمد شفیع (م۔ش) کی ایک حقیقت افروز یادداشت:

"سر محمد ظفر اللہ خان ... اردو اور انگریزی کے ایک بے پناہ زبردست اور ٹھنڈے دل و دماغ کے اعلیٰ پایہ کے مقرر تھے۔ انہوں نے قائد اعظم کے حکم کے تحت بارٹیشن کمیٹی میں مسلم لیگ کی جس طرح ترجمانی کی۔ اس کا مکمل ریکارڈ موجود ہے۔ اسی طرح قیام پاکستان کے بعد انہوں نے جس انداز سے کشمیر کے مسئلہ کو سیکورٹی کونسل کے سامنے پیش کیا۔ یہ اس کا ثمر تھا کہ سیکورٹی کونسل نے متفقہ طور پر کشمیر کے مستقبل کو عوام کے استصواب رائے سے مشروط کر دیا۔ چوہدری سر محمد ظفر اللہ خان نے عربوں کے کیس کی اقوام متحدہ میں جس خلوص، دیانتداری، بلند حوصلگی سے نمائندگی کی۔ اس کا اعتراف تمام عالم اسلام کو ہے۔" (نوائے وقت میگزین ۲۱ ستمبر ۱۹۹۰ء صفحہ ۸)

۳ ۔ جناب میاں محمد شفیع صاحب اپنی "آپ بیتی" میں تحریر فرماتے ہیں:-

"چوہدری سر شہاب دین کے رسالے "لیگل رپورٹر" میں پروف ریڈر کی حیثیت میں زندگی کا آغاز کرنے والا ایک عام لاء گریجویٹ آخر کار اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کا چیئرمین اور انٹرنیشنل کورٹ آف جسٹس کا چیف جسٹس بن کر زندگی سے اپنی قابلیت کا سکہ منوا تا ہے لیکن پاکستانی اخبار نویس عموماً ایسے شخص کے رول کو اس لئے گول کر جاتا ہے کیونکہ اس کردار کا مالک عقیدہ کے لحاظ سے احمدی تھا۔

چودھری سر محمد ظفر اللہ خان نے پنجاب لیجسلیٹو کونسل سے لے کر راؤنڈ ٹیبل کانفرنس تک سیاسیات میں اعلیٰ پایہ کا تعمیری کردار ادا کیا۔ وہ قائد اعظم کی زندگی میں لیاقت علی خان کابینہ میں وزیر خارجہ کی حیثیت میں بھرتی ہوئے اور آج ہم کشمیر کے متعلق سیکورٹی کونسل کی قرارداد کو اساس بنا کر کشمیر کی آزادی کی جنگ لڑ رہے ہیں اسے سیکورٹی کونسل سے متفقہ طور پر پاس کروانے میں ظفر اللہ خان کا ہاتھ تھا۔

یہی نہیں۔ عرب ممالک کی جنگ آزادی میں اقوام متحدہ میں ان کی نمائندگی کا بھرپور کردار ظفر اللہ خان نے پاکستان کے نمائندہ کی حیثیت میں انجام دیا اور تاریخی کارنامے انجام دیئے۔ انہوں نے اپنی زندگی کے تمام کوائف اپنی سوانح حیات تحدیث نعمت میں لکھے ہیں۔ اگر انہوں نے کوئی غلط دعویٰ کیا ہے تو نقادوں کا یہ فرض ہے کہ وہ اس کی نشاندہی کریں۔ ان تمام امور میں سب سے اہم بات یہ ہے کہ قائد اعظم نے چودھری سر محمد ظفر اللہ خان کو مسلم لیگ کا کیس پیش کرنے کے لئے نامزد کیا۔ تاکہ وہ بارٹیشن کمیٹی کے سامنے پیش ہوں۔ یہ سارا کیس تین جلدوں میں حکومت کی طرف سے شائع ہو چکا ہے۔ اس میں کمیشن کے سامنے کانگریس، سکھوں اور مسلم لیگ کے کیس کا ایک ایک لفظ محفوظ ہے جو چاہے اسے پڑھ سکتا ہے۔ قائد اعظم معمولی انسان نہیں تھے۔ وہ تأثرات کی بناء پر لوگوں کے متعلق رائے قائم کرنے کے عادی نہ تھے۔ بلکہ وہ اپنے تجربہ کی کسوٹی پر لوگوں کو کسا کرتے تھے۔ انہوں نے بہت سوچ بچار کے بعد ظفر اللہ خان کو مسلم لیگ کی نمائندگی کے لئے نامزد کیا تھا۔ خواجہ عبدالرحیم، سید احمد سعید کرمانی اور ساہیوال کے ایک شاہ صاحب ان کی مسلم لیگ کے مقدمے کی تیاری میں مدد کرتے تھے۔ میں نے بطور انسان چودھری ظفر اللہ خان کو ایک بہت دلکش انسان پایا... چودھری سر محمد ظفر اللہ خان عموماً نمطراز قسم کے انسان نہ تھے بلکہ وہ بہت خوش مزاج اور لطیفہ گو بھی تھے۔ ایک سکھ مجسٹریٹ کی نقل اتارتے تھے تو ہنسا ہنسا کر محفل کو زعفران زار کر دیتے تھے وہ کٹر اور پکے احمدی تھے اور اس کے متعلق کسی دل میں شبہ نہیں رہنے دیتے تھے۔ لیکن ان کے ذاتی ملازم غیر احمدی تھے ان کے غیر احمدی ہونے کی بناء پر ان سے حسن سلوک میں کوئی کمی نہ آتی تھی۔

ان کی موت پر جو ۹۶ سال (۹۳ سال ۔ ناقل) کی عمر میں ہوئی صدر مملکت جنرل محمد ضیاء الحق نے ان کے گھر جا کر ان کے اہل خانہ سے اظہار تعزیت کیا۔ (بیماری کے دوران عیادت کی تھی ۔ ناقل) میرے خیال کے مطابق صدر مملکت کی طرف سے یہ اقدام عملی طور پر ان خدمات

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Shahtaj Sugar

...crowning our combined efforts with sweet rewards

Karachi Stock Exchange Top Company Award

Shahtaj Sugar – the sweet fruit of the joint efforts of growers, workers, directors – is bringing ever-sweeter returns for all ... richer gains for the grower, handsome wages for the worker, higher dividends for the shareholder.

What's more, Shahtaj is contributing its bit towards the economic progress of the nation.

Shahtaj – pulsating with productive activity.

SHAHTAJ

Shahtaj Sugar Mills Limited

Plant : Mandi Bahauddin, Dist. Gujrat. Phones: 3796, 3797, Fax: (0456) 2768

Head Office : 39/A Zafar Ali Road, Gulberg-V, Lahore 54660

Phones: 5710482, Fax: (042)5711904 Telex: 47144 SHTAJ PK.

Regd. Office : 19, West Wharf, Karachi. Phones: 202690, 200146-50. Telex : 23923 NAWAZ PK.

adcom 817/90

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کا اعتراف تھا جو چودھری صاحب نے بطور مستقل نمائندہ اقوام متحدہ میں عرب اور دوسرے مسلم ممالک کی آزادی کے سلسلہ میں عملی طور پر خدمات انجام دی تھیں ۔" (نوائے وقت میگزین ۶ مارچ ۱۹۹۲ء)

ڈاکٹر عبدالسلام صاحب نوبل انعام یافتہ

مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے ترجمان ماہنامہ " تہذیب الاخلاق "، کا فرزندِ احمدیت اور عہدِ حاضر کے عظیم سائنسدان ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کو زبردست خراجِ تحسین جناب اسرار احمد صاحب مدیر رسالہ کے قلم سے :-

" خوش آمدید ـــ پروفیسر عبدالسلام خوش آمدید ۔ (اے) مایۂ ناز سائنسدان اور تیسری دُنیا کی سائنس کے مسیحا ۔ کائنات میں کارفرما قوتوں کے نکتہ داں ، برق مقناطیسی اور خفیف نیوکلیائی قوتوں کی وحدت کے شارح ، الکندی ، البیرونی اور ابن الہیثم کی عظیم روایتوں کے امین و وارث ..... ۔ خوش آمدید ۔ آپ مسلم یونیورسٹی کے طلبہ کی یونین کی لائف ممبری قبول کر کے علیگ برادری کے ایک رکن بن گئے ہیں ، خوش آمدید کہ آپ کی عنایتوں سے ہمارے فزکس اور میتھیمٹکس کے شعبے آپ کے بین الاقوامی مرکز سے وابستہ ہیں ۔ خوش آمدید کہ آپ نے سنٹر فار پروموشن آف سائنس اور ماہنامہ تہذیب الاخلاق کی ہر طرح حوصلہ افزائی کی ۔ خوش آمدید کہ آپ نے ڈیوٹی سوسائٹی کا سرپرست بننا قبول فرمایا ، خوش آمدید کہ آپ نے ہمارے اور ہمارے ملک کے سائنسی پروگراموں میں گہری دلچسپی لی ۔ خوش آمدید کہ آپ سرسیّد کے خوابوں کی تعبیر ہیں اور آپ کے شب و روز اسی فکر میں گزرتے ہیں کہ ؎

جامِ مے بدلے گئے ، پیرِ مغاں بدلے گئے
ذوقِ سجدہ کی طلب پر آستاں بدلے گئے
ہر طرف پیمانہ سود و زیاں بدلے گئے
یہ زمیں بدلی گئی ، یہ آسماں بدلے گئے
ایک ہلچل ہے بپا ، ہیجان ہے طوفان ہے
ملّتِ اسلام کی بستی مگر سنسان ہے

ہم آپ کے ممنونِ کرم ہیں کہ آپ نے یہاں آنے کی زحمت فرمائی ۔ ہم دست بدعا ہیں کہ خدا آپ کو عرصۂ دراز تک صحیح و سلامت اور صحت مند رکھے تاکہ آپ کے ہاتھوں دنیائے سائنس اور انسانیت کی خدمات انجام پاتی رہیں ۔"

(ماہنامہ تہذیب الاخلاق مئی ۱۹۸۹ء)

صفحہ ۳ و ۴)

فاتح چھمب جوڑیاں

میجر جنرل اختر حسین ملک

۱ ۔ ملک کے نامور مصنف جناب کلیم اختر ، میجر جنرل اختر حسین ملک کے محیّر العقول مجاہدانہ کارنامہ پر روشنی ڈالتے ہوئے رقمطراز ہیں :-

" کشمیر میں جنگ بندی لائن کے پار بھارت کی مسلسل جارحانہ کارروائیوں کے جواب میں میجر جنرل اختر حسین ملک ستارۂ قائداعظم جنرل آفیسر کمانڈنگ پیدل ڈویژن کو چھمب علاقہ میں حملہ کا کام سونپا گیا تھا ۔ چھمب میں بھارتی مورچے غیر معمولی طور پر مضبوط بنائے گئے تھے ۔ اور ایک طاقتور فوج وہاں متعین تھی ۔ میجر جنرل اختر حسین ملک نے ان مورچوں پر حملہ کیا اور بھارتی گیریژن کو اس حقیقت کے باوجود کہ ان کے پاس جو فوج تھی وہ عملاً ایسی کارروائی کے لئے ناکافی سمجھی جاتی ہے ، بالکل ختم کر دیا ۔ بھارتی قلعہ بندیوں کو تباہ کن ضربیں لگاتے اور انہیں برباد کرنے کی کارروائی جنرل آفیسر کمانڈنگ کے بہادرانہ منصوبے بنانے اور کارروائی میں غیر معمولی قیادت کی رہینِ منت ہے ۔ اس مشکل کام کو دلیرانہ طور پر اور ذاتی جراءت کے ساتھ انجام دیا ۔ انہیں بہادری کا اعزاز ہلالِ جراءت دیا گیا ۔"

(وطن کے پاسبان ۔ مرتبہ کلیم نشتر ناشر مکتبہ عالیہ لاہور صفحہ ۱۱۲)

۲ ۔ کرنل (ریٹائرڈ) رفیع الدین صاحب کا چشمدید بیان ہے کہ :-

" ایک دن پاک بھارت جنگ ۱۹۶۵ کا ذکر چھڑا ۔ میں نے بھٹو صاحب سے پوچھا کہ جناب آپ اس زمانے میں وزیرِ خارجہ تھے ۔ ہمارے فارن آفس نے اس جنگ سے پہلے یہ کیوں نہ سوچا کہ ہندوستان ہماری سرحدوں پر حملہ کر دے گا ۔ کہنے لگے کہ دفترِ خارجہ نے تو اس کا اندازہ لگا لیا تھا لیکن فیلڈ مارشل ایوب خان نے ایک جائنٹ میٹنگ میں اس امکان کو رد کر دیا تھا ۔ اسی دوران وہ کہنے لگے کہ جنرل ہیڈ کوارٹر نے بھی تو اسی غلطی کا اعادہ کیا تھا ۔ پھر کہنے لگے کہ جنرل اختر ملک کو کشمیر کے چھمب جوڑیاں محاذ پر نہ روک دیا جاتا تو وہ کشمیر میں ہندوستانی افواج کو تہس نہس کر دیتے مگر ایوب خان تو اپنے چہیتے جنرل یحیٰی خان کو ہیرو بنانا چاہتے تھے ۔ ۱۹۶۵ء کی جنگ کے اس تذکرے کے دوران بھٹو صاحب نے جنرل اختر ملک کی بے حد تعریف کی ۔ کہنے لگے اختر ملک ایک باکمال جنرل تھا وہ ایک اعلیٰ درجے کا سالار تھا ۔ وہ بڑا بہادر اور دل گردے کا مالک تھا اور فنِ سپاہ گری کو خوب سمجھتا تھا ۔ اس جیسا جنرل پاکستانی فوج نے ابھی تک پیدا نہیں کیا ۔"

(بھٹو کے آخری ۳۲۳ دن صفحہ ۶۶ مؤلف کرنل (ریٹائرڈ) رفیع الدین ناشر جنگ پبلشرز لاہور)

معرکہ چونڈہ کے ہیرو

بریگیڈیئر عبدالعلی ملک (ہلالِ جراءت)

جناب کلیم نشتر صاحب نے بریگیڈیئر عبدالعلی ملک کی بے مثال جراءت اور بہادری کا تذکرہ درج ذیل الفاظ میں کیا ہے :-

" چونڈہ کے محاذ پر ٹینکوں کی جو عظیم جنگ لڑی گئی اس جنگ میں بریگیڈیئر عبدالعلی نے پاکستانی افواج کی کمان کی اور ایسے کارنامے سرانجام دیئے کہ تاریخِ حرب کے ماہرین حیران و ششدر رہ گئے ۔ بریگیڈیئر عبدالعلی نے دشمن کے ٹینکوں کے پرخچے اڑا دیئے ۔ ان سیاہ ہاتھیوں کے پرخچے چونڈہ کے میدان میں ہر طرف بکھرے پڑے ہیں ۔ دشمن یہ ٹینک ڈویژن جھانسی سے سیالکوٹ پر قبضہ جمانے کے لئے لایا تھا لیکن پاکستانی جیالوں نے ان ٹینکوں کے پرخچے اڑا دیئے ۔ ۷ و ۸ ستمبر کی رات کو دشمن نے چاروہ ، معراجکے اور نختال پر حملہ کیا ۔ دشمن نے اس حملہ میں ۱۵۰ توپ خانہ کی چار رجمنٹیں اور ۲۵ ہزار پیدل سپاہ استعمال کی ..... یہ جنرل چودھری کی رجمنٹ تھی اسے چونڈہ میں قربانی کا بکرا بننے کے صلہ میں " فخرِ ہند " کا خطاب دیا گیا ۔ دشمن نے بار بار چونڈہ کی طرف بڑھنے کی کوشش کی لیکن اسے منہ کی کھانی پڑی اور نامرادی کا منہ دیکھنا پڑا ۔ پاکستانی جانبازوں نے دُنیا کی دورِ حاضرہ میں ٹینکوں کی اس سب سے بڑی جنگ میں راکٹ برسا کر دشمن کے ٹینکوں کے پرخچے اڑا دیئے ۔ اور دشمن کی صفوں میں کھلبلی مچا دی ۔ شکست خوردہ دشمن نے ۱۸ اور ۱۹ ستمبر کی درمیانی رات کو ایک بار پھر قسمت آزمائی کرنے کی کوشش کی لیکن بریگیڈیئر عبدالعلی ملک کی شاندار قیادت میں پاکستانی افواج نے دشمن کو ناقابلِ فراموش نقصان پہنچایا ۔

دشمن نے اس محاذ پر اس قدر نقصان اٹھایا کہ وہ آٹھ دن تک نعشیں اٹھاتا رہا لیکن اس کے باوجود میدان صاف نہ ہوا ۔ سکنانہ کور کے چار جوانوں نے شدید گولہ باری میں اپنے فرائض سرانجام دیئے

جانبازی و سرفروشی کے یہ عدیم النظیر کارنامے اس شاندار قیادت کے مرہونِ منت ہیں جو بریگیڈیئر عبدالعلی کی فرض شناسی اور بلند ہمتی سے اس محاذ پر سرانجام دی ۔ بریگیڈیئر عبدالعلی نے اپنے جانثار ساتھیوں کے ساتھ عصرِ حاضر کی اس عظیم ترین جنگ میں موجودہ دَور کے سب سے ذلیل حملہ آور پر اتنی تباہ کن ضربیں لگائیں جسے وہ اور اس کی آنے والی نسلیں ہمیشہ یاد رکھیں گی ۔

انہوں نے اپنی جراءت ایمانی کے سہارے مردانگی اور فرض شناسی کے جو دیپ روشن کئے وہ پاکستانی تاریخ میں عزم و ہمت کا ایک روشن مینار بنے رہیں گے جن سے مستقبل کے پاکستانی نشانِ راہ پائیں گے ۔"

(وطن کے پاسبان صفحہ ۱۱۳ تا صفحہ ۱۱۶ مرتبہ کلیم نشتر ناشر مکتبہ عالیہ لاہور)

سکواڈرن لیڈر خلیفہ منیر الدین احمد

سکواڈرن لیڈر خلیفہ منیر الدین احمد نے ۱۹۶۵ء کی جنگ کے دوران عدیم النظیر سرفروشی اور جانثاری کا مظاہرہ کر کے امرتسر کے راڈار کے پرخچے اڑا دیئے اور وطن پر جان قربان کر دی ۔ جو افواجِ پاکستان کی تاریخِ شجاعت و بسالت کا ایک زرّیں باب ہے ۔ ملک کے محقق و ادیب جناب خالد محمود صاحب کے قلم سے اس تاریخی واقعہ کی تفصیل سنیئے تحریر فرماتے ہیں :-

" امرتسر کا راڈار سٹیشن ۲۴ گھنٹے خاموش رہنے کے بعد دوبارہ حرکت میں آگیا تھا ۔ اسے خاموش کرنا ضروری تھا ۔ اس خطرناک مہم کی قیادت فائٹر بمبار ونگ کے آفیسر کمانڈنگ ونگ کمانڈر محمد انور شمیم نے خود کی ۔ سکواڈرن لیڈر منیر احمد ان کے نمبر ٹو تھے ۔ ان کے پیچھے فلائیٹ لیفٹیننٹ امتیاز احمد بھٹی اور فلائیٹ لیفٹیننٹ سہیل چودھری اُڑے جا رہے تھے ۔ دشمن نے پہلے سے کہیں زیادہ شدت کے ساتھ طیارہ شکن فائرنگ کی جس میں کود جانا محال دکھائی دیتا تھا ۔ ونگ کمانڈر شمیم نے بھٹی سے کہا کہ وہ دشمن کے توپچیوں کو جھکائیں اور ان کی توجہ اپنے طیارے کی طرف کھینچ لے ۔ بھٹی کے غوطے میں جاتے ہی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سکواڈرن لیڈر منیر آگ کے سمندر میں کود گیا۔ اس کا طیارہ گولیوں کی زد میں آگیا۔ وہ جام شہادت نوش کر گیا۔

ہنس مکھ سکواڈرن لیڈر منیر کی جان ہوا بازی میں تھی۔ انہوں نے سب سے پہلے ۴ ستمبر کو چھمب کے محاذ پر حصّہ لیا۔ دشمن کی کئی گاڑیاں اور ٹینک تباہ کئے۔ ۱۰ ستمبر کو فیروزپور کے ۲۰ میل جنوب مشرق میں دشمن کے ایک ناٹ طیارے کو مار گرایا۔ بھارتی فضائیہ نے امرتسر میں ایک طاقتور راڈار سٹیشن نصب کر رکھا تھا، اسے تباہ کرنا بہت ضروری تھا اسے چند روز پہلے زبردست نقصان پہنچایا گیا تھا۔ لیکن دشمن نے اسے پھر ٹھیک کر لیا تھا۔ ۱۱ ستمبر کو ونگ کمانڈر شمیم کی قیادت میں تین طیارے امرتسر بھیجے گئے ان میں منیر بھی شامل تھے۔ وہ اس سے پہلے تمام حملوں میں بھی موجود رہے تھے لیکن اس دن انہوں نے جان پر کھیل کر یہ ٹنٹا ہمیشہ کے لئے ختم کر دینے کا عزم کیا ہوا تھا۔ انہوں نے اسی مشن میں جان قربان کی۔ لیکن دشمن کا یہ راڈار سٹیشن ہمیشہ کے لئے خاموش کر دیا گیا۔ منیر کی پرواز کا مشن پورا ہو گیا تھا۔"

(رن کچھ سے چونڈہ تک ۱۹۶۵ء صفحہ ۲۱۴ تالیف خالد محمود۔ ناشر مقبول اکیڈمی لاہور)

بنا کردند خوش رسمے بخاک و خون غلطیدن
خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

پاک لینڈ ٹریڈرز اینڈ نیلام گھر
اقصیٰ چوک ربوہ
اگر آپ نے کوئی چیز خریدنی ہو یا فروخت کرنی ہو تو ہمیں خدمت کا موقع دیں۔

ادریس فش شاپ
رحمت بازار ربوہ
تازہ مچھلی، مرغ اور چھوٹا گوشت خرید فرمائیں
نیز کاریں کرایہ پر دستیاب ہیں
پتہ: محلہ دارالفضل مکان ۲/۲۴ چونگی نمبر ۳ ربوہ

طارق کلاتھ ہاؤس
مردانہ ورائٹی کی مشہور دکان
مناسب ریٹ پر
اہل ربوہ کیلئے خاص رعایت نیز کمالیہ کا کھدر بھی دستیاب ہے
امین پور بازار چوک گھنٹہ گھر
پروپرائٹر: شیخ سردار محمد۔ فیصل آباد

عنایت علی اینڈ سنز آپٹیشنز
ہسپتال بازار اوکاڑہ
فون ۳۰۴۴
گورنمنٹ کوالیفائیڈ اعلیٰ کوالٹی نظر کی عینکیں اور دھوپ کے چشمے تیار کرنے والے

فینسی اشیاء کا مرکز
ہر روز نئی ورائٹی
فینسی کراکری ہاؤس
اقصیٰ روڈ ربوہ
گیزر۔ کولر۔ تھرماس کی مرمت بھی کی جاتی ہے
شادی بیاہ کیلئے کراکری کا سامان بار عایت خرید فرمائیں
ڈیکوریشن پیس — پلاسٹک ورائٹی — ڈنر سیٹ — واٹر کولر — ٹی سیٹ — ہاٹ پاٹ — کپ پرچ — تھرماس — ٹرے سیٹ — میجسٹک واٹر کولر — عمراک گلاس — رائل واٹر کولر — رہبر واٹر کولر

دانتوں کا معائنہ مفت
احمد ڈینٹل کلینک
طارق مارکیٹ اقصیٰ چوک ربوہ
اوقات کار: جمعہ ۹ تا ۱۱ بجے
باقی دن ۳ ۱/۲ شام تا ۷ بجے
ڈینٹسٹ: رانا مدثر احمد

ہر گھر کی پسند
رحمت سویاں
تیار کردہ: نعمت کرامت گول صابن والا
فیصل آباد فون: پی پی ۲۳۲۵۸

قادیان کے قدیمی اور مشہور شفاخانہ کے چند مجرّبات

قادیان کا مشہور عالم اور بے نظیر تحفہ سرموں کا سرتاج
سرمہ نور (رجسٹرڈ)
اطباء، ڈاکٹر، رؤساء، امراء اور بڑی بڑی بزرگ ہستیوں کو گرویدہ اور گاہکوں کو مجسم اشتہار بنا رہا ہے۔
چھوٹی فی شیشی -/۵ روپے۔ بڑی فی شیشی -/۱۰ روپے

اللہ تعالیٰ کے فضل سے مرض اٹھرا کا شافی علاج
اکسیر اٹھرا
جن کے بچے عام حالت میں فوت ہو جاتے ہوں یا سوکھ کر فوت ہو جاتے ہوں، اُن کے لئے اکسیر ہے۔

سرمہ نور والوں کا
نورانی کاجل
آنکھوں کی صفائی اور خوبصورتی کے لئے بہترین تحفہ
چھوٹی فی شیشی -/۵ روپے، بڑی فی شیشی -/۱۰ روپے

تریاقِ معدہ // پیٹ کی جملہ امراض کیلئے مفید ہے
گھر کا چراغ // اولادِ نرینہ کی مجرّب دوا
زدجام عشق // مقوی اعصاب اور دماغ کی مجرّب دوا

شفاخانہ رفیق حیات (رجسٹرڈ) گولبازار، ربوہ، ٹرنک بازار سیالکوٹ // فون ربوہ: ۷۷، فون سیالکوٹ: ۸۸۲۵۵

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پروفیسر میاں محمد افضل

ایک شمع ۔۔۔ کئی پروانے

حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی سیرت کی چند جھلکیاں

ایک گمنام سی بستی سے ایک کرن پھوٹی۔ ایک روشنی ابھری۔ ایک چراغ جلا۔ ایک شمع روشن ہوئی۔ اور جہاں شمع ہوگی وہاں پروانے پہنچ ہی جائیں گے۔ پروانے تو وہ مخلوق ہیں جن کی زندگی کا واحد مقصد شمع کے گرد طواف کرنا ہے۔ اس کے قریب اور قریب تر ہونا ہے خواہ وہ قربت جل جانے سے ہی حاصل ہو۔ ایسے ہی یہاں بھی ہوا۔ شمع روشن ہوئی تو پروانوں نے ادھر کا رخ کیا۔ وہ پروانے جنہوں نے اس شمع پہ فدا ہو جانا اپنی زندگی کا مقصد قرار دے دیا۔ کیا جذب تھا کیا سوز تھا۔ کیا ولولہ کیا شوق۔ ہر پروانہ اس شمع کی قربت کا خواہاں۔ ہر عاشق اس پہ قربان ہونے کو تیار۔ مگر آج اس کو سو سال بلکہ اس سے بھی زیادہ وقت گذر چکا ہے۔ وہ جنہوں نے اس عظیم وجود کی قربت کی سعادت پائی۔ وہ جو اس زمانہ کے عظیم فرزند کی محفلوں سے فیضیاب ہوئے۔ وہ جنہوں نے اس در سے گوہر آبدار سمیٹے۔ وہ جنہوں نے اس رخِ زیبا سے پھول جھڑتے ہوئے دیکھے۔ آج وہ بھی رختِ سفر باندھ گئے۔ ایک ایک کرکے وہ بھی رخصت ہوئے۔ اور بہت ہی کم رہ گئے ہیں جنہوں نے اس پاک وجود کی قربت کا اعزاز پایا۔ جن کے کان اس پر معارف کلام سے بہرہ مند ہوئے اس لئے آج ضرورت اس امر کی ہے کہ ان محفلوں کی ایک جھلک۔ ان عقیدتمندوں کے جوشِ عقیدت کا مظاہرہ۔ ان فدایاں کے جذبۂ فدائیت کا ذکر۔ ان پروانوں کی شمع سے قربت کا ایک ہلکا سا نقشہ پیش کیا جائے۔ خاص طور پر ان نوجوانوں کے لئے جنہوں نے نہ کتابوں سے اس پاک وجود کی قربت حاصل کرنے کی کوشش کی۔ نہ ان کے والدین کو فرصت ملی کہ ان سے ان موضوعات پہ بات کریں۔ انہیں ان محفلوں کی سج دھج دکھائیں۔ ان فدائیوں کا تذکرہ کریں جو اپنے آقا و مرشد کے لئے اپنا سب کچھ قربان کرنے کو ہمیشہ تیار رہے۔ اور جب تک وہ عظیم مثالیں پیش نہ کی جائیں۔ اپنے آباؤ اجداد کی باتیں دہرائی نہ جائیں۔ اس تیسری نسل کو نہ اس وجود کی عظمت سے آگاہی ہو سکتی ہے نہ اس جذبہ سے شناسائی جو اولین نے پیش کیا۔ اس لئے آج سے سو سال پیچھے چلتے ہیں۔

اس دور افتادہ چھوٹے سے قصبہ کی ایک چھوٹی سی بیت۔ قطاروں میں بیٹھے چند بزرگ۔ خاموش مگر منتظر۔ لب حرکت ہیں۔ نگاہیں جھکی ہوئی۔ ایک استغراق کا عالم۔ مگر وقفے وقفے سے یہ نگاہیں مشتاق و منتظر نگاہیں ایک جانب اٹھ جاتی ہیں۔ بغلی دروازہ کھلنے کی ہلکی سی آواز اور وہ بزرگ ہستی۔ سر پہ عمامہ بہت ڈھیلا ڈھالا سا۔ نہ کلف نہ طرہ۔ کان ڈھانپے ہوئے۔ مگر کشادہ پیشانی اور روشن ماتھا بہت نمایاں۔ چہرے پہ ایک جلال۔ ایک نور۔ ایک روشنی۔ ایک عجز ایک سادگی مگر مقناطیسیت ایسی کہ لوگ کھچے چلے آئیں۔ رعب ایسا جو دلوں کے نہاں خانوں تک اتر کر جائے۔ معصومیت جو باطنی پاکیزگی کی عکاسی کرے۔ لبوں پہ تبسم جو دل موہ لے۔ آنکھیں خوبصورت۔ نیم باز آنکھیں۔ شرم و حیا۔ استغراق گہری سوچ کی آئینہ دار۔ روشنی ان سے چھنتی ہوئی۔ محبت چھلکتی ہوئی۔ چہرے پر وجاہت و وقار۔ جمال بھی اور جلال بھی۔ ان آنکھوں نے بہت دلوں میں روشنی کے چراغ جلائے۔ محبت نچھاور کی۔ اور بہت اس وجود کی طرف کھنچے چلے آئے۔ یہ محبت ہی محبت۔ نور ہی نور تھا۔ یہ تھے وہ محبوب امام جن کی بیت میں آمد کی بہت نگاہیں منتظر تھیں۔ وہ آئے تشریف لائے۔ نہ قالین بچھا نہ چاندنی۔ ایک معمولی چٹائی پہ تشریف فرما ہو گئے۔ اور ان کے عقیدتمند پروانوں کی طرح ان کے گرد جمع ہو گئے۔ معرفت کے وہ پھول سمیٹنے جو ان متبسم لبوں سے جھڑ رہے تھے۔

کہتے ہیں کہ بزرگانِ دین اکثر لمبی قبا اور لباسِ فاخرہ میں ملبوس ہوتے ہیں۔ مگر یہاں تو سادگی ہے۔ انتہائی سادگی، سادہ سا لباس۔ پاؤں میں دیسی جوتا اور ایک بار تو وہ اس حالت میں تھا کہ جگہ جگہ پیوند لگے ہوئے مگر حضور اسے پہنے ہیں اور اسی طرح سیر پر تشریف لے جاتے ہیں۔ اللہ اللہ۔ اتنا عظیم انسان اور اتنی سادگی۔ ہر تصنع اور تکلف سے عاری۔ انتہائی سادگی کی تصویر مگر ایک رفیق کا جی چاہا کہ حضور کو بہتر سبک اور خوبصورت جوتا پیش کریں۔ وہ ایسا ہی ایک جوڑا لے کر حاضر ہو گئے۔ حضور نے پسند فرمایا اور شکریہ ادا کیا۔ مگر وہ رفیق لکھتے ہیں کہ دوسرے روز حضور سیر کو تشریف لے گئے تو پھر وہی پرانا، پیوند لگا جوتا پہنے ہوئے تھے۔ دریافت کرنے پہ فرمایا "مجھے اس سے آرام معلوم ہوتا ہے اس کو پیر سے موافقت ہو گئی ہے۔" سبق دے رہے ہیں کہ جوتے کا آرام دہ ہونا نہ کہ اس کا شاندار ہونا شرطِ اوّل ہے۔ نمود و نمائش نہیں سادگی اہم ہے مگر یہ تو اس پُر وقار مگر انتہائی سادہ شخصیت کا ایک ہلکا سا تعارف تھا۔ آئیے حضور کو تھوڑا اور قریب سے دیکھیں۔

گرمیوں کا موسم ہے۔ رات کی عبادت ابھی ابھی ختم ہوئی ہے۔ سب لوگ ایک ایک کرکے بیت سے رخصت ہوئے۔ حضور بیت کی چھت پہ تشریف لے گئے۔ آج رات یہیں قیام رہے گا۔ دن کو بھی اللہ کے گھر میں ہر وقت کی حاضری اور رات کو بھی اس سے دور جانے کو جی نہیں چاہتا۔ آج حضور کے خادم حامد علی صاحب بھی کسی کام سے کہیں گئے ہوئے ہیں۔ سو ایک رفیق حضرت صاحبزادہ پیر سراج الحق صاحب اس موقعہ کو غنیمت جان کے آج رات خدمت میں حاضر رہنے کی درخواست کرتے ہیں۔ پیر صاحب اس دامن سے وابستہ ہونے سے قبل خود اپنے مریدوں میں گھرے رہتے۔ عقیدتمند ان کے پاؤں دباتے۔ اور تعظیماً پاس کھڑے رہتے۔ مگر آج یہ پیر۔ آج یہ مرشد ایک مخلص مرید کی طرح اپنے امام کے حضور حاضر ہیں۔ آج وہ خدمت کرنے کا شوق دل میں لئے اپنے آقا کے پاس پہنچتے ہیں۔ ایک رات حضور کی قربت میں بسر کرنے کی درخواست قبول ہو جاتی ہے۔ وہ خوشی خوشی خدمت کو تیار ہو جاتے ہیں مگر حضور تو مشغول ہیں۔ بیت کی چھت پہ چہل قدمی ہو رہی ہے اور دعائیں بھی پڑھی جا رہی ہیں۔ زیر لب آہستہ آہستہ۔ تا رات کے سناٹے میں کسی کی نیند میں خلل واقع نہ ہو۔ ایک طرف ایک لیمپ کی لو ٹمٹما رہی ہے۔ اس کی مدھم روشنی میں کلام الٰہی کھول لیتے ہیں۔ کیونکہ یہ مبارک وجود ہر وقت اسی کے گرد ہی گھومتا ہے۔ یہی منزل یہی علم و روشنی کا منبع، یہی معرفتِ خداوندی کا ذریعہ۔ خوش الحانی سے دھیمی آواز میں پڑھ رہے ہیں۔ ایک ایک لفظ پہ غور و فکر۔ ایک ایک لفظ روشن۔ کلام اللہ روشنی کا مینار۔ وہی استغراق، وہی انہماک۔ مگر اپنے رفیق کی دلداری بھی مدِ نظر ہے۔ آواز آہستہ اور دھیمی۔ آخر حضور سونے کا قصد کرتے ہیں۔ سونا کہاں ہے۔ نہ تخت نہ پلنگ۔ نہ چارپائی نہ گدا۔ گرمی غضب کی ہے۔ نہ بجلی نہ پنکھا۔ فرش تپ رہا ہے۔ آپ اپنا کرتہ اتار ایک چادر بچھا اسی پہ لیٹ جاتے ہیں۔ ارشاد ہوتا ہے: لوگ کہتے ہیں کہ بنا چارپائی نیند نہیں آتی۔ لیکن میں تو فرش پہ ایک چادر بچھا کے سو رہتا ہوں۔ اللہ کے فضل سے مزے کی نیند آتی ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ بغیر آرام دہ چارپائی کے کھانا ہضم نہیں ہوتا۔ میرے ساتھ تو ایسا کبھی نہیں ہوا۔ ذرا تصور تو کیجئے کہ حضرت امام فرشِ زمین پہ سو رہے ہیں۔ نہ گدا نہ بستر۔ نہ قالین نہ دری۔ بیت کی گرم چھت پہ محض ایک چادر بچھی ہے جس پہ سادگی کا پیکر۔ ایک عظیم انسان رات بسر کرنے کا قصد کر رہا ہے۔ اب ذرا اخلاقِ عالیہ کی ایک جھلک ملاحظہ کیجئے۔ پیر صاحب کو مخاطب کرکے فرماتے ہیں: میں نیچے سے جاکر آپ کے لئے چارپائی لے آتا ہوں کیونکہ پیر تو اچھے پلنگ اور اچھے بستر پہ سونے کے عادی ہوتے ہیں۔ کیا سادگی ہے۔ کیا اخلاق ہیں۔ کیا دلداری ہے۔ ایک خادم خدمت کا جذبہ لے کر حاضر ہوتا ہے اور کیفیت یہ ہے کہ مخدوم خود خدمت کرنے کو تیار ہیں۔ اپنے رفیق کی دلداری کے لئے خود نیچے جاکر چارپائی اٹھا لانے کے متمنی ہیں۔ خادم حیران و پریشان کہ خدمت کو آیا تو میں تھا اور یہاں آقا خود خدمت پہ کمربستہ۔ بصد مشکل حضور کو تکلیف اٹھانے سے روکتے ہیں۔ لیکن ابھی تو رات آدھی ہی بیتی ہے۔ ابھی تو اس عظیم انسان کی قربت مزید چند گھنٹے حاصل رہے گی ابھی تو ان کے اخلاقِ عالیہ کا مزید مظاہرہ ہوگا۔ حضور تپتی ہوئی چھت پر ایک سادہ سی چادر پر لیٹ جاتے ہیں۔ پیر صاحب ثواب کما رہے ہیں۔ حضور کی ٹانگوں کو ہلکے ہلکے دبا رہے ہیں۔ حضور کی آنکھ لگ جاتی ہے۔ مگر پیر صاحب دیکھتے ہیں کہ چند ہی منٹوں کے بعد حضور کے لب ہل رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی پاکیزگی بیان ہو رہی ہے۔ دعائیں پڑھی جا رہی ہیں پھر حضور کروٹ بدلتے ہیں اور سو جاتے ہیں۔ مگر چند منٹوں کے بعد پھر وہی عمل۔ وہی ہلتے ہوئے لب۔ آسمان کی طرف اٹھتی ہوئی دعائیں۔ وہی اللہ کی یاد۔ نہ جانے یہ اللہ کے پیارے سوتے کب ہیں۔ آرام کب کرتے ہیں۔ کہتے ہیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دست درکار دل بایار۔ لیکن یہ تو کام کا وقت بھی نہیں۔ آرام کا وقت ہے مگر زبان پر وہی ذکرِ یار۔ وہی راز و نیاز کی سرگوشیاں حضور پیر صاحب کو فرماتے ہیں۔ آپ جاگ رہے ہیں۔ اب سو جائیے۔ خادم کے لئے تعمیل ارشاد ضروری ہے وہ جلد ہی خوابِ خرگوش کے مزے لینے لگتے ہیں۔ مگر وہ اللہ کے بندے جاگ رہے ہیں۔ نہ جانے وہ کب سوتے ہیں۔ کتنا سوتے ہیں۔ پیر صاحب کی آنکھ کھلتی ہے۔ دیکھتے ہیں کہ لیمپ جاگ رہا ہے۔ اور فقط لیمپ ہی نہیں بلکہ وہ اللہ کے عاشق اللہ کے کلام پر جھکے ہوئے ہیں آہستہ آہستہ پڑھ رہے ہیں۔ مبادا پیر صاحب جاگ اٹھیں۔ کیا پیاری ادا ہے۔ دوسروں کا کتنا خیال ہے۔ پیر صاحب بیدار ہوتے ہیں تو حضور ادھر توجہ فرماتے ہیں۔ اب کے سب سے پہلا ارشاد یہ ہوتا ہے۔ پیر صاحب! میں آپ کے لئے نیچے سے لوٹے میں پانی لے آؤں تا آپ وضو کر لیں۔ پھر خادم پریشاں کیونکہ مخدوم خود خدمت کو تیار ہیں۔ سوچتے ہیں کہ جی چاہتا تھا کہ آج اس محبوب کی خدمت کی جائے اور الٹا وہ خدمت کرنے پر آمادہ ہیں۔ کیا عظمتِ کردار ہے! کیا مہمان نوازی ہے! کیا دلداری ہے! کیا جذبۂ خدمت ہے! کیا اخلاق فاضلہ ہیں! کیسے ممکن ہے کہ ایسے وجود محبوبِ خلائق نہ بنیں۔ کیسے ممکن ہے کہ یہ سادگی۔ یہ اخلاق اپنی طرف مائل نہ کریں کیسے ممکن ہے کہ شخصیت کی مقناطیسیت اپنی طرف نہ کھینچ لے۔

ایک مباحثہ کا ذکر ہے سخت مصروفیت ہے۔ سارا دن سوال و جواب لکھنے لکھانے میں بیت جاتا ہے۔ اور رات حلقۂ احباب میں گفت و شنید اور کتابوں کی ورق گردانی میں مصروفیت ہی مصروفیت۔ کام ہی کام۔ رات بھیگ رہی ہے۔ بہت کام ہو چکا لیکن ابھی کچھ دوست لیمپ کی مدھم روشنی میں کتابوں پہ جھکے ہوئے ہیں۔ اب ان کے چہروں پہ تھکن کے آثار نمایاں ہیں۔ سونے کی تیاری کر رہے ہیں۔ مگر اس ساری مصروفیت۔ اس ساری بھاگ دوڑ میں یہ تو کسی کو خیال ہی نہیں آیا کہ ان کے آقا نے کھانا بھی کھایا ہے یا نہیں۔ اور جب یہ احساس۔ یکدم یہ انکشاف ہوا کہ اس مقدس اور معزز مہمان کو خاتونِ خانہ (اہلیہ شیخ نور احمد صاحب) شاید انتہائی مصروفیت کی بنا پر کھانا دینا ہی بھول گئیں۔ تو شرمندگی۔ انتہائی شرمندگی کا احساس دامنگیر ہوا۔ یہ کیا ہو گیا! معزز مہمان۔ مخدوم و مرشد۔ آقا دلی کو اس حد تک نظر انداز کر دیا گیا کہ انہیں رات کا کھانا دینا ہی یاد نہ رہا۔ ایک ہلچل مچ گئی۔ بھاگ دوڑ شروع ہو گئی۔ کھانا جو پکا تھا وہ تو ختم ہو چکا تھا اب کچھ بھی باقی نہ بچا تھا۔ سوچا گیا بازار سے منگوا لیا جائے۔ شہر جس میں آپ قیام فرما ہیں ہے تو خاصا بڑا مگر ابھی دوکانداروں نے آج کی طرح رت جگے کی عادت نہیں اپنائی۔ سب دوکانیں مقفل بازار سونے پڑے ہوتے۔ نہ آدم نہ آدم زاد۔ اب کیا جائے تو کیا؟ گھر میں فی الوقت کوئی ایسی شے موجود نہیں جو چند منٹوں میں حاضر کی جا سکے۔ دوست حیران و پریشان۔ شرمندگی اور ندامت۔ ایک بوکھلاہٹ کا عالم۔ حضور نے بھاگ دوڑ دیکھی تو فرمایا یہ بھاگ دوڑ کیوں۔ یہ پریشانی کیسی۔ یہ سالن کی فکر کیوں۔ یہ روٹی بنانے کا خیال کیوں چھوڑیں اس سب تردد کو ... اور جو اس کے بعد ارشاد ہوتا ہے وہ حیران کن ہے۔ وہ ناقابلِ یقین معلوم دیتا ہے۔ وہ ایک ایسا اچنبہ ہے جس کا ایک عظیم المرتبت انسان کے خادمان تصور بھی نہ کر سکتے تھے۔ آپ انتہائی سادگی سے فرماتے ہیں: جائیں دستر خوان دیکھیں۔ اس میں بچے ہوئے روٹی کے جو ٹکڑے ہیں وہ اٹھا لائیں۔ وہی میرے لئے کافی ہوں گے تعمیل ارشاد ہوتی ہے۔ دسترخوان لایا جاتا ہے۔ حضور اس میں سے ایک دو روٹی کے ٹکڑے۔ بچے کھچے ٹکڑے اٹھا لیتے ہیں۔ یہی ان کا رات کا کھانا ہے۔ یہی ڈنر ہے۔ یہی "پر تکلف" دعوت۔ سادگی۔ انتہائی سادگی نہ تصنع نہ تکلف۔ نہ کسی لذیذ کھانے کی فرمائش نہ کسی پُر تکلف دعوت کے متمنی اکثر دیکھا یہ گیا کہ مرید پیروں کا بچا کھچا کھانا بڑے اشتیاق سے کھاتے ہیں۔ مگر یہاں تو معاملہ بالکل الٹ ہے ایک انتہائی برگزیدہ انسان کا دستر خوان کیا ہے۔ روٹی کے چند بچے کھچے ٹکڑے۔ چند ایسے لقمے جو ان کے مریدوں نے شاید کھانے پسند نہ کئے اور دستر خوان میں بچ رہے۔ مگر یہ سادگی کے مرقع۔ ہر تصنع سے پاک انسان انہیں بخوشی کھا لیتے ہیں۔ کیا سادگی ہے۔ کیا عظمت ہے۔ کیا پیارے راہبر ہیں۔ کیا خوردن برائے زیستن و ذکر کردن است کی تصویر ہیں۔ کیا خوب سبق دیا کیا اعلیٰ مثال پیش کی۔ دل جھوم اٹھتے ہیں ایک وجد آور کیفیت۔ ایک سادہ مگر عظیم انسان کی عظمت کا ایک کیف آور منظر۔ ایک نہایت ہی پیارے وجود کی ایک نہایت ہی پیاری بات! کاش! یہ ہم میں بھی رچ بس جائے!

یہ تھے جنہوں نے اس عالمی جماعت کی داغ بیل ڈالی جس کے افراد آج دنیا کے کونے کونے میں پھیل چکے ہیں۔ یہ تھے وہ صاحب مرتبت بزرگ۔ مگر سادگی دیکھئے۔ نہ کھانے کا خیال نہ لباس کی پرواہ۔ دلداری کی تو ہر رفیق کی۔ مہمان نوازی کی تو ہر چھوٹے بڑے کی۔ محبت نچھاور کی تو ہر ملنے والے پر۔ وہ ایک روشنی تھی۔ نور تھا۔ وہ ایک شمع تھی جس کے گرد ہزاروں پروانے جمع ہوئے۔ ہر ایک قریب سے قریب تر ہونے کا متمنی۔ ہر ایک اپنا سب کچھ قربان کرنے کو تیار۔ وہ انسان ہی ایسا پیارا انسان تھا کہ پروانے اپنا سب کچھ بھول اس در پہ حاضر ہو جاتے۔ ملاحظہ کیجئے کہ ان کے ملنے والے کیسے پروانہ وار اس شمع کے گرد منڈلاتے۔ اپنا سب کچھ چھوڑ چھاڑ۔ سب کچھ بھول اسی در کے ہو رہنے کے لئے آن موجود ہوتے۔

حضرت میاں عبداللہ صاحب سنوری انہیں عشاق میں سے ایک تھے۔ اس در پہ حاضری کی خواہش انہیں بیسیوں بلکہ سینکڑوں بار قادیان کھینچ لے جاتی تھی۔ ایک بار حضور نے کوئی کام ان کے سپرد کیا۔ وہ دنیا و مافیہا سے بے خبر اس کام میں منہمک ہو گئے۔ جب وہ مکمل ہوا تو خیال آیا کہ محکمہ سے فقط چند روز کی چھٹی لے کر آئے ہیں سو حضور سے اجازت چاہی۔ حضور نے پیار سے روک لیا۔ جی آپ کا بھی نہیں چاہتا تھا کہ یہ پیارے ساتھی آئیں اور چلے جائیں۔ آنے والے کچے دھاگے سے بندھے چلے آتے اور وہ جن کی کشش کھینچ لاتی وہ بھی تو ایک شفیق ہستی تھی وہ بھی ان کے رخصت ہونے پر ملول ہو جاتے۔ جدائی دونوں کو منظور نہ ہوتی۔ سو حضرت میاں عبداللہ صاحب بخوشی ٹھہر گئے۔ مزید چھٹی کی درخواست بھجوا دی۔ نہ ان کا جی جانے کو چاہ رہا تھا نہ اجازت مرحمت ہوئی۔ دن پہ دن بیتتے گئے۔ پورا ایک ماہ گذر گیا۔ رخصت نامنظور ہو گئی۔ نوکری خطرے میں پڑ گئی مگر پھر کیا۔ وہ کیف و سرور وہ سرمستی جو یہاں میسر ہے۔ وہ علم و عرفان جس سے فیضیاب ہونے کا موقعہ مل رہا ہے اس کے آگے دنیاوی نوکریاں سب ہیچ ہیں۔ حضرت میاں عبداللہ صاحب ایک لمحہ کے لئے بھی پریشان نہیں ہوتے کہ نوکری ہاتھ سے نکلی جا رہی ہے۔ مطمئن ہیں اور پُر سکون اس بات پہ خوش کہ اس شمع کے گرد طواف کرنے کا مزید موقع ملے گا۔ بڑے اطمینان سے بیٹھے ہیں۔ محکمہ کو لکھ دیا۔ میں حاضر نہیں ہو سکتا اور پھر وہ ان روح پرور محفلوں سے گوہرِ آبدار سمیٹنے میں مصروف ہو گئے۔ ایک ماہ اور گذر گیا۔ محکمہ کی طرف سے اطلاع آئی کہ طویل غیر حاضری کی بنا پر انہیں برطرف کر دیا گیا ہے اطلاع نہایت پریشان کن ہے مگر یہاں چہرے پہ گردِ ملال نہیں۔ کوئی پریشانی، کوئی غم نہیں۔ اپنے پیارے کی محفل میں ڈھیروں پیار سمیٹ رہے ہیں۔ خوش ہیں۔ مطمئن ہیں۔ اس عالم وارفتگی میں چھ ماہ گذر جاتے ہیں۔ آخر جانے کی اجازت مرحمت ہوتی ہے۔ اب نوکری تو چھن چکی۔ جانا کہاں ہے۔ مگر توکل ملاحظہ کیجئے۔ کوئی پریشانی نہیں۔ اللہ کی رضا پر راضی ہیں۔ واپس پہنچے تو اس برگزیدہ انسان اس اللہ کے پیارے کے لئے ایک غیر معمولی واقعہ رونما ہو چکا ہے۔ ایک افسر سوال اٹھاتا ہے کہ میاں عبداللہ صاحب کو غلط ڈسمس کیا گیا کیوں وہ افسر جس نے احکامات جاری کئے اس بات کا قطعاً مجاز نہ تھا۔ اس اللہ کے محبوب کی دعا سے چھ ماہ کی غیر حاضری کے بعد بحال ہو جاتے ہیں۔ اور چھ ماہ کی تنخواہ کے بھی حقدار قرار دیئے جاتے ہیں۔ کیا اعجاز ہے کیا انعام۔ ایک بزرگ کی خدمت۔ ایک اللہ والے کی معیت میں رہنے کی کیا برکت ہے کہ ناممکن ممکن ہو جاتا ہے۔ حاضری کسی در پہ دی جاتی ہے اور تنخواہ کہیں اور سے مل رہی ہے۔ یہ تھے وہ عشاق جنہوں نے نہ نوکری کی پرواہ کی نہ پیسے کی حرص۔ اپنا سب کچھ قربان کر کے اس در پہ حاضر ہو گئے پھر اللہ تعالیٰ نے فضل بھی فرمایا اور انعام سے بھی نوازا۔

آئیے ایک اور بزرگ سے ملیں۔ یہ ہیں حضرت منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی۔ اس کپورتھلہ کے باسی جس نے یہ اعزاز پایا کہ حضرت بانی جماعت نے اس جگہ کے رفقاء کو لکھ بھیجا "مجھے یقین ہے کہ جس طرح خدا نے ہمیں اس دنیا میں اکٹھا رکھا ہے اسی طرح اگلے جہان میں بھی کپورتھلہ کی جماعت کو میرے ساتھ رکھے گا۔"

ان عاشقِ صادق کا بھی ایک چھوٹا سا واقعہ سن لیجئے۔ منشی صاحب رہتے تو کپورتھلہ میں تھے۔ مگر دل ان کا ہمیشہ قادیان میں ہوتا۔ سچ ہے پروانہ شمع سے کیسے جدا ہو سکتا ہے طبیعت میں جب بھی بے کلی محسوس کی دیوانہ وار بھاگتے ہوئے قادیان پہنچ گئے تاکہ اس پیارے کے منہ سے جھڑتے ہوئے کچھ پھول اپنے دامن میں سمیٹ لیں۔ علم و عرفان کی محفلوں سے بہرہ مند ہو سکیں۔ شیریں کلام سے لطف اندوز ہو سکیں۔ روح پرور کلام سنیں اور پھر ایک نئی روح لئے۔ ایک نیا جذبہ جگائے گھر لوٹ جائیں۔ انہی خیالوں میں محو ایک بار قادیان پہنچے۔ نہ ہاتھ میں اٹیچی کیس۔ نہ بیگ۔ نہ گٹھڑی نہ پوٹلی ایک ہی جوڑا زیب تن کئے ہیں ساتھ کچھ بھی نہیں لائے۔ اس خیال سے کہ شاید دو تین روز میں واپسی ہو اور اتنے کم عرصے کے لئے دوسرے جوڑے کی کیا ضرورت۔ مگر تین روز کے بعد ارشاد ہوا: اور ٹھہر جائیں۔ ان کی تو دل کی مراد پوری ہو گئی۔ ایک ہفتہ گذرا۔ پھر دوسرا بھی گذر گیا۔ اب وہ لباس رات دن کے استعمال سے اور مٹی اور گرد کی تاب نہ لاتے ہوئے میلا ہو رہا ہے بیت میں صاف ستھرا لباس پہن کے جانے کا حکم ہے۔ مگر کیا کیا جائے۔ جوڑا تو ایک ہی ہے۔ واپس جانے کو جی نہیں چاہ رہا۔ وہ محفل ہی ایسی ہے کہ بے خودی و مستی کی کیفیت ہے۔ سو عشاق ان چھوٹی چھوٹی سی باتوں کو بھول جاتے۔ نظر انداز کر دیتے۔ مگر پھر بھی میلا لباس ان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

محفلوں میں حاضر ہونے کے لئے مناسب نہیں ۔ اپنے ایک دوست حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی صاحب کے سامنے یہ مسئلہ پیش کرتے ہیں ۔ وہ حضور سے اجازت حاصل کرنے کا مشورہ دیتے ہیں ۔ مگر یہ عاشق یہ پروانے کہاں شمع سے دور جانے کا سوچ سکتے ہیں ۔ اس مشورہ پہ قطعاً دھیان نہیں دیتے آخر ان کے کپڑے دھلوائے جاتے ہیں ۔ وہ سوکھتے اور گذر جاتے ہیں ۔ مگر نہ کپڑوں کی پرواہ نہ گھر واپسی کی خواہش ۔ سر جب رکھ دیا اس دہلیز پر تو اٹھانے کو کہاں جی چاہتا ہے یہ وہ مستی ہے جس میں کسی اور بات کا ہوش نہیں رہتا ۔ یہ وہ عشاق ہیں جو بے خود و مست ہیں ۔ دنیا کے علائق سے الگ ، نہ کوئی اور پریشانی نہ کوئی فکر ۔ ایک ہی دھن سمائی ہے کہ ان بزرگ ہستی کی قربت حاصل ہو ۔ ان سے فیض و برکت پائیں ۔ علم و معارف سے مالا مال ہوں ۔ مگر لباس تو پھر میلا ہو چکا ہے اب کے محترم عرفانی صاحب چپکے سے ایک جوڑا سلوا دیتے ہیں مگر منشی صاحب دوست کا احسان لینے کو تیار نہیں ۔ بصد مشکل راضی ہوتے ہیں تو یہ مسئلہ حل ہوتا ہے ۔ اب تو پروانہ شمع کے گرد طواف کرتا رہے گا ۔ یہ عاشق اپنی وارفتگی کا مظاہرہ کرتا رہے گا ۔ نہ ملازمت کی فکر ۔ نہ کوئی اور پریشانی ۔ اخلاص و ایثار کا مرقع ۔ فدائیت کی ایک عظیم مثال !

بات تو لمبی ہو گئی ۔ مگر جی نہیں چاہتا کہ ان بزرگوں کی محفل سے اٹھ جائیں ۔ آئیے ایک اور بزرگ کے پاس حاضری دیں ۔ یہ ہیں حضرت منشی اروڑے خان صاحب ۔ آپ آغاز جوانی میں ہی ان مرد صالح کی محبت میں گرفتار ہوئے ۔ پھر نہ ملازمت کی پرواہ کی نہ جیب کے اندر جھانکا کہ سفر کی استطاعت ہے بھی یا نہیں ۔ اس محبوب کی کشش نے کھینچا تو سوئے قادیان روانہ ہو گئے مہینہ میں ایک بار نہیں ۔ دو بار نہیں بلکہ تین تین بار (-) اپنے امام کی اقتدا میں پڑھا ۔ اور پھر ان کی مجلس عرفان سے اپنے تہی دامن میں چند موتی باندھ کر واپس ہوئے ۔ منشی صاحب نے اپنی ملازمت کا آغاز بطور ایک چپراسی کیا ۔ تنخواہ ہوتی ہو گی ۔ یہی کوئی دس پندرہ روپے ۔ مگر دیار محبوب کی کشش کھینچ رہی ہے ۔ جیب اجازت نہیں دیتی تو پیدل چل پڑتے ہیں ۔ مگر پھر بھی روپیہ ڈیڑھ روپیہ خرچ ہو ہی جاتا ہے ۔ مگر یہ گاہے بگاہے حاضری ہی کافی نہیں ۔ ان عظیم شخصیت سے قربت کا جذبہ اس بات کا متقاضی ہے کہ ہر پھول جو اس منہ سے جھڑے ۔ ہر لفظ جو دہن مبارک سے ادا ہو وہ ان تک پہنچ جائے سو سلسلہ کا اخبار منگوانا بھی ضروری ہے ۔ حضور کی کتابیں خریدنا اور پڑھنا بھی ضروری ہے ۔ اس معمولی تنخواہ میں گھر کی ذمہ داری کا بار بھی اٹھانا ہے ۔ اور ان تمام اخراجات کے باوجود جی یہ بھی چاہتا ہے کہ کوئی نذرانہ پیش کیا جائے ۔ اپنی پونجی ان قدموں پہ نچھاور کر دی جائے ۔ منشی صاحب بعض اوقات بڑی حسرت سے دیکھتے کہ جماعت کے بعض خوشحال لوگ حضور کی خدمت میں چمکتے ہوئے سونے کے سکے ۔ سونے کے پونڈ پیش کرتے ۔ وہ سوچتے کہ کیا کسی وقت ممکن ہو گا کہ میں بھی چاندی نہیں بلکہ سونا پیش کر سکوں ۔ خالی جیب کو دیکھتے تو مایوسی ہوتی ۔ مگر یہ خواہش دب نہ سکتی آخر انہوں نے عزم کیا کہ وہ اس خواہش کو پورا کر کے رہیں گے انہوں نے ایک ایک پائی جمع کرنی شروع کی ۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعاؤں کو سنا ترقی پہ ترقی ملتی شروع ہوئی چپڑاسی سے اہلمد ہو گئے پھر سر رشتہ دار ۔ پھر نائب تحصیلدار اور پھر تحصیلدار تنخواہ میں اضافہ ہوا ۔ منزل قریب آتی ہوئی دکھائی دی ۔ اب تو ایک سونے کا پونڈ چمکتا ہوا پونڈ ان کی جیب میں تھا ۔ مگر نہیں فقط ایک پونڈ پیش کرنا تو کچھ مناسب معلوم نہیں ہوتا ۔ کم از کم دو تین تو ہوں ۔ مصارف اور کم کئے جاتے ہیں ۔ سکے اکٹھے ہو رہے ہیں اور آخر منزل مل گئی ۔ آج حسرت پوری ہو جائے گی ۔ آج میں اس قابل ہوں کہ حضور کی خدمت میں تین چمکتے ہوئے پونڈ پیش کر سکوں ۔ آج میں بھی سونے کے چمکتے ہوئے سکے بطور نذرانہ اس محبوب کے قدموں میں رکھ کے ایک فرحت ۔ ایک خوشی محسوس کروں گا ۔ یہ سب کچھ تو ہو گیا ۔ ایک دیرینہ خواہش کے پورے ہوتے دیکھنے کا وقت تو آ گیا ۔ مگر وہ محبوب ہستی جن کی خدمت میں یہ پیش کئے جانے تھے وہ تو ایک لمبے سفر کے لئے رخت سفر باندھ چکی ہیں انہیں تو اس بلانے والے ۔ اس پیارے بلانے والے کا بلاوا آ چکا ہے ۔ منشی صاحب جیب میں تین چمکتے ہوئے سونے کے سکے ڈالے پھر قادیان جا رہے ہیں ۔ حضور کے گھر کا دروازہ کھٹکھٹاتے ہیں ۔ حضور کے فرزند ارجمند حضرت امام جماعت الثانی باہر تشریف لاتے ہیں ۔ منشی صاحب کے ہاتھ میں تین پونڈ ہیں ۔ مگر ہاتھ لرز رہے ہیں ۔ آنکھوں سے برسات برس رہی ہے ۔ چہرے پہ کرب کی لکیریں ہیں اندر ایک طوفان اٹھ رہا جو روکے نہیں رکتا ۔ سب بند ٹوٹ جاتے ہیں ۔ ہچکی بندھ جاتی ہے ۔ کانپتے ہوئے ہاتھوں میں تین پونڈ تھامے ۔ حسرت و یاس کی تصویر بنے ۔ یہ بزرگ بچوں کی طرح بلک رہے ہیں بے طرح رو رہے ہیں ۔ آج جب سونے کے سکے مل گئے تو وہ رخصت ہو گئے جنہیں پیش کرنے تھے ۔ آج منزل قریب بھی آئی اور بہت دور بھی چلی گئی ۔ آج حسرت پوری ہوتی ہوئی معلوم دی مگر وہ ایسی حسرت میں بدل گئی جو شاید کبھی پوری نہ ہو ۔ لرزتے ہاتھ ۔ آنسو برساتی آنکھیں ۔ ہچکیاں ۔ آہیں ۔ محبوب کی جدائی سے دلگیر ۔ حسرت و یاس کی تصویر !

یہ تھے وہ عشاق جنہوں نے اپنا سب کچھ تج دیا ۔ یہ تھے وہ پروانے جو اس شمع کے گرد منڈلاتے رہے ۔ نور سمیٹتے رہے ۔ روشنی میں نہاتے رہے ۔ اور وہ آج بھی زندہ ہیں کیونکہ

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

گجر کمشن شاپ اینڈ فرٹیلائزر ایجنسی
منڈی ہیرا سنگھ ضلع اوکاڑہ
فون : ۲۲
پروپرائٹر : چوہدری نصیر الدین

گھر بیٹھے دنیا کی نشریات سے لطف اندوز ہوں
ہر قسم ڈش اینٹینا
خریدنے کے لئے
نیو محمود ٹیلیویژن ۱۲۔ہال روڈ لاہور ۔ فون { ۳۵۵۴۲۲ ۲۲۶۵۰۸

سلسلہ احمدیہ کا ترجمان روزنامہ الفضل ربوہ اور
ہر قسم کے علمی ، ادبی ، ملکی و غیر ملکی اخبارات اور رسائل تقسیم کرنے والا واحد ادارہ
فرزانہ لائبریری میلاد چوک صدر ۔ راولپنڈی
تاریخی ، علمی ، ادبی ، ملکی و غیر ملکی ، نئی اور سیکنڈ ہینڈ کتب کی خرید و فروخت کے لئے نیز کرایہ پر حاصل کرنے کے لئے ۔
میری لائبریری قیصر پلازہ ٹینچ بازار صدر ۔ راولپنڈی

خدا کے فضل و کرم سے اب ہم نے
ربوہ میں اعلیٰ کوالٹی کے ڈش انٹینا
مختلف سائز میں تیار کرنا شروع کر دیئے ہیں جو
بہت معیاری اور مضبوط ترین ہونے کے ساتھ ساتھ
آپ کی
موجودہ اور آئندہ کی بھی ضروریات کو بہتر طور پر پورا کرتے ہیں
لہٰذا ہر گھر تک ڈش انٹینا پہنچانے
کے لئے قیمت بھی کم رکھی ہے
آج ہی اپنے آرڈر بک کروائیں
ڈش ماسٹر اقصیٰ روڈ ربوہ
فون نمبر دکان ۹۹ ۸۳۱ - ۹۲۹ - فون رہائش بشارت احمد خان ۸۷

Digitized by Khilafat Library Rabwah

With Compliments

For Best Quality and Services
Please Contact

ORGANO CHEMICALS PVT. LIMITED

P. O. BOX 1057, Sarfraz Colony, Maqbool Road,
Faisalabad (pakistan)

ACTIVITIES

IMPORTS

1. Synthetic thickener "NOVAPRINTCL"
2. Flourescent Brightener "OPTIBLANC"
3. Intermediate

i. 4.4' Diaminostilbene 2.2' Disulphonic Acid.
ii. Sulphanilic Acid.
iii. Para-Nitrotoluene
iv. Meta-Nitrotoluene
v. Ortho-Nitrotoluene
vi. Cyanuric Acid
vii. Flocculants
viii. Sodium dichloroisocyanurate dihydrate
ix. Trichloisocyanuric Acid

MANUFACTURING

* Detergents all types
* Softeners (Cationic, Non. IONIC Anionic)
* Resins all types
* Textile pigments full range
* Textile sizing Agents for warp sizing

BRANCH OFFICE
27-Palace Market
Beadon Road, Lahore.
Ph.042-221731

HEAD OFFICE
P. O. Box No. 1057
Sarfraz Colony,
Faisalabad.
Tel: 0411-40013-49013
Tlx: 43472 ORGNO PK
Fax: 0411-42988

REPRESENTATION
SIGMA Prodotti Chimici
S. P. A. Bergamo,
ITALY.

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پروفیسر بشارت الرحمٰن - ایم اے

سلور جوبلی اور تعلیمی وظائف — ۱۹۳۹ء

۱۹۳۹ء میں حضرت امام جماعت الثانی کی امامت پر پچیس سال پورے ہوتے تھے۔ اس پر اظہار تشکر کے لئے مکرم چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب رفیق حضرت بانی سلسلہ احمدیہ (اللہ تعالیٰ آپ پر رحمتیں نازل فرمائے) جو ہماری جماعت کے ایک شہرہ آفاق بطل جلیل تھے نے حضرت امام کی اجازت سے جماعت میں یہ تحریک پیش کی کہ جماعت احمدیہ کی طرف سے جلسہ سالانہ ۱۹۳۹ء کے موقعہ پر حضرت امام جماعت الثانی کی خدمت میں تین لاکھ روپے کا ہدیہ پیش کیا جائے کہ حضور اقدس اسے جہاں چاہیں خرچ فرماویں۔

جماعت احمدیہ نے نہایت والہانہ انداز میں اس تحریک پر لبیک کہا اور جلسہ سالانہ کے موقعہ پر جماعت احمدیہ کی طرف سے مکرم و محترم چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب نے تین لاکھ روپے کا چیک حضرت امام جماعت الثانی کی خدمت عالیہ میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کی۔

اس موقعہ پر مختلف صوبائی اور بڑی بڑی لوکل جماعتوں کی طرف سے ان کے امراء نے حضور اقدس کی خدمت میں ایڈریس بھی پیش کئے بعض ایڈریس کافی لمبے تھے جن میں امامت ثانیہ کے اس وقت تک سرانجام پانے والے کارہائے نمایاں کا تذکرہ تھا۔

محترم قاضی محمد یوسف صاحب آف ہوتی مردان۔ پراونشل امیر صوبہ سرحد نے بھی ایک تحریر شدہ ایڈریس پیش کیا۔ مگر وہ پڑھ کر نہیں سنایا بلکہ پیش کرتے وقت صرف دو تین منٹ کی تقریر میں ہی اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے وہ ایڈریس حضور امام جماعت الثانی کی خدمت میں پیش کر دیا۔ حضرت امام جماعت الثانی نے ان کے اس انداز پر وہیں بہت اظہار خوشنودی فرمایا اور فرمایا کہ میں آپ کے ایڈریس کا بہت ہی غور سے مطالعہ کروں گا۔

حضرت امام جماعت الثانی نے اعلان فرمایا کہ حضور اقدس اس ہدیہ میں پیش کی جانے والی تین لاکھ کی رقم کو مستحق احمدی طلباء کو تعلیمی و انعامی وظائف کے لئے مختص کرتے ہیں۔

خاکسار - راقم الحروف کا اس امامت جوبلی سکالرشپ فنڈ سے ایک ذاتی تعلق بھی ہے - جس کی کچھ تفصیل قارئین الفضل کی خدمت میں پیش کی جاتی ہے۔

خاکسار نے گورنمنٹ کالج لاہور میں چار سالہ تعلیم حاصل کرنے کے بعد ۱۹۴۱ء میں بی۔ اے آنرز کا امتحان (پنجاب یونیورسٹی کا) فسٹ ڈویژن میں پاس کیا اور پنجاب یونیورسٹی انعامی سکالرشپ (-/۲۵ روپے ماہوار) کا مستحق قرار دیا گیا۔ اسی طرح خاکسار کو پنجاب یونیورسٹی کی طرف سے ڈین مالیر کوٹلہ گولڈ میڈل (طلائی تمغہ) بھی عطا کیا گیا۔ عربی میں بی۔ اے آنرز میں پہلی پوزیشن حاصل کرنے کی بناء پر۔ -/۲۵ روپے ماہوار انعامی وظیفہ کے ساتھ خاکسار اپنی مزید تعلیم جاری نہیں رکھ سکتا تھا اور اس سلسلہ میں خاکسار کو بڑی پریشانی کا سامنا تھا کہ آئندہ تعلیم جاری رکھنے کی کیا صورت ہو۔ کیونکہ خاکسار کے والد صاحب۔ خاکسار کی آئندہ مزید تعلیم کی مالی استطاعت نہیں رکھتے تھے۔

اغلباً یہ اگست ستمبر ۱۹۴۱ء کے ایام تھے۔ لاہور میں کالجوں میں داخلے ہو رہے تھے۔ خاکسار روزانہ ہی عصر کے بعد قادیان کی غربی عبادت گاہ میں جاکر دعائیں کرتا تاکہ اللہ تعالیٰ کوئی صورت پیدا کرے۔

حضرت امام جماعت الثانی ان ایام میں ایک اپریشن کی وجہ سے صاحب فراش تھے۔ ہر قسم کی ملاقاتیں بند تھیں۔ ناظروں تک کی محکمانہ ملاقاتیں بھی بند تھیں اور حضور امام جماعت الثانی سے ملاقات کی بھی کوئی صورت نہیں تھی۔

خاکسار نے انتہائی پریشانی اور اضطراب کے عالم میں حضور اقدس کو ایک دعائیہ خط لکھا کہ میں اس اس طرح سخت پریشان ہوں - حضور دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ میری راہنمائی فرمائے اور میری مزید تعلیم کے لئے کوئی صورت پیدا کرے۔ خط لکھنے کے دوسرے تیسرے دن محترم مولنا عبد الرحیم صاحب درد پرائیویٹ سیکرٹری کی طرف سے خط ملا کہ کل جاکر حضور۔ امام جماعت الثانی کی خدمت میں پیش ہو جاؤ۔ حضور نے آپ کو یاد فرمایا ہے۔ اگلے دن جب خاکسار دفتر پرائیویٹ سیکرٹری میں گیا تو محترم درد صاحب فرمانے لگے کہ تم نے کیا لکھا تھا کہ حضور نے تمہیں خود بلا لیا ہے۔ حالانکہ ملاقاتیں سختی سے بند ہیں۔ خاکسار نے کہا کہ میں نے تو صرف دعا کے لئے ہی لکھا تھا۔ خیر خاکسار سیڑھیاں چڑھ کر بالائی کمرہ میں حضور اقدس کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت امام جماعت الثانی کمرہ کے فرش پر ہی بستر پر لیٹے ہوئے تھے۔ خاکسار حضور کے سامنے بیٹھ گیا۔ فرمایا۔ تم نے میٹرک کے امتحان میں جب پنجاب یونیورسٹی میں اعلیٰ پوزیشن (کل میزان میں پانچویں نمبر پر اور ایک خاص طبقہ طلبہ میں اوّل) حاصل کی تھی تو اسی وقت میں نے فیصلہ کیا تھا کہ تم سے آئی سی ایس - انڈین سول سروس کا مقابلہ کا امتحان دلوانا ہے۔ تم کل ہی لاہور روانہ ہو جاؤ اور برائے نام کسی کالج میں ایم اے میں داخلہ لے لو اور انڈین سول سروس کے مقابلے کے امتحان کی تیاری کر کے یہ امتحان دو۔ خاکسار نے عرض کیا کہ حضور آئی سی ایس کے امتحان کے لئے تو بہت اچھی جسمانی صحت اور وجاہت چاہیئے اور میں تو صحت کے لحاظ سے کمزور ہوں۔ اگر اجازت دیں تو میں انڈین آڈٹ اینڈ اکاؤنٹس کے امتحان کی تیاری کروں۔ فرمایا ہرگز نہیں۔ آئی سی ایس کا امتحان ہی دینا ہے۔ فوراً لاہور روانہ ہو جاؤ۔ وہاں جاکر ابتدائی اخراجات اور ماہانہ اخراجات کا اندازہ مجھے لکھ دو۔ تمہارے لئے اور عبد السلام کے لئے میں امامت جوبلی سکالرشپ سے وظیفہ مقرر کرتا ہوں (عبد السلام سے مراد نوبل لاریئیٹ محترم ڈاکٹر عبد السلام صاحب ہیں جنہوں نے اس سال ایف ایس سی کا ریکارڈ توڑا تھا) خاکسار نے کہا کہ حضور تین دنوں بعد عید ہے اس کے بعد میں روانہ ہو جاؤنگا۔ فرمایا ہرگز نہیں۔ کل ہی روانہ ہو جاؤ۔ میں نے عرض کیا کہ اب تک چار سال تو احمدیہ ہوسٹل لاہور میں رہا ہوں مگر وہاں تو پڑھائی کا ماحول ہی نہیں ہے فرمایا۔ میں نے کب کہا ہے کہ احمدیہ ہوسٹل میں رہو۔ جہاں جی چاہے رہو۔ بس تم نے آئی سی ایس کے امتحان میں شامل ہونا ہے۔

سو حضور کے حکم کی بناء پر خاکسار اگلے دن لاہور چلا گیا۔ گورنمنٹ کالج لاہور میں داخلہ لیا اور عربی ایم اے میں داخلہ لے لیا لیکن آئی سی ایس کی تیاری میں مشغول ہو گیا۔ گورنمنٹ کالج کے نیو ہوسٹل میں سب سے بالائی منزل پر اپنے تعلیمی میرٹ کی وجہ سے ایک کیوبیکل میں رہائش ملی۔

ماہانہ اخراجات کا اندازہ ستر روپے ماہوار میں نے حضرت امام جماعت الثانی کی خدمت میں لکھ دیا اور حضور نے اس کے مطابق وظیفہ کا اجراء فرما دیا۔

چند دن کے بعد مکرم درد صاحب کا خط آیا کہ حضور نے خود تو دو اڑھائی صد ماہوار کا اندازہ لگایا تھا۔ تم نے صرف ستر روپے طلب کئے۔ خاکسار نے جواباً لکھا کہ اگر اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ امام سے واسطہ نہ ہوتا تو شاید خاکسار بھی کچھ اور اندازہ ہی لکھتا۔

الغرض خاکسار نے اس سال کے آئی سی ایس کے امتحان میں شرکت کی۔ پرچوں کے امتحان میں کوالیفائی کرنے کی بناء پر نیو دہلی انٹرویو کے لئے بلایا گیا۔ اس کے بعد کیا ہوا۔ یہ ایک لمبی کہانی ہے جو پھر کسی موقعہ پر بیان کی جا سکتی ہے۔

یہ چند سطور تو امامت جوبلی سکالر شپ کے سلسلہ میں لکھی گئی ہیں۔ خاکسار کے ساتھ ہی مکرم ڈاکٹر عبد السلام صاحب کو بھی یہ انعامی وظیفہ دیا گیا اور ہم دونوں نیو ہوسٹل میں دو سال اکٹھے رہے۔ یہ بھی ایک لمبی کہانی ہے اسی پر بس کرتا ہوں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دانت اچھے
صحت اچھی

35

دانت بغیر تالو کے لگائے جاتے ہیں
دانتوں کے کراؤن بنوانے کیلئے تشریف لائیں

شریف ڈینٹل کلینک ربوہ

دانتوں اور مسوڑھوں کی جملہ امراض مثلاً پائیوریا
مسوڑھوں سے خون کا آنا، پانی کا لگنا اور سرد لگنے کا
تسلی بخش علاج ۔ فل سیٹ کے ماہر

ٹیڑھے اور بدصورت
دانت سیدھے اور خوبصورت
کئے جاتے ہیں

رؤف بک ڈپو کی جانب سے احباب جماعت کو نیا سال مبارک

رؤف بک ڈپو اقصیٰ روڈ ربوہ

ہمارے ہاں ہر قسم کی سٹیشنری، کاپیاں، کتابیں اور کیلنڈر وغیرہ بازار سے بارعایت دستیاب ہیں۔ نیز نصرت جہاں اکیڈمی کی تمام کتب اور کاپیاں بھی دستیاب ہیں۔

کول برنرز

ریفریجریٹر، ایئر کنڈیشنر، ڈیپ فریزر
اور آٹومیٹک واشنگ مشین کی معیاری
مرمت کیلئے

۸۔ایگرو سکوائر شادمان مین مارکیٹ لاہور
فون: ۴۴۴۸۸۸۴ ۔ ۴۴۴۸۰۹۴

چیمہ کلینک

نزد نیشنل بینک گولبازار ربوہ
اوقات کار
موسم سرما:۔ ۴ بجے تا ۷ بجے شام
موسم گرما:۔ ۵ بجے تا ۸ بجے شام

روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ

شریف گولڈ سمتھ

اقصیٰ روڈ ۔ ربوہ

پروپرائٹر ـــــــ حنیف احمد کامران

فون: ۶۴۹ ۔ ۰۴۵۲۴ ـــــــ گھر: ۷۱۷ ۔ ۰۴۵۲۴

بچوں کے جملہ امراض کے شافی علاج کیلئے

النصرت چلڈرن کلینک

ریلوے روڈ ۔ ربوہ

پرنس جلیبی ہاؤس

جنرل بس سٹینڈ اوکاڑہ

پروپرائٹر شیخ انوار احمد اینڈ برادرز

ہمارے ہاں ہر قسم کے ہر گاڑی کے جائنٹ اور گیس کٹ دستیاب ہیں۔ نیز تھوک و پرچون حاصل کریں

الطاف ٹریڈرز

بالمقابل فیصل فلور ملز
شیخوپورہ روڈ
فیصل آباد فون: ۵۴۵۳۴

پروپرائٹر: مرزا اشتاق احمد ۔ مرزا الطاف احمد

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سید احسن اسمٰعیل صدیقی

تین مقدس مسکراہٹیں

جماعت کے تین آئمہ کی شفقت

۲۸ دسمبر ۱۹۳۹ء قادیان دارالامان میں سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی کی امامت کی جوبلی منائی جا رہی تھی۔ ہر جماعت اپنے اپنے شہر کے جھنڈے لئے جلسہ میں شرکت کے لئے پہنچ چکی تھی۔ کالج کے گراؤنڈ میں لکڑی کی شہتیریاں لگا کر پنڈال بنایا گیا تھا۔ ہزاروں احباب اس مقدس اجتماع میں شمولیت کے لئے قادیان آچکے تھے تقاریر کے دوران نعروں سے پورا جلسہ گاہ گونج رہا تھا۔ قادیان کی زیارت سے شرف حاصل کرنے کا یہ میرا پہلا موقع تھا۔ ہمارا خاندان چند سال پہلے ہی حلقہ بگوش احمدیت ہو چکا تھا۔ لیکن خاکسار کو ابھی تک یہاں آنے کا موقع نہیں ملا تھا۔ اس لئے اس مقدس سرزمین پر قدم رکھتے ہی دل پر جو روحانی کیفیت طاری ہوئی میں انہیں الفاظ میں ہرگز بیان نہیں کر سکتا۔ میں نے تمام بیوت دیکھیں۔ بہشتی مقبرہ اور احمدیہ بازار دیکھے بیت الدعا اور مینارہ بھی دیکھے۔ بہت سے دوست احباب سے ملاقات ہوئی جناب حافظ قدرت اللہ صاحب، جناب نور محمد نسیم سیفی صاحب جو اس وقت طالب علم تھے اور محمد صدیق ثاقب زیروی صاحب، محمود عرفانی صاحب، مولانا عبدالرحیم درد صاحب، برادرم مولوی عبدالرحمٰن صاحب انور جو ننھیال کی طرف سے میرے ماموں زاد تھے۔

یہ دن گوجرہ کی جماعت کی ملاقات کا دن تھا۔ صبح ۸½ بجے ہم قصر امامت پہنچ گئے شدید سردی تھی۔ لوگوں نے چادریں وغیرہ اوڑھ رکھی تھیں جو ان سے اتروا لی گئیں اور لوگ خاموش وساکت قطار میں کھڑے ہو گئے ملاقات الدار کی اوپری منزل کے کمرہ میں ہو رہی تھی اور ملاقاتیوں کی لائن نیچے کے صحن سے اوپر کی سیڑھیوں تک کھڑی تھی میں بھی قطار میں جا کھڑا ہوا طریق کار یہ تھا کہ ایک آدمی اپنی چادر اتار کر خالی ہاتھ اندر جاتا اور دو یا تین منٹ کے بعد گھنٹی بجتی جس کے بعد ملاقاتی حضور اقدس سے مصافحہ کر کے پیچھے ہٹ جاتے کافی انتظار کے بعد میری باری بھی آگئی اور کیا دیکھتا ہوں کہ بس آنکھیں چندھیا گئیں ایک نور علیٰ نور کی ہستی ایک سرخ و سفید بزرگ سیاہ ریش مبارک اور سفید دستار مبارک کے ساتھ غالیچہ پر سہی آلتی پالتی مارے تشریف فرما تھے اور رعب جمال کچھ ایسا تھا کہ چہرہ مبارک دیکھنے کی ہمت نہ تھی مصافحہ کے لئے میں نے دست مبارک تھاما اتنے میں ایک میٹھی سی آواز نے چونکا دیا حضور اقدس فرما رہے تھے "آپ کہاں سے آئے ہیں"! "حضور گوجرہ سے" میں نے درد بھری آواز میں جواب دیا" فرمایا "گوجرہ کی استانی صاحبہ کا کیا حال ہے" حضور نے دوبارہ یہ پوچھا خاکسار نے نظر اٹھا کر جواب دیا "حضور وہ میری امی جان ہیں" یہ سنتے ہی حضور انور کے روئے تاباں پر مسکراہٹ کی ایک ایسی لہر پیدا ہوئی جو نظر کے راستے میرے دل میں اتر گئی۔ میری والدہ استانی بے بی جی کے نام سے شہر اور مضافات تک میں مشہور تھیں۔ فرمایا جب واپس گوجرہ جائیں تو انہیں میرا اسلام کہنا" یہ الفاظ سنتے ہی خاکسار کے جسم میں گویا برقی رو سی دوڑ گئی پیچھے سے گھنٹی بجتی رہی مگر حضور انور نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا۔ "آپ کو کمر کی تکلیف کیسے ہوئی"؟ عرض کیا "حضور لوگ کہتے ہیں کہ تپ دق کے بعد ہو گئی تھی" فرمایا "کوئی بات نہیں آپ دودھ پیا کریں۔ عرض کی عالیجاہ دودھ تو خاکسار کو ہضم نہیں ہوتا تلخ ہو جاتا ہے" فرمایا "سمندر کی سیپی کبھی دیکھی ہے"۔ جی حضور دیکھی ہے" فرمایا "بازار سے سمندر کی سیپیاں خرید کر انہیں باریک پیس لیں اور پھر اس میں یہ دوا ملا کر کوئی تین ماشے روزانہ دودھ کے ساتھ پھانک لیا کریں اللہ نے چاہا تو درد بھی ختم ہوگا اور جسم کو طاقت بھی ملے گی ابھی حضور اس خاکسار کے ساتھ محو گفتگو تھے ادھر باہر سے گھنٹی متواتر بج رہی تھی آخر باہر کے خدام میں سے ایک اندر آئے اور مجھے آرام سے آگے کی طرف دھکیل دیا اور میری جگہ دوسرا آدمی مصافحہ کے لئے آ بیٹھا حضور اقدس کی یہ ملاقات اور مسکراہٹ آج تک میرے ذہن میں بس رہی ہے میری امی جان کو ۱۵ سال کی ملازمت کے بعد انہی دنوں اسلامیہ پرائمری گرلز سکول کی ہیڈ معلمہ کی ملازمت سے دباؤ کے تحت برخواست کر دیا گیا تھا۔ حضور پرنور کو اس کا علم پہلے ہی سے ہو چکا تھا۔ جو دوا حضور پرنور نے اس عاجز کے لئے ازراہ لطف وکرم تجویز فرمائی وہ آج تک مجھے یاد نہیں آسکی سمندری سیپیوں کو پیسنے کے بعد جو دوا اس میں ملائی جانی تھی وہ مجھے ایسی بھولی کہ دماغ پر زور دینے کے باوجود مجھے آج تک یاد نہیں آسکی ملاقات کے دوران رعب جمال اور ادب کی وجہ سے دوبارہ پوچھنے کی بھی ہمت نہ ہو سکی (اگر کوئی صاحب حکمت سے دلچسپی رکھتے ہوں تو وہ خاکسار کو مطلع فرمائیں)

دوسری مقدس مسکراہٹ

۲۹ دسمبر ۱۹۷۹ء بوقت صبح۔ جلسہ سالانہ نہایت تزک و احتشام سے گزر گیا کوئی ایک لاکھ سے بھی زیادہ زائرین نے اس میں شرکت کی سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ الثالث اپنی خداداد فراست کی وجہ سے جماعت کو بام عروج پر لے جا رہے تھے بیرونی ممالک کے دورے بھی فرمائے جا رہے تھے انہی اوصاف حمیدہ کی بدولت حضور اقدس کا وجود مبارک نہ صرف جسمانی بلکہ روحانی طور پر بھی جماعت کے لئے ایک مقدس حیثیت رکھتا تھا۔ آپ سے ملاقات کرنا ہی برکات و افضال خداوندی کے حاصل کرنے کے مترادف تھا۔ ہمارے حلقے کی ملاقات ۲۹ دسمبر کی صبح ۸ بجے بیت مبارک کے ساتھ والے قصر امامت میں ہوئی خاکسار ایک تو کمزور و ناتواں جسم کا مالک تھا اس لئے سردی کی شدت کے باعث ذرا دیر سے بیت مبارک پہنچا دیکھا تو بیت کے صحن میں بڑی لمبی لمبی قطاروں میں عاشقان دیدار کھڑے ہیں۔ جن میں بچے بھی ہیں۔ نوجوان بھی اور بوڑھے بھی۔ یہ خاکسار بھی آخر میں جا کھڑا ہوا اور سوچنے لگا کہ خدا جانے یہ پروانے جو صبح ہی سے یہاں آکر کھڑے ہیں۔ اور ملاقات کیلئے انتظار کی گھڑیاں گن گن کر گزار رہے ہیں۔ ان کے بعد ہی خاکسار کی باری آئے گی اور یہ فکر بھی ستانے لگی کہ حضور اقدس بقیہ ملاقات شام تک کہیں ملتوی نہ فرما دیں ابھی سوچوں میں غلطاں تھا اور سردی کے مارے برابر کانپے جا رہا تھا۔ کبھی چھڑی کا سہارا لے کر کھڑا ہو جاتا اتنے میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بزرگ قصر امامت سے بیت کے اندر قطاریں ٹھیک کرانے کے لئے آئے اور دور سے اس عاجز کو دیکھ کر جلدی سے میری طرف لپکے سلام کہہ کر میرا ہاتھ پکڑا اور کشاں کشاں اندر لے گئے اور اسی قطار کے تقریباً نویں دسویں جگہ پر کھڑا کر دیا لوگ میری طرف دیکھ رہے تھے کچھ نے ذرا بڑبڑاہٹ بھی کی۔ مگر اکثر لوگ مجھے جانتے تھے اس لئے اس حق تلفی پر نہ بگڑے یہ بزرگ محترم شیخ محمد احمد مظہر ایڈووکیٹ امیر جماعت ہائے احمدیہ ضلع فیصل آباد تھے میں بھی اب اپنے آقا کے قریب تر آنے لگا لوگ مصافحہ کرتے نذرانہ پیش کرتے اور آگے نکل جاتے۔ مصافحہ کے دوران ایک ہلکا سا تعارف بھی کرواتے جاتے اسی دوران اس عاجز کی باری بھی آگئی مصافحہ کے لئے حضور انور کے دست مبارک کو بوسہ دیا نذرانہ پیش خدمت گزارا اور حضرت میر صاحب نے عین اس وقت اس عاجز کا تعارف حضور انور سے ان الفاظ میں کروایا کہ "حضور یہ ہیں سید احسن اسماعیل صدیقی آف گوجرہ جن کی نظم "عرفان کی بارش ہوتی ہے دریا کے کنارے ربوہ میں" دنیائے احمدیت میں بہت مقبول ہو چکی ہے" حضور پرنور نے اپنی محبت بھری نظر اٹھا کر میری طرف دیکھا اور فرمایا "مجھے آپ سے مل کر بہت خوشی ہوئی ہے"۔ ان الفاظ نے گویا مجھے آسمان پر پہنچا دیا۔ وقت بہت کم تھا اور پروانے اُمڈے آتے تھے۔ اس لئے اس دلکش مسکراہٹ کو اپنے سینے سے لگائے لوٹ آیا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تیسری مقدس مسکراہٹ

یہ ۱۹۸۱ء کی بات ہے سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ رابع ایدہ اللہ تعالیٰ ابھی مسندِ امامت پر متمکن نہیں ہوئے تھے اور مجلس انصار اللہ مرکزیہ کے صدر تھے آپ اپنے تربیتی و اصلاحی دورہ کے سلسلہ میں گوجرہ تشریف لائے۔ جمعہ کا دن تھا ۔ خاکسار نے حضرت میاں صاحب کی رونق افروزی کی خوشی میں ایک منظوم سپاسنامہ فریم شدہ پیش خدمت کیا۔ لوگ مصافحہ کے خواہش مند تھے ۔ آپ نے احباب جماعت کو صفوں میں کھڑے ہو جانے کا حکم دیا اور صفوں میں گھوم کر احباب سے فرداً فرداً مصافحہ فرماتے رہے خاکسار نے یہ خوبصورت فریم اپنے پاس ہی رکھا ہوا تھا۔ اس لئے مصافحہ کے بعد گھبرائی گھبرائی آواز میں عرض کیا حضور یہ ناچیز سپاسنامہ پیش کرنا چاہتا ہوں۔ حضور انور نے زیرِ لب مسکراتے ہوئے میری طرف دیکھا اور فرمایا آپ نے کچھ لکھا ہے کیا"؟ وہ مسکراہٹ چاند کی روشنی کی ایک ہلکی سی لہر کی طرح آج تک میرے دل میں روشن ہے ۔ اس مبارک تقریب کے بعد بعض غیر احمدی دوستوں کے سوالوں کے جواب دینے کے لئے آپ مربی ہاؤس کے صحن میں تشریف لے گئے اور کوئی نصف گھنٹہ کے بعد چائے پی اور سرِ شام ہی فیصل آباد کی طرف روانہ ہو گئے ۔ کچھ دن بعد حضرت امام جماعت احمدیہ الثالث کے صاحبزادے مرزا لقمان احمد صاحب کی شادی خانہ آبادی حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صاحبزادی سے ہونا قرار پائی اس تقریب کے سلسلہ میں جماعت احمدیہ فیصل آباد نے ایک تہنیت نامہ پیش کرنے کی تجویز کی یہ تہنیت نامہ لکھنے کے لئے محترم مولانا شیخ محمد احمد مظہر صاحب نے میرا نام تجویز فرمایا چنانچہ حضرت امیر صاحب نے چوہدری احمد الدین بنک آفیسر کو ہدایت کی کہ گوجرہ جا کر مجھے امیر صاحب کی فرمائش بتائیں چنانچہ چوہدری صاحب نے اس عاجز کو امیر صاحب کا پیغام پہنچایا چنانچہ میں نے یہ منظوم تہنیت نامہ لکھ کر فریم کروا دیا ۔ احباب جماعت نے اسے پسند فرمایا چنانچہ جماعت احمدیہ فیصل آباد کی طرف سے یہ تہنیت نامہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں پیش کر دیا گیا۔ گوجرہ اور فیصل آباد جماعت کی طرف سے لکھے گئے یہ دونوں تہنیت نامے آج بھی قصرِ امامت کے کسی کمرے کی دیوار پر موجود ہیں۔

طلائی و نقرئی زیورات کی معیاری دوکان
الحمد جیولرز
اقصیٰ روڈ ربوہ

اپنی فلموں کی بہترین ڈویلپنگ کروانے کے لئے تشریف لائیں
میموریل فوٹو سروس ربوہ
خدمت میں پیش پیش

ہمارے ہاں ہر قسم کے ہر گاڑی کے جائن اور گیس کٹ دستیاب ہیں
ندیم جائن ہاؤس
جی ٹی روڈ جنرل بس سٹینڈ اوکاڑہ ۔ فون ۲۲۲۰۸
پروپرائٹر: شیخ چراغ الدین ۔ شیخ ندیم احمد

سلور لنک کمپوزنگ کی نئی پیش کش
سلور لنک پریس
ہر قسم کی اردو و انگلش کمپیوٹر کمپوزنگ کے ساتھ کتب ۔ رسالہ جات ۔ میگزین ۔ کی اعلیٰ پرنٹنگ کے لئے امپورٹیڈ مشینری کا اجراء۔
سلور لنک پریس ۲۱ ۔ دل محمد روڈ ۔ لاہور
ہیڈ آفس : احسان منزل ۲ ۔ رائل پارک ۔ لاہور
پروپرائٹر : وسیم احمد انور شیخ ـــــ فون: ۳۶۹۸۸۷

انصاف کلاتھ ہاؤس صدر بازار اوکاڑہ ۔ فون ۳۸۶۰

لقمان کارپوریشن
کچہری بازار اوکاڑہ فون ۹۳۱۵

فضل الیکٹرونکس
دیپالپور روڈ اوکاڑہ ۔ فون ۳۹۱۵

کراچی میں معیاری سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
الکریم جیولرز
بازار فیصل کریم آباد (چورنگی) کراچی
فون ۶۳۲۵۵۱۱
پروپرائیٹرز
میاں عبد اللطیف شاہکوٹی اینڈ سنز

نئے اور سیکنڈ ہینڈ ٹی وی کا مرکز
تبادلہ کی سہولت بھی موجود ہے
آپ سب کی دعاؤں کے متمنی

ٹی وی پوائنٹ
کوتوالی روڈ فیصل آباد
فون : ۳۰۸۰۶
۶۱۰۱۷۸

ڈم ڈم ٹی وی ہاؤس
نیو سول لائن سرگودھا
فون : ۶۰۴۲۰ پی پی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہر قسم کا کاغذ، بکس بورڈ، گتہ بارعائت خریدنے کیلئے ہمارے ہاں تشریف لائیں

مقبول پیپر مارٹ

۲۲، ذوالقرنین چیمبرز گنپت روڈ
لاہور
دفتر فون نمبر: ۲۲۳۶۹۰-۲۲۲۳۸۰
فون گھر ۲۲۳۶۳۰ ۸۵۸۹۱۱ / ۸۵۸۴۴۱

پروپرائیٹر: ملک عبداللطیف ستکوہی ع/۱.۹، ماڈل ٹاؤن لاہور

معیاری اور اچھی ادویات
مناسب قیمت پر دستیاب ہیں
تشریف لائیے!

مختار میڈیکل اینڈ جنرل سٹور

عالم پلازہ یونٹ نمبر ۶ لطیف آباد
حیدر آباد سندھ
پروپرائٹر: زاہد حسین بھٹہ

ڈیسنٹ کلاتھ ہاؤس

صدر بازار اوکاڑہ
فون { دکان - ۴۳۱۴
گھر - ۳۸۲۴

حنیف

ہومیو پیتھک کلینک

۴۲، بینک سکوائر مارکیٹ ماڈل ٹاؤن لاہور
۲۰ اگست ۱۹۹۲ء سے اوقات کار یہ ہوں گے
صبح ۱۰ بجے سے ۱/۲-۱ بجے تک
شام ۳ بجے سہ پہر سے رات کے آٹھ بجے تک
ہر جمعہ کے دن ناغہ ہوگا
خاکسار انچارج ڈاکٹر محمد حنیف آف کوٹھہ مال لاہور

چکن کڑاہی، چرغہ، مٹن کڑاہی، مچھلی فرائی کا اعلیٰ معیار پیش کرتے کے ساتھ ساتھ
اب ایک اور نئی فخریہ پیشکش

لذیذ مچھلی کے شامی کباب اور مٹن ران روسٹ

پروپرائٹر: چوہدری محمد سلیم

لذیذ چرغہ ہاؤس اقصیٰ روڈ ربوہ

فون { دکان ۹۱۸
گھر ۸۰۱

جمال دواخانہ اوکاڑہ

حکیم ظفر احمد جمال بی اے
ابن حکیم جمال الدین صاحب کپورتھلوی

نرینہ اولاد سے محروم، بے اولاد اور مرض اٹھرا
کی شکار دکھی عورتوں کے لئے

سنہ ۱۹۱۱ء سے ایک ہی نام

دواخانہ حکیم نظام جان

ہیڈ آفس: چوک گھنٹہ گھر گوجرانوالہ
پوسٹ بکس: ۲۲۲ فون: ۳۹۹۷

حکیم نظام جان صاحب
کے فرزند
حکیم انوار احمد جان
ہر ماہ کی:

- ۵-۶-۷ تاریخ کو کوٹھی ۱/۲ دارالعلوم غربی ربوہ
- ۸ تاریخ کو بالمقابل شاہ تاج شوگر ملز منڈی بہاؤالدین
- ۱۲ تا ۱۸ تواریخ کو ۲-بی روڈ شیش محل بس سٹاپ بالمقابل سندھی ہوٹل (UBL کے اوپر) لیاقت آباد نمبر ۱۰ کراچی ۱۹
- اور ۲۵ تا ۲۸ تواریخ کوٹھی 381-E چوک نظام جان شاہ رکن عالم کالونی جنرل بس سٹینڈ روڈ۔ ملتان میں مطب فرماتے ہیں۔

ہر جگہ خواتین کیلئے معائنہ کا خصوصی انتظام ہے

منیجر دواخانہ حکیم نظام جان ۱ اقصیٰ چوک کالج روڈ ربوہ۔ فون ۵۵۸

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خالص جدید ڈیزائنوں میں اعلیٰ معیاری زیورات بنوانے خریدنے کیلئے

ــــ آپ کے قدیمی احمدی جیولرز ــــ

ــــ فون : ۶۸۱ ، ۶۸۲ ــــ

محمود جیولرز بلال مارکیٹ نزد ریلوے کراسنگ ربوہ

بانی : حکیم محمد صالح اعوان

علوی میڈیکل سنٹر

محبوب ٹاؤن چونگی ۵۳/۴-L

ــــ اوکاڑہ ــــ

فون ــــ ۹۴۶۵

کراکری اینڈ جنرل مرچنٹس

سنگھار مرکز

صدر بازار اوکاڑہ ۔ فون ۴۳۳۴۴ PP

معیاری اور اچھی چیزوں کا

ــــ مرکز ــــ

باسل کریانہ اینڈ جنرل سٹور

یونٹ نمبر ۶ لطیف آباد

حیدرآباد سندھ

بپروپرائٹر : مبشر احمد وسیم

ہر قسم کی مردانہ ورائٹی ۔ لیڈیز ورائٹی کیلئے ہمارے ہاں تشریف لائیں

بازار سے بارعایت

ریاض ، رفیق کلاتھ ہاؤس

دکان ۴۳ ، ۳ حبیب کلاتھ مارکیٹ گوردوارہ گلی ۳ فیصل آباد ۔ فون : ۳۱۴۸۹ ، ۳۲۹۵۲

پاکیزہ پیلس سپیشل بانورانی فلیٹ ۔ آبشار ۵۵۵

سپیشل ٹوچی بوسکی ۔ شادمان سوٹنگ ۔

گل سٹائل سوٹنگ ۔ ٹاپ کول لان بوسکی

چائنا کے ٹی ــ ڈیلرز ــــ

نثار کلاتھ ہاؤس

جامعہ کلاتھ مارکیٹ فیصل آباد ۔ فون 25728

ــ ــ ــ ــ ــ

حمید اسلام کلاتھ مرچنٹ

گوردوارہ گلی فیصل آباد ۔ فون 27460

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھُوالنّاصِر

الرّحیم

جیولرز

پہلی منزل بھایانی چیمبرز

خورشید مارکیٹ حیدری

کراچی ۔ فون 664-0231

664-3442

فیکس (92-21) 6643299

مشتاق جنرل سٹور

ــ MGS ــ

حق بازار اوکاڑہ

معیاری ، کھلونے جیولری ، سٹیشنری

ہوزری بارعایت خرید فرمائیں

HASHMI

ASSOCIATES

(PROPERTY CONSULTANTS)

پاکستان کے خوبصورت اور دلکش شہر

اسلام آباد میں رہائشی و کمرشل جائیداد کی خرید و

فروخت کیلئے آپکا اپنا اور قابلِ اعتماد ادارہ ۔

ھاشمی ایسوسی ایٹس

پتہ : ۵ مہران پلازہ ۹/F مرکز اسلام آباد

فونز : ۸۵۲۶۵۹ ـ ۲۵۳۵۲۶

۲۱۶۵۴۰

پرنس کلاتھ ہاؤس

صدر بازار اوکاڑہ

جدید ورائٹی کا مرکز

فون ــــ ۴۴۳۳۱۳

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رشید الیکٹرک سٹور

ریلوے روڈ۔ ربوہ

سامان وائرنگ، ٹیوب لائٹ، واشنگ مشین سٹیزن

پیڈسٹل فین، سیلنگ ایگزاسٹ فین

ڈیسنٹ شوز

صدر بازار اوکاڑہ

فون ——— ۳۸۲۴-۲۳۹۰

کوثر چپل سٹور۔ ریل بازار اوکاڑہ

بچوں اور لیڈیز ورائٹی کے لئے تشریف لائیں

پروپرائٹر: شیخ نعیم احمد

نفیس بٹن سٹور ریل بازار اوکاڑہ

فون PP ۹۳۳۵

تلّے، بٹن، دھاگہ، سامان زری کی مکمل ورائٹی کیلئے تشریف لائیں

پروپرائٹر ——— منیب احمد۔ نصیر احمد

صاحب برادرز کلاتھ ہاؤس

سرگودھا کالونی، رشید کالونی، نشاط ٹیکسٹائل ملوں کے معیاری پارچات کیلئے تشریف لائیں

دکان نمبر ۱۲۔ فائن مارکیٹ گول کلاتھ مارکیٹ ——— فیصل آباد

فون: دکان— ۶۱۶۳۸۱— ۶۱۶۴۷۲ — گھر— ۵۱۸۸۲

Al-Furqan Motors (PVT) LIMITED

FOR GENUINE TOYOTA PARTS

47, TIBET CENTRE M.A. JINNAH ROAD KARACHI TELE: 7724606-7-9

AL-FURQAN MOTORS (PVT) LTD.

TOYOTA - DAIHATSU

ٹویوٹا گاڑیوں کے ہر قسم کے اصلی پرزہ جات درج ذیل پتہ پر حاصل کریں

الفرقان موٹرز (پرائیویٹ) لمیٹڈ

۴۷۔ تبت سنٹر۔ ایم اے جناح روڈ۔ کراچی ۳

فون ۷۷۲۴۶۰۶

۷۷۲۴۶۰۹-۷۷۲۴۶۰۷

خوشخبری

بھٹی ٹریڈرز اینڈ الیکٹرک ورکس

شارپ واشنگ ڈرائیر مشین روم کولر

انمول ایشیا پنکھے بازار سے کم ریٹ

ہمارے ہاں ہر قسم کی ریپیئرنگ مثلاً سلائی مشین، جوسر مشین، پنکھے، واشنگ مشین، روم کولر، استری وغیرہ کا کام تسلی بخش کیا جاتا ہے۔

نوٹ:۔ پنکھوں کے بلیڈوں کی مرمت کا مرکز

بھٹی ٹریڈرز رحمت بازار ربوہ۔ نزد حکیم محمد اسلم فاروقی دارالعلاج والے

ملکی و غیر ملکی ٹیلیفون کالز اور فیکس کا انتہائی مؤثر انتظام

پبلک ٹیلیفون کال آفس اور ٹیلی فیکس

- فیکس کی ہوم ڈلیوری کا بھی انتظام ہے
- خواتین کے لئے علیحدہ انتظام ہے۔
- جو دوست باہر سے فیکس دیتے ہیں وہ جس کو فیکس پہنچانی مقصود ہو اس کا مکمل پتہ تحریر فرمائیں تاکہ فیکس کی ڈلیوری آسانی سے بروقت ہو سکے

ٹریول سروسز ریلوے روڈ ربوہ — فیکس: ۶۹۶ — فون: ۸۲۵ — منجانب:۔ المصوّر ریلوے روڈ ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عبدالباسط شاہد

رُوح ــ ایک غیر محدود غیبی خزانہ

روح کیا ہے۔ کیسے پیدا ہوتی ہے؟ کہاں سے آتی ہے؟ یہ اور اس قسم کے متعدد دوسرے سوال انسانی ذہن میں سے پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ ایسے ہی ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں۔ ”انسانی روح کے پیدا ہونے کے لئے خدا تعالےٰ کا قانون قدرت یہ ہے کہ دو نطفوں کے ملنے کے بعد جب آہستہ آہستہ قالب تیار ہو جاتا ہے تو جیسے چند ادویہ کے ملنے سے اس مجموعہ میں ایک خاص مزاج پیدا ہو جاتی ہے کہ جو ان دواؤں میں فرد فرد کے طور پر پیدا نہیں ہوتی اسی طرح اس قالب میں۔۔۔ ایک خاص جوہر پیدا ہو جاتا ہے اور وہ ایک فاسفورس کے رنگ میں ہوتا ہے اور جب تجلی الٰہی کی ہوا کن کے امر کے ساتھ اس پر چلتی ہے تو یکدفعہ وہ افروختہ ہو کر اپنی تاثیر اس قالب کے تمام حصوں میں پھیلا دیتا ہے۔ تب وہ جنین زندہ ہو جاتا ہے پس یہی افروختہ چیز جو جنین کے اندر تجلی ربی سے پیدا ہو جاتی ہے اسی کا نام روح ہے اور وہی بحکم اللہ ہے۔۔۔ روح محض خاص تجلی الٰہی سے پیدا ہوتی ہے اور گو روح کا فاسفورس اس مادہ سے ہی پیدا ہوتا ہے مگر وہ روحانی آگ جس کا نام روح ہے وہ بجز مس نسیم آسمانی کے پیدا نہیں ہو سکتی۔ یہ سچا علم ہے جو قرآن شریف نے ہمیں بتلایا ہے۔ تمام فلاسفروں کی عقلیں اس علم تک پہنچنے سے بیکار ہیں“۔ چشمہ معرفت صفحہ ۱۵۱

انسانی روح کو خدا شناسی اور معرفتِ الٰہی کی جو پیاس لگی رہتی ہے اور جس کا مختلف ذرائع سے اظہار ہوتا رہتا ہے اس کی حقیقت اور وجہ بتاتے ہوئے حضور فرماتے ہیں۔

”جس طرح بیٹے میں باپ اور ماں کا کچھ کچھ حلیہ اور خو بو پائی جاتی ہے اسی طرح روحیں جو خدا تعالےٰ کے ہاتھ سے نکلی ہیں اپنے صانع کی سیرت و خصلت سے اجمالی طور پر کچھ حصہ رکھتے ہیں۔ اگرچہ مخلوقیت کی ظلمت و غفلت غالب ہو جانے کی وجہ سے بعض نفوس میں وہ رنگ الٰہی کچھ پھیکا سا ہو جاتا ہے لیکن اس سے انکار نہیں ہو سکتا کہ ہر ایک روح کسی قدر وہ رنگ اپنے اندر رکھتی ہے۔ اور پھر بعض نفوس میں وہ رنگ بد استعمالی کی وجہ سے بدنما معلوم ہوتا ہے۔ مگر یہ اس رنگ کا قصور نہیں بلکہ طریقہ استعمال کا قصور ہے انسان کی اصلی قوتوں اور طاقتوں میں سے کوئی بھی بری قوت نہیں صرف بد استعمالی سے ایک نیک قوت بری معلوم ہونے لگتی ہے۔ اگر وہی قوت اپنے موقعہ پر استعمال کی جائے تو وہ سراسر نفع رساں اور خیر محض ہے۔ اور حقیقت میں انسان کو جس قدر قوتیں دی گئی ہیں وہ سب الٰہی قوتوں کے اظلال و آثار ہیں۔ جیسے بیٹے کی صورت میں کچھ کچھ باپ کے نقوش آجاتے ہیں ایسا ہی ہماری روحوں میں اپنے رب کے نقوش اور اس کی صفات کے آثار آ گئے ہیں جن کو عارف لوگ خوب شناخت کرتے ہیں اور جیسے بیٹا جو باپ سے نکلا ہے اس سے ایک طبعی محبت رکھتا ہے نہ بناوٹی۔ اسی طرح ہم بھی جو اپنے رب سے نکلے ہیں اس سے فی الحقیقت طبعی محبت رکھتے ہیں نہ بناوٹی اور اگر ہماری روحوں کو اپنے رب سے یہ طبعی و فطرتی تعلق نہ ہوتا تو پھر سالکین کو اس تک پہنچنے کیلئے کوئی صورت اور سبیل نہ تھی۔

(سرمہ چشم آریہ صفحہ ۱۱۹)

روح کا کامل علم حاصل کرنا تو انسانی مقدرت میں پورے طور پر نہیں ہے۔ تاہم اس کی حقیقت کو ممکن حد تک سمجھانے کے لئے حضور نے ایک نسخہ کیمیا عطا فرمایا ہے جو بطور کلید بہت سے اسرار کے سمجھنے کے لئے نہایت مفید و کارآمد ہے آپ فرماتے ہیں۔

”جو شخص روح کے بارے میں سچی معرفت حاصل کرنا چاہتا ہے اس کو چاہیئے کہ خواب کے عالم پر بہت غور کرے کہ ہر ایک پوشیدہ راز موت کا خواب کے ذریعہ سے کھل سکتا ہے۔ اگر تم عالم خواب کے اسرار پر جیسا کہ چاہیئے توجہ کرو گے اور جس طور پر عالم خواب میں روح پر ایک موت وارد ہوتی ہے اور اپنے علوم اور صفات سے وہ الگ ہو جاتی ہے اسی طور پر نظر تدبر ڈالو گے تو تمہیں یقین ہو جائے گا کہ موت کا معاملہ خواب کے معاملہ سے ملتا جلتا ہے۔ پس یہ کہنا صحیح نہیں ہے کہ روح مفارقت بدن کے بعد اسی حالت پر قائم رہتی ہے۔ جو حالت دنیا میں وہ رکھتی تھی بلکہ خدا تعالےٰ کے حکم سے ایسی ہی موت اس پر وارد ہو جاتی ہے جیسا کہ خواب کی حالت میں اس پر وارد ہوئی تھی بلکہ وہ حالت اس سے بہت زیادہ ہوتی ہے اور ہر ایک صفت اس کی نیستی کی چکی کے اندر پیسی جاتی ہے اور وہی روح کی موت ہے اور پھر جو لوگ زندہ ہونے کے کام کرتے تھے وہی زندہ کئے جاتے ہیں۔ کسی روح کی مجال نہیں کہ آپ زندہ رہ سکے۔۔۔۔ جیسی جسم پر موت ہے روحوں پر بھی موت ہے لیکن قرآن شریف سے ثابت ہوتا ہے کہ ابرار و اخیار اور برگزیدہ لوگوں کی روحیں چند روز کے بعد پھر زندہ کی جاتی ہیں کوئی تین دن کے بعد کوئی ہفتہ کے بعد کوئی چالیس دن کے بعد اور یہ حیات ثانی نہایت آرام اور آسائش اور لذت کی ان کو ملتی ہے“۔ چشمہ معرفت صفحہ ۱۵۲

روحوں کے خواص اور کمالات کا خلاصہ یا اجمالی خاکہ بیان کرتے ہوئے حضور فرماتے ہیں۔

”روحوں میں بہت سے خواص اور عجیب طاقتیں اور استعدادیں پائی جاتی ہیں جن کو قرآن شریف نے استیفاء سے ذکر کیا ہے مثلاً ان میں چند قوتیں اور استعدادیں یہ ہیں جو ہم ذیل میں لکھتے ہیں۔

۱۔ علوم و معارف کی طرف شائق ہونے کی قوت۔

۲۔ علوم کو حاصل کرنے کی ایک قوت۔

۳۔ علوم حاصل کردہ کے محفوظ رکھنے کی ایک قوت۔

۴۔ محبت الٰہی کی ایک قوت

۵۔ لذت وصال الٰہی اٹھانے کی ایک قوت۔

۶۔ مکاشفات کی ایک قوت۔

۷۔ مؤثر یا متاثر ہونے کے یا یوں کہو کہ باہم عامل و معمول ہونے کی ایک قوت۔

۸۔ تعلق اجسام قبول کرنے کی ایک قوت۔

۹۔ تخلق باخلاق اللہ کی ایک قوت۔

۱۰۔ مورد الہام الٰہی ہونے کی ایک قوت۔

۱۱۔ بسط اور قبض حالت پیدا ہونے کی ایک قوت۔

۱۲۔ معارفِ غیر متناہیہ کے قبول کرنے کی ایک قوت۔

۱۳۔ رنگین برنگی تجلی قدرت ہونے کی ایک قوت۔

۱۴۔ عقلی قوت جس سے امتیاز حسن و قبح ان پر ظاہر ہوتا ہے۔

۱۵۔ بقائے اثر اور قبول اثر کی ایک قوت بمقابلہ اپنے اجسام متعلقہ کے۔

۱۶۔ اقرار وجود خالق حقیقی کی ایک قوت۔

۱۷۔ اجسام کے ساتھ اور ان کے اشکال خاصہ کے ساتھ مل کر بعض نئے خواص کے ظاہر کرنے کی قوت۔

۱۸۔ ایک قوت کشش باہمی جس کو مقناطیسی قوت کہنا چاہیئے۔

۱۹۔ ابدی طور پر قائم رہنے کی قوت۔

۲۰۔ جسم مفارق کی خاک سے ایک خاص تعلق رکھنے کی قوت جو کشفی طور پر ارباب کشف قبور پر ظاہر ہوتی ہے۔ ایسا ہی اور بہت سی ایسی قوتیں ہیں جن کا مفصل بیان نہایت لطافت اور خوبی سے قرآن شریف میں مندرج ہے۔ سرمہ چشم آریہ صفحہ ۱۹۷

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد اس مسئلہ پر روشنی ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں۔

”یہود میں ایک اور نقص بھی پیدا ہو گیا تھا جو مایوس اقوام میں عام طور پر پیدا ہو جایا کرتا ہے اور وہ یہ کہ جب وہ کلام الٰہی سے محروم ہو گئے اور نبوت کا سلسلہ ان میں بند ہو گیا تو وہ جھوٹے تصوف کی طرف راغب ہو گئے اور خاص خاص مشقوں کے ذریعہ سے بزعم خود اپنی روحانی قوتوں کو بڑھانے میں مشغول ہو گئے۔ کوئی تو ذکر اذکار کے ذریعہ سے اپنی قوتوں کو بڑھاتا اور کوئی اسم اعظم کو قابو میں لا کر اپنی روحانیت کو ترقی دیتا تھا۔ اور یہ سب لوگ خیال کرتے تھے کہ جو کمی وحی الٰہی کے نہ آنے سے پیدا ہو گئی تھی وہ اس طرح انہوں نے دور کر لی ہے۔۔۔۔ ان کا خیال تھا کہ ارواح کو قابو میں لا کر یا اپنی روح کو جلا دے کر انسان بہت بڑے سے بڑے معجزات

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دکھلا سکتا ہے اور علوم غیبیہ کو پا سکتا ہے۔ ۔ ۔ ۔ موجودہ زمانہ میں بھی اس کا بہت رواج ہے۔ یورپ میں اس علم والوں کو سپر چولسٹ کہتے ہیں ـــ خلاصہ یہ کہ علم الارواح ایک قدیم علم ہے اور یہود میں اس کا خاص رواج تھا خصوصاً جب ان کا تعلق دین سے کم ہوا اور الہام کا دروازہ بند ہوا تو وہ اس کی طرف بہت متوجہ ہو گئے"۔

اس سلسلہ میں اپنا نقطہ نظر بیان کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں۔ "کامل حمد جس میں حمد کی سب ضروری صفات پائی جائیں اللہ تعالیٰ کو ہی حاصل ہے۔ انہی معنوں میں الروح کا لفظ اس جگہ استعمال ہوا ہے اور یہ بتایا گیا ہے کہ روح کو کامل کرنے کا کام اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ میں رکھا ہے۔ بغیر اذن الٰہی کے کوئی روح کامل نہیں ہو سکتی خواہ اس کے کام کرنے کے لئے کتنے ہی گر استعمال کئے جائیں اور کتنی ہی مشقیں کی جائیں۔ ۔ ۔ اس امر کا ثبوت کہ یہ علم بالکل ناقص ہے میں ہمیشہ یہ دیا کرتا ہوں کہ مختلف مذاہب کے لوگ جو اس علم کی معرفت روحانی باتیں معلوم کرتے ہیں ان کی معلوم کی ہوئی خبروں میں شدید اختلاف پایا جاتا ہے اگر روحانی مشقوں سے سابق ارواح سے حقیقی طور پر علوم دریافت کئے جا سکتے تو یہ اختلاف کبھی نہ ہوتا"۔

حضور کے اس بصیرت افروز بیان میں روحانی امور کے بارے میں دنیاداروں کی کوششوں اور ان کی ناکامی کا ذکر تھا تاہم عالم روحانیت کے بلند پرواز پرندوں کا حال اس سے بالکل مختلف ہے۔ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں۔

"قبور کے ساتھ جو تعلق ارواح کا ہوتا ہے یہ ایک صداقت تو ہے مگر اس کا پتہ دینا اس آنکھ کا کام نہیں یہ کشفی آنکھ کا کام ہے کہ وہ دکھلاتی ہے۔ اگر محض عقل سے اس کا پتہ لگانا چاہو تو کوئی عقل کا پتلا اتنا ہی بتلائے کہ روح کا وجود بھی ہے یا نہیں؟ ۔ ۔ ۔ ۔ نری عقل روح کا وجود بھی یقینی طور پر نہیں بتا سکتی چہ جائیکہ اس کی کیفیت اور تعلقات کا علم پیدا کر سکے ۔ ۔ ۔ پس جب یہ بات ثابت ہو گئی کہ روح کے متعلق علم چشمہ نبوت سے ملتے ہیں تو یہ امر کہ ارواح کا قبور کے ساتھ تعلق ہوتا ہے اسی چشم سے دیکھنا چاہیئے اور کشفی آنکھ نے بتلایا ہے کہ اس تودۂ خاک سے روح کا ایک تعلق ہوتا ہے ۔ ۔ ۔ ۔ پس جو آدمی ان قویٰ سے کام لے جن سے کشف قبور ہو سکتا ہے وہ ان تعلقات کو دیکھ سکتا ہے۔

قبور کے ساتھ تعلق ارواح کے دیکھنے کے لئے کشفی قوت اور حس کی ضرورت ہے۔ اگر کوئی کہے کہ یہ ٹھیک نہیں ہے تو وہ غلط کہتا ہے۔ انبیاء علیہم السلام کی ایک کثیر تعداد۔ کروڑہا اولیاء و صلحاء کا سلسلہ دنیا میں گذرا ہے اور مجاہدات کرنے والے بے شمار لوگ ہو گذرے ہیں۔ اور وہ سب اس امر کی زندہ شہادت ہیں۔ گو اس کی اصلیت اور تعلقات کی وجہ عقلی طور پر ہم معلوم کر سکیں یا نہ مگر نفس تعلق سے انکار نہیں ہو سکتا۔ غرض کشفی دلائل ان ساری باتوں کا فیصلہ کئے دیتے ہیں۔ کان اگر نہ دیکھ سکیں تو ان کا کیا قصور؟ وہ اور قوت کا کام ہے۔ ہم اپنے ذاتی تجربہ سے گواہ ہیں کہ روح کا تعلق قبر کے ساتھ ضرور ہوتا ہے۔ انسان میت سے کلام کر سکتا ہے ۔ ۔ ۔ ۔ روح کا تعلق آسمان سے بھی ہوتا ہے۔ جہاں اس کے لئے ایک مقام ملتا ہے۔ میں پھر کہتا ہوں یہ ایک ثابت شدہ صداقت ہے ۔ ۔ ۔ ۔ یہ امر کہ کس جگہ تعلق ہے کشفی حالت خود ہی بتا دے گی"۔

(ملفوظات جلد نمبر ۱ صفحہ ۲۷۶)

TAHIR
COMPOSING CENTRE

خدا کے فضل اور رحم کیساتھ

اردو نستعلیق کمپوزنگ کی دنیا میں انقلاب

انگلش کمپوزنگ اور کمپیوٹرائزڈ ڈیزائننگ کے ساتھ ساتھ اردو نستعلیق لاہوری خط عربی / فارسی کے مختلف پوائنٹ سائز اور مختلف ڈیزائنوں میں کمپوزنگ بہترین رزلٹ ٹریسنگ پیپر پر MIRROR IMAGE حاصل کریں۔

ENGLISH TYPESETTING & DESIGNING ON LATEST MACINTOSH COMPUTERS
PHOTO OFFSET PRINTING FACILITIES ARE ALSO AVAILABLE

GABA BUILDING, ROYAL PARK, LAHORE-54000 PH : 366931 - 227492

زنانہ و مردانہ پیچیدہ امراض کیلئے رجوع فرمائیں
دیسی و انگریزی ادویات بھی دستیاب ہیں
حکیم محمد انور صابر
اڈہ ۶/۱۱ـ۱ پھاٹک تحصیل چیچہ وطنی

دیسی اور انگریزی ادویات کا مرکز
دواخانہ دارالشفاء
کچہری بازار خانیوال
فون دکان: ۲۴۳۵ ـ ۰۶۹۲
〃 گھر: ۲۱۳۵ ـ ۰۶۹۲

راجپوت
مکینیکل ورکس
کھوکھا بازار۔ ساہیوال

نیا سال مبارک
ماسٹر ایوب فرنیچر مارٹ
گوجرہ روڈ۔ سمندری
فون: P.P. ۲۸۶۵ ـ ۰۴۶۵۲

المبارک جیولرز
سی بلاک اوکاڑہ
فون ۳۷۸۹ ـ ۰۴۴۲ P.P
بہترین زیورات کی بنوائی کے لئے
ہماری خدمات حاصل کریں
پروپرائٹر: مبارک احمد

حضرت امام جماعت احمدیہ کا چاروں برِّ اعظموں میں
خطبہ نشر ہونے پر مبارک باد
شریف جنرل سٹور۔ ریل بازار۔ اوکاڑہ
فون۔ ۲۵۴۴ ـ ۰۴۴۲ ـــــ ۳۰۱۲ ـ ۰۴۴۲
ریٹیل ہول سیل، مینیاری و ہوزری

نذیر کلاتھ ہاؤس
صدر بازار۔ اوکاڑہ
فون: ۲۳۰۵
ہول سیل کلاتھ مرچنٹ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

طارق آئس فیکٹری

اڈہ ۱۱/۶۔L پھاٹک تحصیل چیچہ وطنی ضلع ساہیوال

پروپرائٹر

چوہدری ظفر اقبال سراء

احباب جماعت کو نیا سال مبارک

رفیق دری ہاؤس

حق باہو اوکاڑہ

فون P.P. ۲۹۳۳ - ۰۴۴۲

MR

Mushtaq Ahmad-Abdul Razzaq

Sharif Cloth Market,

Shop No. 7,

FAISALABAD

Phone:- 0411-616381-23819

Phone:- Res:- 51882

مشتاق احمد، عبد الرزاق

شریف کلاتھ مارکیٹ، دوکان ۷ فیصل آباد

فون : ۲۳۸۱۹ - ۶۱۶۳۸۱ - ۰۴۱۱

〃 گھر ـــــــ ۵۱۸۸۲

خالص سونے اور چاندی کے زیورات

پوری گارنٹی کے ساتھ تیار کئے جاتے ہیں

ـــــ آزمائش شرط ہے ـــــ

المبشر جیولرز

گولڈن سٹریٹ ریل بازار پتوکی ضلع قصور

پروپرائٹر: منور احمد ضیاء مبشر احمد ضیاء

فون دکان ـ ۳۸۲۷ - ۰۴۹۴۲

فون گھر ـ ۳۰۲۷ - ۰۴۹۴۲

امراض شوگر و امراض نسواں کا کامیاب علاج

مرض اٹھرا کے لئے ہمدرد نسواں حبوب اٹھرا (-/۱۵ روپے)

اور نرینہ اولاد کے لئے دوائی فضلِ الٰہی (-/۱۵۰ روپے)

ـــــ کی شاندار کامیابی کے بعد اب ـــــ

امراض شوگر، لیکوریا اور جریان سے نجات کے لئے مؤثر ادویات بھی

ـــــ ہمارے ہاں دستیاب ہیں ـــــ

ان امراض کے نئے مریضوں کے لئے مکمل کورس ۱۵ دن قیمت -/۲۵ روپے

ان امراض کے پرانے مریضوں کے لئے مکمل کورس ۳۰ دن قیمت -/۵۰ روپے

ـــــ اس کے علاوہ ـــــ

گردہ، مثانہ اور پتہ کی پتھری کے لئے بھی ہماری ادویات مفید ہیں جن کے استعمال سے پتھری تحلیل ہو کر نکل جاتی ہے۔ مدت مکمل کورس ۳ ماہ سات دن

(۱) دوائی خانہ آبادی بانجھ پن کا کامیاب علاج قیمت -/۷۰ روپے

(۲) اکسیر موٹاپا۔ پندرہ روزہ کورس قیمت -/۲۵ روپے

(۳) کلینک آپ چہرہ کے غیر ضروری بالوں کو ہمیشہ کے لئے ختم کرتا ہے قیمت -/۱۰ روپے

جدید دواخانہ خدمتِ خلق۔ گولبازار ربوہ

Sobu

صوبی واشنگ مشین

بھائی بھائی ٹریڈرز نزد ایوان محمود ربوہ

مایوس و پریشان مریض

جو پرانے اور ضدی امراض میں مبتلا ہوں

خالص جرمن ادویات سے علاج کے لئے

تشریف لائیے۔

بذریعہ ڈاک دوا بھیجنے کا فوری انتظام

H.DR. S.A. RAHMAN D.H.M.S

ہر قسم کی جرمن ہومیوپیتھک و بائیوکیمک ادویات کھلی

اور سیلڈ بند خریدنے کا عظیم الشان مرکز

شاہ ہومیوپیتھک سٹور اینڈ ہسپتال رحمت بازار ربوہ

ایک وقت میں تین کام

دھوئے بھی

چمکائے بھی

کپڑوں کو مہکائے بھی

WARRIOR　بھائی سوپ رجسٹرڈ　WARRIOR

وزن میں پورا ◉ معیار میں اعلیٰ

بھائی سوپ جدید اور اعلیٰ اجزا سے تیار ہونے والا صابن جو کپڑوں کو صاف کرنے کے ساتھ ساتھ متعدی امراض کے جراثیموں سے بھی پاک کرتا ہے۔

اونی سوتی اور ریشمی کپڑوں کی اعلیٰ دھلائی کے لئے مشہور زمانہ

واریئر کیمیکل کمپنی کا بھائی سوپ استعمال کریں:

واریئر کیمیکل کمپنی (رجسٹرڈ) پاکستان فیصل آباد

فون نمبر سیل آفس فیصل آباد ـــــ فیکٹری

۶۱۷۷۶۴ ـــ ۴۷۷۶۴ ـــ ۶۱۵ - ۳۴۰ /۰۴۵۲۴

P.S.O

علی ٹریڈرز

ـــ ڈسٹری بیوٹرز پی۔ ایس۔ او ـــ

کیروسین آئیل، فرنس آئیل، لائٹ ڈیزل آئیل، موبل آئیل

پروپرائٹر

ملک عبد الغفور

کالونی فلور مل روڈ لال مل چوک فیصل آباد

فون ـــ ۶۱۷۷۰۵ ـــ ۲۸۷۰۵

Digitized by Khilafat Library Rabwah

احباب جماعت کو نیا سال مبارک ہو
زنانہ مردانہ کپڑے کی معیاری خریداری کیلئے
شیخ کلاتھ ہاؤس اقصیٰ روڈ ربوہ
پروپرائٹر ——— شیخ انور حمید

ABBAS JABBAR
CLOTH MERCHANT
STAR 1035- AL-KARAM
S-T-M COLONY COTON
RASHID COTON MILLS
CLOTH VARIETY
AVAILABLE
PHONE:- 616472

عبّاس جبار کلاتھ مرچنٹ
سٹار ۱۰۳۵، الکرم کاٹن، ایس۔ٹی۔ایم کاٹن
کالونی کاٹن، رشید کاٹن ملز کے معیاری پارچات کا
بہترین مرکز
حبیب کلاتھ مارکیٹ دکان نمبر ۱ گوردوارہ گلی فیصل آباد
فون ۶۱۶۴۷۲

لیڈی ڈاکٹر یاسمین آفتاب
ایم بی بی ایس
ماہر امراض زچہ وبچہ
سمن آباد۔ گوجرہ
فون ۳۲۷۳ - ۰۴۶۵۱

نوید فوٹو سٹیٹ
اینڈ
جنرل سٹور
سٹیڈیم روڈ۔ ساہیوال
فون ۷۶۶۹۱ — ۰۴۴۱

قدرت ثانیہ کے مظہر اول شاہی طبیب
حضرت مولانا
حکیم نورالدین صاحب کے شاگرد اول حکیم نظام جان
کے فرزند اکبر
حکیم عطاء الرحمن علوی
اینڈ سنز رجسٹرڈ
مشورہ مفت
دکھی مخلوق کی خدمت میں کوشاں ہیں

حکیم عطاء الرحمن علوی

دواخانہ محافظ صحت کوٹ نہال سنگھ مین سٹریٹ نمبر ۲ اوکاڑہ

عامر جاوید ہول سیل کلاتھ
مردانہ و زنانہ ورائٹی کا مرکز
شریف مارکیٹ گول کچہری بازار فیصل آباد فون 23819-PP

خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے زیورات بنانے کا مرکز
البشیر اینڈ سنز جیولرز
گولڈن سٹریٹ ریل بازار پتوکی ضلع قصور
پروپرائٹرز: ایم بشیر الحق، انوار الحق شاہین
فون رہائش ۲۶۹۰ - ۰۴۹۴۲
فون شاپ ۳۱۷۱ - ۰۴۹۴۲

یہاں پر خالص سونے چاندی کے زیورات
آرڈر پر تیار کئے جاتے ہیں
الرحمان جیولرز
سی بلاک اوکاڑہ
محمد ارشد خالد۔ فون P.P. ۳۷۸۹
بازار سے بارعایت خرید فرمائیں

الظہور موٹرز
امپورٹرز اینڈ ہول سیلرز
ڈیلرز: ٹویوٹا۔ ہینو۔ پجیرو۔ مزدا
ڈاٹسن ڈیزل پارٹس
122-C شعیب بلال مارکیٹ بالمقابل جنرل بس سٹینڈ فیصل آباد
فون: 0411-51370-56370

حضرت امام جماعت احمدیہ کا چاروں براعظموں میں
خطبہ نشر ہونے پر مبارک باد
آصف کلاتھ ہاؤس صدر بازار۔ اوکاڑہ
نت نئی ورائٹی کا مرکز

حضرت امام جماعت احمدیہ کا چاروں براعظموں میں خطبہ نشر ہونے پر مبارک باد
بانی حکیم الٰہی بخش بھٹی
کلینک و میڈیکل ہال۔ پرانی منڈی پتوکی
ڈاکٹر منیر احمد۔ ڈاکٹر اقبال احمد تمغہ جنگ، ستارہ حرب۔ فون ۲۸۷۲ - ۰۴۹۴۲

Digitized by Khilafat Library Rabwah

MARSHAL

DRUGS CORP., (PVT) LTD.

MEMBER OF INTERNATIONAL TRADE ASSN., SINGAPORE.

IMPORTERS & DISTRIBUTORS OF

PHARMACEUTICALS, VACCINES, CHEMICALS, SURGICAL/MEDICAL DISPOSABLE PRODUCTS & GELATIN CAPSULES.

EXCLUSIVE SOLE AGENT OF

PARNELL LABORATORIES PTY LTD., AUSTRALIA.
HAN SEO PHARM CO., LTD., KOREA.
BEVER MEDICAL IND., CO., LTD., THAILAND.
CHENGDA SCIENTECH CORPORATION CHINA.

CONTACT NRS FOR TRADE ENQ.,

VISITING ADDRESS:

30-FEROZEPUR ROAD, LAHORE.

TEL: 481873-483917 FAX: 368854 TLX: 47533 DRUGS PK.

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ڈیلرز :- ریفریجریٹر، ڈیپ فریزر، واشنگ مشین
کُکنگ رینج، گیزر، ایئر کنڈیشنر، ٹیلیویژن، وولٹیج سٹیبلائزر

نیشنل الیکٹرانکس

1 - لنک میکلوڈ روڈ لاہور

فون :- 223228 / 357309

فخر الیکٹرانکس

ڈیلرز
- ریفریجریٹر
- ڈیپ فریزر
- واشنگ مشین
- کُکنگ رینج
- گیزر
- ایئر کنڈیشنر
- ٹیلیویژن
- وولٹیج سٹیبلائزر

1 - لنک میکلوڈ روڈ
جودھا ئل بلڈنگ
لاہور

فون :- 354873 - 223347 - 239347

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تجربہ تحقیق اور کامیابی کے چالیس ۴۰ سال

جدید تحقیقات کی روشنی میں ڈیڑھ صدی سے زائد مفید اور مؤثر ادویات کی تیاری۔ تمام مرکبات انسانی مزاج سے ہم آہنگ اور اندرون و بیرون ملک یکساں مقبول۔

تمام ادویہ عمدہ خالص اور مکمل اجزاء سے تیار کی جاتی ہیں۔ ہمارا مقصد طب یونانی کی سربلندی اور اعتماد بحال کرنا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج بھی ہمارا ادارہ طب یونانی کی دواسازی میں اپنی پہچان خود ہے۔

خورشید

مُفید اور مؤثر دوائیں

تریاقِ اٹھرا	مرض اٹھرا کی اکسیر گولیاں۔ جس کے باقاعدہ استعمال سے حمل محفوظ رہتا ہے۔	-/۱۵ روپے فی ڈبی
نور نظر	اولاد نرینہ کیلئے مفید ترین گولیاں۔ بہت تجربہ اور فائدہ کی چیز ہے۔	مکمل کورس -/۱۲۵ روپے
زدجام عشق	مشہور عالم گولیاں جو تمام اعضائے رئیسہ کو طاقت دیتی ہیں۔	۳۰ گولیاں -/۳۰ روپے
اکسیر معدہ	پیٹ درد۔ بدہضمی۔ کھٹے ڈکار۔ متلی۔ بھوک نہ لگنا اور ہیضہ کیلئے بمنزلہ اکسیر ہے۔ اس کا ہر گھر میں ہونا ضروری ہے۔	-/۶ -/۱۲ -/۲۴
قند شفاء	جوشاندے کا انسٹنٹ پوڈر۔ انفلوئنزا۔ نزلہ۔ زکام اور سردرد میں مفید۔	-/۱۰ روپے
حب سعال	گلے کی خراش اور کھانسی کے لئے بہترین گولیاں۔	-/۱۰ روپے
اکسیر نونہال	(شربت) بچوں کے پیٹ کی صفائی۔ ازالۂ قبض اور معدہ و جگر کی اصلاح کیلئے بہت مفید ہے۔	-/۱۰ روپے

مُفید اور مؤثر دوائیں

نور کاجل	آنکھوں میں خوبصورتی اور چمک پیدا کر کے حسن میں اضافہ کرتا ہے۔	-/۵ روپے
نور اُبٹن	چہرے کے کیل، چھائیوں، داغوں، مہاسوں کو دُور کرتا ہے۔	-/۱۰ روپے
نور آملہ	بسکری، خشکی دُور کر کے بالوں میں نرمی اور چمک پیدا کرتا ہے۔	-/۱۰ روپے
نور منجن	دانتوں اور منہ کی یومیہ صفائی کے لئے بہترین منجن۔	
شفاء پائیوریا	مسوڑھوں کے خون اور پیپ کو دور کرتا ہے۔ ہلتے دانتوں کو مستحکم کرتا ہے۔	-/۱۵ روپے
تابانی	ہربل باڈی لوشن، چہرہ اور ہاتھوں کی خوبصورتی اور دلکشی کے لئے۔	-/۱۰ روپے
خورشید ہیئر آئل	مفید ترین جڑی بوٹیوں سے تیار کردہ تیل جو بالوں کو گھنے اور دراز کرتا ہے۔ گرنے سے روکتا اور بسکری دُور کرتا ہے۔	

طبّ یُونانی کا مایہ ناز ادارہ

خورشید یونانی دواخانہ (رجسٹرڈ) گولبازار۔ ربوہ

ربوہ میں آپ کے جیولرز

پاک گولڈ سمتھ

اقصیٰ روڈ ربوہ

ـــ میاں عبدالمنان ناصر ولد میاں عبدالسلام صاحب ـــ

فون دوکان 643 / 550

فون گھر 749 / 549

Digitized by Khilafat Library Rabwah

انٹرنیشنل جماعت ہائے احمدیہ کی خدمت میں
نئے سال کی دلی مبارکباد پیش کرتے ہیں

بھٹی برادرز

اقصیٰ چوک
ربوہ

— برائے —
الیکٹرک اور ہارڈ ویئر کا معیاری سامان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

CURATIVE SYSTEM REVOLUTIONARY THERAPY
کیوریٹو سسٹم۔ انقلابی طریقہ علاج

(1) ادویاتی علاج Medical Treatment میں (سرجری اور فزیو تھراپی وغیرہ کو چھوڑ کر) ہومیوپیتھی جدید ترین اور کامیاب ترین طریقہ علاج ہے۔

(2) جدید ہومیوپیتھی میں مفردات Single Remedies کے ساتھ ساتھ دنیا بھر میں چھوٹی طاقت کی **مرکب ادویات** Low Potency Combinations جلد صحتیابی کے لئے بڑا موثر کردار ادا کر رہی ہیں۔

(3) 30 طاقت سے اوپر یعنی 200 پوٹینسی، 1000، دس ہزار اور ایک لاکھ CM طاقت کے مرکبات کا سلسلہ ہم نے 1959ء میں شروع کیا جو پاکستان بھی میں مقبول اور بیرونی دنیا میں بھی مطلوب ہے۔ یوں کیوریٹو ہومیوپیتھی Curative Homeopathy مزمن امراض Chronic Diseases کے شفا بخش علاج میں عام ہومیوپیتھی سے 33 سال آگے ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہے۔

(4) کیوریٹو سسٹم (جدید ہومیوپیتھی) کی ادویات مندرجہ ذیل قسم کی ہیں۔

(i) مزمن امراض (Chronic Disease) کے مکمل کورسز	Complete Courses	72 عدد
(ii) مزمن امراض (Chronic Disease) کے مختصر کورسز یعنی کیورز	Cures	284 عدد
(iii) روزمرہ استعمال کی ادویات	General Medicines	54 عدد
(iv) عورتوں کی ادویات	Female Medicines	35 عدد
(v) مردانہ ادویات	Male Medicines	14 عدد
(vi) حیوانات کی ادویات	Veterinary Medicines	50 عدد
(vii) مرغیوں اور پرندوں کی ادویات	Poultry Medicines	12 عدد

(5) قریباً 500 پانچ سو مجرب کیوریٹو ادویات Curative Medicines پر مشتمل لٹریچر ہمارے سٹاکسٹوں سے مفت یا ایک روپیہ کا ٹکٹ بھیج کر ڈاک سے طلب کریں۔

کیوریٹو میڈیسن (ڈاکٹر راجہ ہومیو) **کمپنی رجسٹرڈ لاہور، کراچی، ہیڈ آفس ربوہ فون**
آفس 771
کلینک 606
رہائش ڈاکٹرز 607

اور اب
Curative Smells
شفا بخش خوشبویات
Curative Smell Therapy
خوشبو سے علاج

کیوریٹو سسٹم ایک مستقل طریقہ علاج بھی ہے اور اسے دوسرے طریقہ ہائے علاج، **ایلوپیتھی، ہومیوپیتھی** اور **یونانی علاج** کے ساتھ بطور معاون و مددگار بھی استعمال کیا جاسکتا ہے کسی بھی کیس میں جہاں کوئی تکلیف باقاعدہ علاج کے باوجود دور نہ ہورہی ہو ادویات کے درمیانی وقفے میں اس تکلیف کی متعلقہ **کیوریٹو سمیل** Curative Smell سونگھائیں، اللہ نے چاہا تو یہ تکلیف بہت جلد دور ہو جائے گی۔

(1) مثلاً کھانسی زکام، نزلہ، گلے کی خرابی اور ناک کی بندش کی سمیل **فلو کیوریٹو سمیل** Flu Curative Smell کسی بھی دوسرے علاج کے دوران (دواؤں کے درمیانی وقفہ میں) چند بار سونگھنے سے جلد آرام آجاتا ہے۔

(2) کسی مریض کو گھبراہٹ، دل ڈوبنے یا دھڑکن یا درد کی شکایت ہو تو **ہارٹ کیوریٹو سمیل** Heart Curative Smell (دوسرے علاج کے دوران بھی) سونگھانے سے بہت جلد آرام آجاتا ہے۔

(3) نظام ہضم کی کوئی بھی شدید تکلیف ہو مثلاً پیٹ درد، بدہضمی، گیس ہوا، پیچش، قبض اور اسہال وغیرہ ہو تو **ڈائی جسٹ کیوریٹو سمیل** Digest Curative Semll چند بار سونگھنے سے یہ تکالیف جلد ٹھیک ہو جاتی ہیں۔

(4) **فیور کیوریٹو سمیل** Fever Curative Semll بھی اسی طرح ہر قسم کے بخاروں میں اکیلی اور دوسرے علاج کے ساتھ بھی بہت موثر ہے۔ دوسری سمیلز کی طرح جلد فائدہ کرتی ہے۔

(5) **پینز کیوریٹو سمیل** Pains Curative Semll سر درد، کان درد، دانت درد، اور دیگر جسمانی دردوں کے لئے مفید ہے۔ درد کی شدّت کے مطابق پانچ دس منٹ یا دو چار گھنٹہ کے وقفہ سے سونگھیں۔

(6) **ایمرجینسی کیوریٹو سیمل** Emergency Curative Semll تمام شدید اور نامعلوم تکلیفوں میں توانائی کی فوری بحالی کے لئے سونگھائی جاسکتی ہے اکیلی بھی اور دوسری سمیلز کے ساتھ باری باری بھی (جہاں دوسری سمیلز اکیلی کام نہ کریں) ہر دوا کی مددگار اور ہر دوا کا بدل بھی ہے۔

(7) **ٹیمپر کیوریٹو سمیل** Temper Curative Semll ہر قسم کے صدمہ، غم، رنج، غصہ، مایوسی اور موڈ کی خرابیوں مثلاً چڑچڑے پن، بچوں کی حد سے بڑھی ہوئی ضد یا کسی ساتھی کی سخت بدمزاجی وغیرہ میں فوری اور مستقل فائدہ بھی دیتی ہے۔ اگر سخت بگڑے ہوئے مزاج والا مریض ٹیمپر کیورٹیو سمیل Temper Curative Semll سونگھنے پر آمادہ نہ ہو تو ایک دو قطرے پانی یا کسی بھی ٹھنڈے مشروب میں پلائے جاسکتے ہیں وقفہ خوراک پانچ منٹ سے چھ تا بارہ گھنٹے حسب ضرورت۔

نوٹ:۔ روزمرہ عام استعمال والی ان سات کیورٹیو سمیلز کا پرس (Purse) 150 روپے میں دستیاب ہے۔ قیمت فی سمیل 20 روپے ڈاک خرچ 20 روپے سٹاکسٹوں کے لئے معقول کمیشن میڈیکل اور نان میڈیکل لائین کے سب کاروباری حضرات خرید و فروخت کر سکتے ہیں۔

CURATIVE SMELLS INT,L
RABWAH PAKISTAN
PH:- OFF 771
CLANIC 606
RES 607

کیورٹیو سمیلز انٹرنیشنل ربوہ فون